مناقب مدح جناب امیر المومنین علیہ السلام

زمین پہ شاہ سرافرازیہ یا علی تو ہے ۔ فلک پہ سید ممتاز یا علی تو ہے

امیر کشور اعجاز یہ یا علی تو ہے ۔ نبی کا ہمدم و دمساز یا علی تو ہے

خدا کا بندہ جانباز یا علی تو ہے

اُحد میں جا کے جو سرگرم کارزار ہوا ۔ جدا اثر ایمن کر بہ یتن بار ہوا

وہیں اعانت جبرئیل سے سوار ہوا ۔ خطاب حق سے عطا عبد جانثار ہوا

سوار گرم تگ تازیا علی تو ہے

ہمیشہ آدم و ادریس نوح و ابراہیم ۔ لگا کہ موسیٰ و عیسیٰ سے تا نبی کریم

یہ تیری عشق پہ مبعوث ہیں خدا ہی علیم ۔ جو تو علی و لی ہو تو حق علی عظیم

خدا کا خلوتی راز یا علی تو ہے

کہوں بشر تو بشر کو یہ اختیار کجا ۔ کہوں ملک تو ملائک میں تجھ سا کہ میسا

کہوں نبی تو نبی تجھے ملتجی تھے سدا ۔ کہا خدا تو شریعت کی برخلاف کہا

عجیب صنع خدا ساز یا علی تو ہے

تیری جہاد کی کیا مدح اے ابو الحسنین ۔ کہ ایک ضرب ہی فخر عبادت ثقلین

بقصد بت شکنی ظلم فاخر حرمین ۔ سوار ہو بسر دوش سید کونین

نہ آیا جو بسر تاز یا علی تو ہے

تو ہی ہو شوہر زہرا تو ہی خدا کا شیر ۔ اگر تو چاہی تو فرمان دی قضا کا پھیر

یہ میری کام میں کیوں اسقدر لگے ہی دیر ۔ شکم گرسنہ ہوں کر دے عطا اپنی سیر

امام صاحب اعجاز یا علی تو ہے

دیا عروج محمد کے بادشاہی کو ۔ کیا شیوع ادا امر کو اور نواہی کو

جہاں میں آیا ہی قرآن اسی گواہی کو ۔ بس اس لئے کہ سنی حکمت الٰہی کو

ازل سی گوش برآواز یا علی تو ہے

کھلا کسی پہ یہ صدا یت کا راز تھا ۔ در ہدایت و ایمان کسی پہ باز نہ تھا

کسیکو دھیان سوی روزہ و نماز نہ تھا ۔ قریش کو حق و باطل میں امتیاز نہ تھا

سو اونکا تفرقہ انداز یا علی تو ہے

لیا جو حق نے الست ربکم کا سوال ۔ کیا ہی تو ہے نبی قالوا بلا میں سبقت

دم غضب جو گرے جبرئیل کے پر و بال ۔ دیا اوسی تیرے تعلیم نے عروج کمال

پھر اوسکا باعث پرواز یا علی تو ہے

ہی تیری یاد میں صبح و مسا سبھو نکو سرو ۔ تیری خیال میں ہر دم زیادہ چشم نکو

لیا جو نام تو غم ہو گئے دلوں سے دور ۔ زبانکو ملگئی بس لذت شراب طہور

حبیب شاہد طناز یا علی تو ہے

تو اسطرح ہوا پیدا میان بیت اللہ ۔ کہ جیسے بیت سے ظاہر ہوں معنی دلخواہ

تو خانہ زاد خدا ہے خدا ہی اسکا گواہ ۔ بقدر چشم زدن ہے ہوا نہ تجھسے گناہ

جو معصیت سی رہا باز یا علی تو ہے

گل مراد سی دامان آرزو بھر دے ۔ جب آئی وقت تو جام شراب کوثر دے

تو در میان سے اوٹھا دی امید پردے ۔ یہ دل جو ہی اوسی مراۃ حق نما کر دے

اس آئینہ کا جلا ساز یا علی تو ہے

بحق احمد و زہرا و سبط نور خدا ۔ بروح عابد و باقر و جعفر و موسیٰ

بہ رضا و تقی و نقی امام ہدا ۔ بہ عسکری و بہ مہدی کہ اب یہ عقدہ کشا

میرا معاملہ پرداز یا علی تو ہے

یہ بنی تجکو لکھا ہی جو نامہ اخلاص ۔ یقین ہے کہ مزین ہو اب بدستخط خاص

مجھی ہے خاص غلاموں میں جا میں یہ اخلاص ۔ عطا کئی ہیں خدا نی تجھی عجیب خواص

کہ بے مقابلہ انباز یا علی تو ہے

خدا کا بندہ مقبول و رجہاں کا امام ۔ ہر ایک سو لکا ہادی شہ خجستہ مقام

ہیں کامیاب تیری ذات سے بہت ناکام ۔ کہ اس ضمیر کے تہا ذاکر یکا نیک انجام

میرا تو باعث ایجاد یا علی تو ہے

تمت تمام شد

بدون اجازت راقم کے کوئی صاحب قصد طبع نفرمائین حق تالیف محفوظ ہے ۔ بتاریخ ۱۱ - اپریل سنہ ۱۸۹۴

تیرا ہم پر بہت سا احسان ہے — کل کے دن تو ہمارا مہمان ہے
لگی کہنے یہ شاہ بدر و حنین — تجھ سے کہتی ہین یا حسنین

تجھکو ہمسے جو ایک محبت ہے — میری بھی گھر مین تیری دعوت ہے
مین بھی کہتا ہون تجھسے اے نبی شہ — نان جو میرے ساتھ کر نا نوش

عرض کی علقمہ نے تب اوس آن — ہی میری عقل سر بسر حیران
تم کہان اور یہ ملول کہان — مین کہان دعوت رسول کہان

مجھ پہ شفقت یہ ذوالمنن نے کی — میری دعوت جو پنجتن نے کی
الغرض بعد دعوت شاہان — اوسکے ترخیص کا ہوا سامان

تہا وہ ناشاد ہو گیا خورم — یہی کہتا تہا ہر گھڑی ہر دم
میرے مولانے کیا سلوک کیا — کہ مجھے والی تبوک کیا

جا کے بیٹھا جو تخت پر اوسجا — کئے سجدہ ہزار شکر خدا
واہ حیدر سے کیا ہی کام ہوگئے — واہ کیا معجزہ تمام ہوگئے

نام بھی اسکا کیا عجایب ہے — نسخہ مظہر العجایب ہے
عرض کرتا ہے اب فقیر حقیر — یا خدا ہے بندہ ہی تیرا جو ضمیر

واسطہ اپنی کبریائی کا — واسطہ ہے تجھی خدائی کا
یا الٰہی بروح پاک رسول — یا الٰہی بروح پاک بتول

تجھکو دیتا ہون مین علی کی قسم — تجھکو دیتا ہون اوس ولی کی قسم
ہین رسول خدا کے جو دلبر — یعنے شبیر و حضرت شبر

اور باقی ہین نو جو وہ معصوم — ہی قسم اونکی تجکو اے قیوم
جو جو عاشق ہین نام حیدر کے — اور مطیع ہین گے جو پیمبر کے

ہین جہانتک کہ دوستان علی — ہون نہ محتاج شیعیان علی
ہین جو سید رسول کی اولاد — نت رہین شاد و خورم و دلشاد

لکھنؤ مین جو ہی سلیمان جاہ — فضل کی اپنی رکھ تو اونپہ نگاہ
ہی یہ احمد کے دوستدار یقین — ہی یہ حیدر کے جان نثار یقین

اوسکا مطلب بر اے خاطر خواہ — از براہ نبی عرش پناہ
میرا مطلب یہ ہے خداوندا — مرثیہ گوئی مین رہون مین سدا

روح پرواز ہو میری جس آن — رہی دمبدم بھی تجھ مین میرا دھیان
مثنوی بس ہوئی یہان یہ تمام — اب کہون والسلام والاکرام

تاریخ از میرزا علی خان متخلص عالم

جسدم کہی ضمیر نے یہ مثنوی تمام — عالم نے دلمین فکر کے تاریخ لکھی گا
آئی صدائے غیب اوسی وقت کان مین — یہ معجزات خوب کہے کیا ہی واہ واہ

۱۲۴۹

تمام شد

الحمد للہ والمنہ کہ درین جزو زمان بتائید رب الانس والجان نسخہ عجایب و غرایب
اعنی مثنوی مظہر العجایب من تالیفات شاعر نازک خیال شیرین مقال طوطی چمنستان سخنوری
مداح ابی عبداللہ الحسین سید مظفر حسین المتخلص بضمیر استاد الکل استاد مرزا دبیر

ہو یہ مین پوچھتا ہون تجھسے بات
ہی قسم تمکو جھکے ای خوش قرات
رہتی کس جا ہو اور کہان ہے مقام
کیون کئی تمنے مجھسے سخت کلام

جبکہ یہ کہہ چکا وہ آہن گر
گر پڑا وہ جوان پاؤن پر
باندھ کر ہاتھ یون لگا کہنے
واقعی ہین خطا ہوئی مجھسے

مین ہون سیاہ اور ہون درویش
ہوا تا کہنے پہ ست میری دلریش
صبر اور خلق کو مین سنتا تھا
آج بس مینے آزما دیکھا

بخشو تقصیر اب میری للہ
صبر اور خلق سے ہوا آگاہ
سنکے حداد نے یہ اوسکے بات
یون لگا کرنے عرض باندھ کے ہاتھ

جو کرون نذر ہو میرے مقبول
کہا درویش نے قبول قبول
سنکے اوسنے درہم ہزار دئے
اسنے تسلیم کرکے سب وہ لئے

ہو کے رخصت چلا وہ آخرکار
دئے فقرا کو وہ درم یکبار
نرکھا پاس اپنے کچھ اوسنے
اور مخفی ہوا وہ نظر سے

تہا وہ کہنے کو سب مین آہنگر
صبر اور خلق کیا کیا ہے مگر
پانچون اب گنج ہو چکے ارقام
ہان قلم کر یہ معجزات تمام

قایم مقام نمودن جناب خیر الانام علقمہ و دختر ملکیہ ابن عمر را بمقام آن بدر انجام

ساقیا جام آخری بھر دے
مست حب علی سی تو کر دے
دی وہ می اسکو آج ای ساقی
رہی حب علی کی مستی باقی

ہان پلا دی مجھے وہ جام الست
رہون تا حشر مین یہ ہو مین مست
اوس نشہ مین یہ کچھ فسانہ ہو
رہ مقصد کا نا ٹھکانہ ہو

اب تو خاموش مین بہے رہتا ہون
آخری داستان کہتا ہون
کہ کتب مین ہے اسطرح تحریر
جب یہ فرما چکے جناب امیر

علقمہ سن نصیحتین یکبار
گرا بر پای حیدر کرار
دست بستہ ہو عرض کے اوس آن
ہے یہ ایک مطلب ای شہ مردان

آپ یہ بات اب کرین منظور
از برائے رسول رب غفور
لیچلو مجکو اپنے آپ ہمراہ
تا کرون زیارت رسول اللہ

الغرض علقمہ و رشک پری
معہ قنبر معہ علی ولی
چلے وہانسے وہ خورم خندان
علقمہ سے کیا یہ شہ نے بیان

تجھے معلوم ہے کچھ اہل شعور
ہی مدینہ یہان سے کتنے دور
عرض کی کہتا یہ میرا دل ہے
اس جگہ سے وہ مسافت منزل ہے

تب لگی کہنے یون شہ خوش خو
بند کر ایکدم تو آنکھون کو
بند کین علقمہ نے چشم وہین
پھر یہ کہنے لگے امام مبین

کھول دے جب آنکھ تو اس آن
دیکھ اب قدرت خدائی جہان
چشم کھولی تو یہ نظر آیا
در مین اوس شہر کے وہ در آیا

پھر گرا شہ کے پاؤن پر دیندار
عرض کی لاکھ جان ہون تمپہ نثار
ہو تمہین خاص بندگان الہ
بخدا لا الہ الا اللہ

آئی القصہ وہان علی ولی
جلوہ افروز تھے جہان پہ نبی
چشم حق بین سے جسگھڑی دیکھا
کھول آغوش تب رسول خدا

مثل مصحف کے لی لیا در بر
جھک گئی اور حیدر صفدر
مصطفے در بغل کشیدہ ہوئے
فرط شادی سے آب دیدہ ہوئے

پھر لگے کہنے احمد مختار
گذری کیا تمپہ حیدر کرار
باندھ دست ادب کیا یہ کلام
راز مخفی کھلا ہے تمپہ تمام

گرچہ ظاہر تھا سب پیمبر پر
پوچھا اسواسطے تھا اونسے مگر
جو کہ گمراہ ہین اسے جانین
رتبہ مرتضے وہ پہچانین

کیا جسدم نبی نے اونسے سوال
کہا حیدر نے سب مفصل حال
پاؤن پر علقمہ گرا آکر
خوش ہوئی تب جناب پیغمبر

لگے فرمانے سید عالم
آج دعوت تیری کرینگے ہم
لطف فرماتی اوسپہ شاہ زمن
اوس سے کہنی لگے حسین حسن

پانچوین یہ میرے نصیحت ہے
یعنی وہ خلق اور مروت ہے

صبر کرنا خدا کو بہاتا ہے
صبر رتبہ بڑے دکہاتا ہے

ہی یہ ارشاد خالق اکبر
صبر کرتا ہے جبکہ کوئی بتر

صبر کرنے سے ہی خدا راضی
اور ہے اوس سے مصطفے راضی

خلق واجب ہی بادشاہونکو
ہی یہ مشہور سن اسے خوش خو

خلق کے معنے ہین یہ ای دیندار
یعنے جو سخت بہی کرے گفتار

مجھہ پہ مولا کا ہی جو یہ احسان

بندۂ خاص ہے وہی بخدا
خلق ہے جسنی اختیار کیا

صبر ایوب نے کیا جیسا
نکرے گا وہ کوئی اب ایسا

اور وہ مجکو یاد کرتا ہے
وہ مجھے شاد شاد کرتا ہے

خلق مین خلق جو کرے انسان
اوس سے راضی ہے خالق سبحان

خلق کرتے تھے حضرت داؤد
اونسے راضی بہت تہا رب ودود

اوس سے اسطرح کے سخن لادے
جو خجالت سی خود وہ سر ماوے

نقل کرتا ہون خلق کے مین بیان

نقل فضیلت خلق مردے حداد از رستم یمنی

تہا یمن مین جو ایک مرد عرب
نقل کرتا ہی خود وہ ایک عجیب

کہ گیا مین بخانۂ حداد
تہا میرے پاس تیشۂ فولاد

جب تفحص کیا مین اوسکا حال
کیا ایک شخص نے یہ مجھسے مقال

دیکھو جاتا ہے سامنی وہ جوان
سنکے اوس سے ہوا مین آگی روان

دست چپ سی ہوا جوان پیدا
اور اوس سے وہ آگی کہنے لگا

اوسکو مین چاہتا ہون ای حداد
دلسے جاتی نہین ہے اوسکی یاد

سنکے بیہودہ اوسنے اوسکے کلام
کہا تم کون ہو بتاؤ نام

اسکہڑی آپکا گدہر جی ہے
کچھ نہین مینے ذات بیچی ہے

گر مشقت سی مین کماتا ہون
ہی یہ وجہ حلال کہاتا ہون

وہ بہی حیران ہو گئی یکبار
کہ یہ کرتا ہے آج کیا گفتار

اوس بیچاری نے کچھ نہ مارا دم
ہوا تصویر کا سا ایک عالم

تہی تماشی کو جو کہڑی مردم
سبکے ہوش و حواس ہان تہے گم

سب نے چاہا کہ دیدین اسکی داد
اون جوانونسے بولا وہ حداد

مین نہین چاہتا ہون یہ اصلا
مینے چھوڑا اسی بروز جزا

اب یہ کہتی ہین اسطرح ارقم
مین بہی ہمراہ ہو لیا اوسدم

کہا اوستی یہ تیرہی خاطر ہے
مال و زر بہی ہی گہر بہی حاضر ہے

آپ کرتا ہے اسطرح سے رستم
تام اوسکا کتب مین ہے ارقم

بناوی وہ اوسکو بار دگر
تملا اپنے گہر مین آہن گر

وہ یہانسے گیا ہے تہوڑے دور
جاؤ تم بہی اگر ہے کار ضرور

پاس اوسکے ابہی نہ پہنچا تہا
اتنی عرصہ مین دیکہتا ہون کیا

تیری گہر مین جو ہی تیرے دختر
اوسکو جلدی میرے حوالہ کر

نہ کریگا یہ بات گر منظور
سر کرونگا بدنسے تیری دور

دل تمہارا کدہر ہوا ای رہ آب
کیا دیوانہ ہوی ہوا ای صاحب

سب مجھی جانتی ہین پیر و جوان
ہون مسلمان صاحب ایمان

یہ سخن کر رہا تہا آہن گر
تہی جو ہمراہ اوسکے تین پسر

پہر لگا دینی اوسکو وہ دشنام
اور لگا کرنے اوس سے سخت کلام

چوب دستی اوٹہا کی یکباری
زور سے ایک فرق پر ماری

یہ تو کہتا نہین ہے کوئی بات
زیادتی کر رہا ہی وہ بدذات

میری عزت گئی یہ ناحق ہے
جانتا اسکو وہ میرا حق ہے

ہاتھ اوسکا پکڑ کے وہ حداد
لی گیا اپنی گہر مین با دل شاد

جب وسی اپنی گہر مین وہ لایا
فرش پر لاکے اوسکو بٹھلایا

نہین دختر کوئی میری بخدا
ورنہ مین نذر اوسکو بہی کرتا

برق سان ہو گئی وہ بے آرام
بات ای رہبر رہزن سنو میرے
میرے اسباب سی نکل جاؤ
لیک وہ پیر صاحب اسرار
زندہ یہان ایک کو نہ چھوڑیگا
اور ادہر وہ جوان ماہ جبین
مجھے بہی فکر انتقام ہوئے
ہر طرف دیکھہ دیکھکر میدان
ہم جو کرتے ہین پہر بغور نگاہ
رونگٹے ہین جو زینت اندام
یہ صدا اوسنے دی پکار پکار
تم میرے تیر سے ڈرو یارو
ہو گیا وہ سوار تافتہ رو
اوسنے ایک تیر کو وہین چھوڑا
پہر تو ہم سبنے پیش قدمی کے
تیر ترکش کے سب زمین پہ گرا
وہ بہی گھوڑے سے گر پڑے یکبار
ہمنے اوسکی طرف سے منہ موڑا
میر آقا ہی مرتضے سا امام
تہی غلام حبش جو اوسکی ساتہہ
نبی آقا کے پاس جا پونہچے
بحر حیرت مین ہو گئی ہم غرق

لگی کرنے اشارہ تو ہین کام
ہمنے کی ہے بس ایک جان بخشی
سب میری رو برو سے ٹل جاؤ
منع کرتا تہا جو ہمین ہر بار
تیر دس دس کو اسکا توڑیگا
سن کنیزک کی نالہ ہای حزین
دیکھو حجت میری تمام ہوی
سیمیہ پھر کیا جولان
بس نظر آئی قدرت اللہ
مثل نشتر کھڑی ہوئی ہین تمام
کہ سنو رہزنان بدکردار
اس کمان پر نظر کرو یارو
ان جوانونے کی ادہر تک پو
سینہ پانچونکا تیر نے توڑا
کہا بس اسکو مار لیجئے ابہی
پشتہ خاک پر ہوا وہ کھڑا
پہر نہ اگی گیا کوئی زنہار
مال و اسبابکو وہین چھوڑا
مین ہون اوس عاشق خدا کا غلام
جبکہ دیکھے اونہونے یہ حالات
دم نکند راکہ دم مین آ پونہچے
اوسکے اسباب مین نہ آیا فرق
گنج چوتہا بہی ہو گیا ہی رقم

تب تو گردن بلند کر یکبار
ہی مکافات چاہتی اس آن
کرکے سب خندہ جوانانہ
یہی کہتا تہا وای نادانے
ہم کہ مست مئی تکبر تہے
بید کیطرح تھرتھراتا تھا
نہ سنا جب کسینی اوسکا کلام
اپنی مرکب کو خوب گرما کے
جون بشر کو چڑہا ہوا ہو جنون
نہین پہچانتا ہے کوئی بشر
میرے اسباب پر کرو نہ نگاہ
جب مکرر یہ کر چکا گفتار
آگے پیچھے سوار جا پونہچے
گرے گھوڑے سے آخرش وہ جوان
دیکھہ کر امد جوانانہ
دوسرے تیر سے یہ کار ہوا
مادہ اسپ پر چڑہا وہ جوان
آگی ہم تہے وہ پیچھے آتا تہا
جان درکار ہے تو ٹل جاؤ
اپنی ہاتھونکو کھولکر یکبار
اپنا اسباب لی لیا اوسنے
اوسکی جرات نی دلکو توڑ دیا
بولے پہر علقمہ سے شاہ امم

لگا کہنے جوان پکار پکار
مین بہ ہفتاد جان کرون احسان
لگے کہنے ہوا ہے دیوانہ
دیکھو اب اس جوانکی جولانے
دل متاع غرور سے پر تھے
یہی ہر مرتبہ سناتا تھا
تب تو آیا عنان مرکب تھام
کچھہ جو ٹہرا وہ متصل آ کے
دو لو انکھین یعنی دو کاسہ خون
کہ کھڑا ہی یہی وہ سوداگر
ہون غلام علی عالی جاہ
تب چلی اسطرف سی پانچ سوار
کہا اوسنے یہ اب تو آ پونہچے
دیکھہ اونکو سبھی ہوی حیران
اور ترکھوڑے سے مرد فرزانہ
بارہ شخصونکے تن سے پار ہوا
اور ہمارا طرف کیا جولان
لب پہ ہر دم سخن یہ لاتا تہا
دامن کوہ سے نکل جاؤ
اسلحہ باندھ کر ہوئی تیار
قصد مکہ کا پہر کیا اوسنے
پہر تو ہمنے یہ کام چھوڑ دیا

گنج پنجم از زبان فیض ترجمان وصی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

پیرزال و نحیف و نابینا
وہ وہان بیقرار ہووی گی
بہتر از حج رضای مادر ہے
وہ یہ بولی کرو نہ اسکو اسیر
کون کہنے کو مانتا تہا بھلا
باندھ کر ہاتھ اوس جوان نے کہا
دو مجھے چند تیر و ایک کمان
ای جوانو جو مین رہا زندہ
تب پکارا وہ پیر تجربہ کار
نہ سنی ہمنے پیر مرد کی بات
تیر قد اوسکا ہو گیا ایک بار
یہ کنیز و غلام و اسپ و شتر
بسکہ ناز و نعیم مین ہون پلا
یہ جو ہے بادپای لاغر تن
کوئی راضی تہا اپ بینی پر
دی اوسے مادیان اپنی نکال
لیکے اوس مادیانکو سوداگر
پشت پر زینکے بیدرنگ گیا
وہ کنیز حسین جو تہی دربند
جب یہ ثابت ہوا کہ یار چلا
یہی کہتی تہی مجکو لیتا جا
وہانسے دو سو قدم یہ پہونچا جب
پھر کیا رخ سوئی کمان اوسنے
چیٹر مرکب کو ایک بلندی پہ
دیکھنی ہین تو ناتوان و حقیر

نہین فرزند کوئی میری سوا
چشم در انتظار ہووی گی
اوسکا دیدار حج اکبر ہے
تہا مگر ہم سبہو نہین پیر کبیر
کون یہ بات جانتا تہا بھلا
مجکو کی ہی حیات تازہ عطا
تا کہ ہون راہ مین محافظ جان
بخدا تا بسال آیندہ
اب اسی کچھ نہ بھیجیو زنہار
ترکش و تیر دیدیئے ہیہات
بار احسانسے ہون کمان خمدار
سب فدا ہون تمہاری ہمت پر
سو پیادہ نہین زمین پہ چلا
گر مجھے دو تو ہے بہت احسن
کوئی کہتا تہا یہ نہین بہتر
بخدا ٹھیک ہو گئی یہ مثال
ہو گیا شاد و خورم و خوشتر
تنگ گھوڑیکا اوسنی تنگ کیا
اوسنے کی ایک صدائے نالہ بلند
ہاتھ پر ہاتھ کو بہت سا ملا
اب نہ زہر فراق دیتا جا
پھیر کر کے عنان مرکب تب
کیا چلہ کا امتحان اوسنے
ایستادہ ہوا وہ نیک سیر
نقش دیوار مرکب تصویر

باہزاران سماجت و منت
مخلصے قید سی اگر پاؤن
جب یہ بولا وہ خواجہ بازرگان
وہ نہ دیتا تہا مخلصے کی رضا
نہ سنا حرف پیر با اخلاص
پر کھٹکتی ہے اب یہ دلمین بات
اوس عنایت مین یہ شامل ہے
جاؤنگا حج کو مین بحکم خدا
اب یہ تیر و کمان جو پاؤنگا
اوسنے تیر و کمانکو ہاتھ مین تہام
کہا قربان ہمت مردان
اب نہین کوئی آرزو ای نحیف
اس فقیر شکستہ دلکا دیار
جب کیا اوسنے بادپا کا سوال
الغرض میری رای پر اوس جا
ہر کہ بے مشورت کند تدبیر
شکر گویا ہوا وہ ہاتھ اوٹھا
پشت مرکب پہ جب سوار ہوا
دیکھ سامان رخصت دلدار
مثل مرغ قفس پھڑکنے لگے
اور او دہر وہ جوان حسرت کیش
اب ہم سب کھڑے تہی حیران وار
تا بنا گوش کھینچ کھینچکر سہ بار
تہی جو وہ مادیان اسپ ہون
جب عنان چست ایکبار ہوئی

حج کی اگلی برس ملی رخصت
اپنی مادر تلک پہونچ جاؤن
کار نا آزمودہ تہی جو جوان
یہی کہتا تہا غافلو ہی دغا
کردیا قید سے جوانکو خلاص
ہو نجاؤن غذای حیوانات
اب جو احسان ہو تو کامل ہو
وہان کرونگا تمہارے حق مین دعا
بخدا کچھ نہ ہاتھ آوے گا
کیا جھک جھک کے ہم سبہونکو سلام
مین ہون مرہون ہمت احسان
ایک باقی ہی پر عطای خفیف
ہی یہانسے مسافت بسیار
تب ہوا سب مین اختلاف کمال
کئی یارونکا اتفاق ہوا
غالبش بر ہدف نیاید تیر
دی ہزارون ہزار ہمکو دعا
گرم رفتار راہوار ہوا
خوب رونی لگی پکار پکار
چوب محمل سے سر پٹکنی لگے
چلتا جاتا تہا راہ دور پیش
کہ کیے تیر اپنے اوسنے شمار
تیر قندیل سے نکالی چار
کیا مین ہر جہت کا اوسکے حال کو
مثل سیماب بیقرار ہوے

اور سے راز یہ کہتا ہین | زندگی بہر خموش رہتا ہین
تم پہ ظاہر ہین سب میرے حالات | ابتدا مین جو کچھ کہ تھی عادات
تہا میرا حکم بسکہ حکم عمیم | تھی ہر ایک شہر و دیہہ مین تقسیم
جب روان کوئی کاروان ہوتا | خط میرے سمت کو روان ہوتا
دل خورم تہا بسکہ بایل عیش | گرم ہوتی تھی روز محفل عیش
نوجوان ایک خواجہ بازرگان | ہی سوی مکہ شریف روان
دس شتر ہین لطیف و خوش رفتار | ہی قماش نفیس جنسپر بار
ایک ہندی کنیز ہے در در گوش | صاحب حسن اور مرصع پوش
باہزار احتشام آتا ہے | بہر حج سوی کعبہ جاتا ہے
پونہچے جسدم بصد ہزار شکوہ | پایا تاجر کو زیر دامن کوہ
تین جانب لگی ہوی پردے | سامنے سے اوٹھے ہوی پردے
بیچ خیمہ کے خواجہ بازرگان | تہا شفق مین عجب مہ تابان
لیک وہ تاجر لطیف و شریف | لاغر اندام ناتوان و نحیف
کرتے ہی اوسکی لاغری تقریر | کیا سبک چلتی ہی سبک شمشیر
نہین اسدم معاملہ بہتر | اسی غارت کرو بوقت سحر
سبنے کی الغرض یہ رای قبول | اوسے چھوڑا اجال خود مجہول
رات بہر وہ جوان فرزانہ | رہا محو وصال جانانہ
رہی سرمست خواب نیک و بد | لٹگئے سب متاع ہوش و خرد
دست خدام باندھ کر بقفا | کیا ایک مشت سلسلہ برپا
بتصرف ہر ایک چیز آئے | نوبت خواجہ و کنیز آئے
خواجہ خود ایکطرف اسیر ہوا | تہا امیر ان مین فقیر ہوا
تب تو وہ سوداگر نکو منظر | لگا کرنے سلام جھک جھک کر
مجھی ایک گونہ اوسپہ رحم آیا | کہا تو اپنا مدعا بتلا
مین نہین مالکے لئی دلگیر | ہی میرے گھر مین یک متاع کثیر
یہ میرے پاس سب امانت تہا | نہین دعوی مجھی بروز جزا

تمسے کرتا ہون ماجرا یہ بیان | پر یہ راز نہفتہ ہو نہ عیان
تھے میرے ساتھ ساتھ سو رہزن | سبکے سب نیزہ دار شیر افگن
جابجا از پے درستی کار | متعین تھے صاحب اخبار
شہر سے قافلہ کا سن اخراج | جاکے کرتا تہا مین اوسکی تاراج
موسم حج تہا ای نیکو کردار | کہ مجھے آئے بلخ سے اخبار
پانچ تو اسپ ہین بزین و لجام | ساز جنگ مرصع ہے تمام
حبشی دس غلام ہین ہمراہ | ہمہ زرین لباس سرخ کلاہ
خیمہ سرخ ہے جو لاثانی | اوسکی بانات ہی سو لاثانی
یہ خبر سنتے ہی ہوا راہی | ہوی ہفتاد شخص ہمراہی
خیمہ مختصر باب و تتاب | سرخ بانات نقرئی اسباب
عقل اوسی دیکھکر نہ کیون جھولے | جب بروزمین شفق پھولے
اوسکے پہلو مین وہ کنیز حسین | ایک خورشید ایک ماہ مبین
لاغری مین مگر عروج کمال | جسطرح سخط فلک پہ ہلال
اوسکی جرات کی دیکھکر آثار | ہمنے آپس مین کہی یہی گفتار
جبکہ ہوی گا سبکو عالم خواب | ہاتھ آجائیگا تمام اسباب
تب تو ہم سب چھپے ان گروہ گروہ | ہوی پنہا میان دامن کوہ
صبح دزدان خواب یکبارے | ہوی کاخ دماغ پر طارے
ہم کمین گاہ سے نکل کے تمام | ہوی مشغول دست برد خیام
شتر و اسپ و خیمہ و خرگاہ | لٹگئی ایکدم مین پیش نگاہ
لی لیا سب کنیز کا زیور | رہ گئی زیر جامہ و چادر
باندھ کر اشتر و نپہ سب اموال | وہانسے راہی ہوی باستعجال
دیکھکر سو بحسرت بسیار | لگا رونے بسان ابر ب...
وہ یہ بولا کہ صاحب اشفاق | تجھ مین ہے ایک مروت ...
سنتے تاراج میرا مال کیا | مینے یہ سب تمہین ج...
آج گریا جو ہو مین خستہ تن | ہی میرے وال...

کر شجاعت کی مرتبہ پہ نظر
اسمین تحریض ہے بس ای دیندار
صفت پردلی ہی گو کہ عموم
نکری جب ہیب خود سردار
تہی مجاہد جو فی سبیل اللہ
نقل ایک یہ دلی کی ہی مطلوب
ہی جو رستم کی پردلین سخن

کہ حبیب آلہ نے اکثر
جانب حرب جانب پیکار
لیک شاہونکو لازم و ملزوم
تو سپاہے کریگا ر و بفرار
بہاگ جاتی تہی رئیس کے ہمراہ
کہ کرون اس مقام پر مکتوب
وہ بہی ہی ایک داستان کہن
مرتبہ اسقدر ہین جرات مین

کیا کرے کے بلند پایہ رمح
ہی شجاعت تو ہر بشر پہ فرض
جو ہو مستعد بہ نفس نفیس
جب رسولخدا دم پیکار
جب جناب امیر جاتی تہے
گر کرون جرات علی کو رقم
پر کرون نقل ایک عجایب تر
فائدہ ہین یہ کچھ شجاعت مین

بزرق میرا ہے زیر سایۂ رمح
دیکہہ قرآن مین جاہدوا فی الارض
تند ہی کم کرین امیر و رئیس
کرتے تہے زید و عمر کو سردار
آن مین فتح کر کے آئی تہے
سو وہ ہی آپ شہرۂ عالم
اسی کہتے ہین پردلی و ہنر

نقل در وفور شجاعت خواجہ بازرگان درہای از دست دزدان

نقل کرتا ہے جو خجستہ مقام
دیکہا ایک مجمع صغار و کبار
ہی وہ جیسا مکان نفیس و لطیف
ایک جانب جو دور سے دیکہا
اوس سے بچتے تہے قافلہ ہزار
اوسی دز دیکہین ایک سلیقہ تہا
شملہ مانند زاہدان بر سر
[illegible]ن کو ہی خضاب سے تزئین
تا دیر بس رہا یہ غور
[illegible]ن کہ صاحب خانہ
گیا وہ شخص سلیم
[illegible] نہایت ہے
[illegible] طوار
دیکہ تا دیر
[illegible]

اوسکا اسمان ہو صلی ہی نام
اتقیا و مقدس و ابرار
ویسا ہی مجمع وضیع و شریف
علی کے واسطے نظر آیا
لاکہہ پر دوڑتا تہا ایک سوار
دائمی رہزنی طریقہ تہا
شال ترمہ بندہی ہوی سر پر
ہاتہ دونو خاسی ہین نگین
علی کے واسطے ہی یا کوئی اور
یار رہا وہ جوان فرزانہ
سرو قد کے فقیر کے تعظیم
کی خدا نے تمہین ہدایت ہے
ہان کرو اسکا ماجرا اظہار
تب کہا میں نے ای جوان دلیر
کیا ہے سکر یہ اوس جوان نے کلام

ایکدن مجلس ضیافت مین
بیٹھے ہین صاحبان مسند و جاہ
اہل مجلس سے کر کے نیک سلام
تہا وہ دزدان شہر مین ممتاز
جو حرامی کہ لوٹ لاتے مال
بر یہان اب جو دیکہنا ہون بغور
جسم مین ہے قبای بر زمین
سبحہ در دست ہی بآب و تاب
جبکہ مجلس باختتام ہوئے
تب مین آیا بہ جورمی شدید
مینے پہچان ہی لیا تہا اوسے
ہاتہ آئی ہے دولت کونین
بس وہ تا دیر یہ سخن سنکر
اب ہمین تاب انتظار کہان
اس بیان مین فقط اہانت ہے

ہوا وارد عجیب صحبت مین
نحو قال رسول قال اللہ
کیا [illegible] ایک [illegible] مقام
او [illegible] دہہ مین ممتاز
[illegible] دلی [illegible] او خیر [illegible]
نظر آئی ہی [illegible] کچھ اور
ایک سے داعی لطیف [illegible]
پا [illegible] نفیس [illegible] جواب
بزم دعوت غرض تمام ہوئے
کی سلام و علیک کی تجدید
ہو [illegible] یہ کلام سنکے
[illegible] ہدایت [illegible]
متامل رہا جہکا کر سر
ہی کدہر صبر اور قرار کہان
مجکو سر تا بپا ندامت ہے

آپ بغور رحمت خدا کا ورود — یہی افضال حضرت معبود
مال واملاک و درہم و دینار — سب پہ یہ دخترک ہوئی مختار
دل جو ویران تہی پائی آبادی — ہوا سامان عشرت وشادی
آئی ہم عاشقونکی جب شب عقد — ہوئی تب صرف صرہ زر نقد
پر گہون گیا شب زفافکا حال — غم سے فارغ خوشی سی مالامال
یہانسے دست طمع ہوا جو دراز — تب تو کہنے لگی وہ مایۂ ناز
وصل سی تہی مجہی بہی نا امید — تو وہان بند یاس کا قیدی
سو ہی اسکا عطا کنندہ کون — ہان مگر ہے وہی خدای دو کون
دل سوی طاعت خدا ہی آج — کہ شب وصل کبرا ہے آج
ہوی وہ رات بندگی مین بسر — در لذات کہل سے گئے ہمپر
یہ ملا لطف طاعت باری — لذتین محو ہوگئین ساری
فکر ذکر الٰہ ہے دن رات — ہی وہی بندگی وہی طاعات
آگیا اب تو موسم پیری — ہی ہوا و ہوس سے دلگیری
جبکہ ناقل نے یہ سنی گفتار — ہوا حسرت سی نقش بر دیوار
پختہ کارونکا فکر خام نہین — پر انہین کچھ کسی سے کام نہین
ہین رعایا اسطرح کے بشر — جنکے یون عمر ہوگئی ہے بسر

حسب ارشاد صانع عالم — چل بسے اس جہان سے حضرت عم
مگر اسنے یہ خوب کام کیا — میرے مادر کو اختیار دیا
جب یہ لونہر ہوا خوشے کا ہجوم — کتخدائیکی تب تو پہیلی دہوم
تہا عجب عیش و خورمی و سرور — تہا چراغانکا ہر طرف کو نور
جبکہ دل تارک تمنا ہون — پہر وہ دو نامراد یکجا ہون
سن تو ای مرد طالب مطلوب — آجکی شب ہے وصل نا مرغوب
پہر جو پائی یہ دولت دیدار — بخت خابیدہ ہوگئے بیدار
آج کے رات باہزار و نیاز — کرین شکر خدائی عزو نیاز
مجھے آیا بہت یہ حرف پسند — ہوی طاعت مین محو ہو خورسند
پہر تو اسطرح کا مزا پایا — تین دن تک سر کو اکسلیا
اتنی مہلت نہین ملی در وصل — جو نکالین دلونکی حسرت وصل
امر موقوف ہی یہ فرصت پر — سو وہ فرصت گئی قیامت پر
یوہین گذری یہ ساٹھ ساٹھ برس — اب کہان وصل اور کہان ہے ہوس
بس جنہین لذت عبادت ہی — تلخ اونکو جہانکی لذت ہی
ذکر کیا طاعت ائمہ کا — کہ وہ ہے لا تعد و لا تحصے
تیسرا گنج ہے جمع گنج خطیر — للہ الحمد ہو چکا تحریر

گنج چہارم ارشاد علی ولی دربیان شجاعت و پردلے

علقمہ سے شہ سریر عطا — باہزاران عطا ہوی گویا
جسکا مخزن خزینۂ لہا — اور کلید خزینۂ عقل رسا
صفت پردلی ہی حق کو پسند — کہ شجاعونکا مرتبہ ہے بلند
بزدلونکی نظر گریز پہ ہے — اعتماد اسکو تیغ تیز پہ ہے
گئی گذرہین کامران قدیم — پر نہین مورد عذاب الیم
دوسرا عادل زمان کسرا — کہ ہوا عدل کے سبب سے رہا
یہ شجاعت تو آن گرفت جہان — ہر کہ ترسد ز مرگ وای بران

جنس پاکیزہ یہ نصیحت ہے — گوہر آبدار حکمت ہے
ہین جو اکثر صفات باعزاز — سو شجاعت سبھو مین ہے ممتاز
ہی یہ اکثر حدیث سی پیدا — کہ شجاعونکی ہی قبول دعا
فکر ہای گریختن ہے وہان — کہ یہ فضل ذوالمنن ہے یہان
اولین شخص حاتم طائے — صفت جود جسنی ہی پائے
تیسرا شخص رستم دستان — کہ شجاعو مین تہا وحید زمان
آنکہ جرات بکار زار کند — خویشتن را بزرگوار کند

دیکھہ اوسے باکشادہ پیشانی | کرتے تھی التماس مہمانے
مین رہا تین رات دن اوسجا | محو اخلاص بندگی خدا
آیا وقت وداع پیر ضعیف | اور کہا آپکو ہوی تکلیف
ہوا حاصل زبسکہ رنج وملال | آپ یہانسے چلے باستعجال
تمنے مجکو کیا بہت راضی | تمسے مین خوش ہیر خدا راضی
آپکو دیکھہ صاحب ایمان | مین رہا تین روز تک مہمان
کی غرض مینے اوس بزرگ سے عرض | اب تو پرسش ہوی یہ مجکو فرض
تب کیا اوس بزرگ نی یہ کلام | کیا کہون ای جوان نیک انجام
پہر کہا مینے ای فرشتہ صفات | مین رہا ہون یہان کئی دن رات
طبع افسردہ گو تمہارے ہو | ضعف پیری اگرچہ طاری ہو
نہین دیکھا پر ای بلند مقام | تمنے آپس مین کچھ کیا ہو کلام
کیا اوس پیر مرد نے ارشاد | ہی عجیب و غریب یہ روداد
اب نہ وہ دل نہ وہ زمانہ ہے | پر عجب عشق کا فسانہ ہے
ایک کا تو پسر یہ احقر ہے | دوسرے بہائیکی یہ دختر ہے
مدت حمل جو ہوئے اتمام | کیا اس عرصہ جہان مین مقام
ناگہان حسب خواہش تقدیر | مر گیا والد فقیر وحقیر
تھے جو ہم دونو یگدگر مانوس | ہوی پابند حسرت افسوس
کر لیا اوسکو چشم سے مستور | اسطرح جسطرح سے چشم مین نور
لطف عم شفیق سے یہ کیا | کہ ہمین گھر سے بھی نکال دیا
شمع کیطرح روز گھلتے تھے | بات دلکی مگر نہ کھلتے تھے
ہوی عم بزرگوار کو فکر | کہین شادیکا اسکے کیجے ذکر
پدر آیا جو پاس دختر کے | عرض کے اوسنی ترک جان کرکے
ہی حقوق پدر کے مجکو قسم | نجیونگے جہانمین مین ایکدم
کوٹ کر یا نگینہ الماس | پہانک جاونگی مین بلا وسواس
کیا محبوس اوسے رنج ومحن | پابہ زنجیر طوق در گردن

کیا ناقل نے اسطرح سے بیان | کہ مجھے بھی کیا غرض مہمان
روز چارم غرض کہ وقت پگاہ | ہوا پیر پدر سے رخصت خواہ
کچھ ادا ہو سکے نہ حضر تکے | عاجزونسے حقوق دعوتکے
کہا مینے کہ ای قبول خدا | بسر روضہ رسول خدا
ہون مگر مین اسیطرح سیاح | نہین ایکجا قیام شام وصباح
تب تو ہم دونو آب دیدہ ہوے | شوق در بغل کشیدہ ہوے
یاد حق مین ہے جو سدا رنجور | کون ہے یہ ضعیفہ مستور
ایکطرفسے تو ہے یہ دختر عم | دختر عم اور زن ہمدم
مگر اس عرصہ مین نہین دیکھا | کہ زن و مرد بیٹھے ہون یکجا
مانع وصل شوق ہے پیری | ہی دلو پر ہموم دل گیری
آپ اسکا سبب سنا دیجے | ماجرا یہ مجھے بتا دیجے
ہی میری نقل نقل غم اندوز | کہ یہ قصہ ہے قصۂ جانسوز
دو برادر تھے خلق مین مشہور | مالک فہم صاحبان شعور
بطن مین ہم ہنوز تھے دونو | یک دیگر نام زد ہوی دونو
شفقت عم کا کیا کرون مین بیان | باپ بھی جس چچا پہ ہو قربان
سنو عم بزرگوار کے بات | نہ ہے چار دن مین وہ حالات
عشق اوسکا جو میری دلمین تھا | میرا عشق اوسکی آب گل مین تھا
کی دلون نے جو ناشکیبائی | پونچی نوبت غرض برسوائی
مثل مجنون ہوا مین صحرا گرد | وای معشوق وای حسرت و درد
کچھ نہ کھاتی تھے اور نہ پیتی تھے | بس میرا نام سنکے جیتی تھے
ہوی یہ بات اسپہ ظاہر جب | تب تو اوسنے کیا پدر کو طلب
کتخدای کا میرے جای دگر | اب کیا آپنے خیال اگر
گر ونگے لیسکے دشنہ و خنجر | آپکو اپنے ہاتھ سے جو سر
یہ سخن سن چکے جو حضرت عم | ہوی جون زلف مہوشان برہم
جب گئی اسطرح سے بارہ سال | ہوئی سود لکی حسرتین پامال

پھر قول علقمہ رجوع ہوا
قسم اول موعظہ شروع ہوا

کہا حضرت نے ای خجستہ لقا
رکھ سدا فکر بندگی خدا

حق نے انسانکو خلق فرمایا
کہ عدم سے وجود مین آیا

تا نہ غافل ہون بندگی سے عباد
کیا اِلّا لِیَعْبُدُوْن ارشاد

ہین یہ اقوال انبیاء کبار
ہین عبادات حق کی قسمین چار

جس عبادت مین فکر جنت ہے
وہ عبادت نہین تجارت ہے

خوف دوزخ سے جو کریگا نماز
بس یہ ہے چاکرونکا ہی انداز

جو کری وقت طاعت یزدان
دلمین فکر و عنایت و احسان

نہین اونکی بہی بندگی محکم
ہین یہی لوگ بندگان شکم

اور چوتہی یہ قسم طاعت ہی
بیم دوزخ نہ فکر جنت ہے

ہی عبادت ز روی استحقاق
ہین وہی حق کے مورد اشفاق

کرتے ہین خالصاً لوجہ اللہ
ہین وہی اولیاء حق آگاہ

تو نہ طاعت کرے جو وقت سحر
تجہسے مرغ سحر ہے نیکوتر

کر یہ دلمین خیال ای مدہوش
مرغ تسبیح خوان و من خاموش

صبح کا وقت ہیگا با فرحت
کہ وہ ساعت ہی ساعت جنت

شہ کو خواب سحر نہین درکار
شاہ سوی تو فتنہ ہو بیدار

نرگس از خواب آن حذر دارد
کہ ہمین پاس تاج سر دارد

کر گئے ہین یہ عالمان کبیر
سبب مشک نافہ مین تحریر

سنو ای مالکان عقل و شعور
آہوی چین کا ہی یہ دستور

تا بہ یک ربع مین جو صبح و پگاہ
نہین کہاتا ہی وہ کثیف گیاہ

شب چہل و یکم قریب سحر
سوئی مشرق اوٹہاکی اپنا سر

شب کو وہ انتظار کرتا ہے
وا دہن بار بار کرتا ہے

جبکہ موج نسیم صبح نفس
سوی بالا وہ کہینچتا ہی بس

کیا لطافت مین ان ہوا کے کہون
جمع ہو جسم کا خلاصہ خون

وہین ہوتا ہی اکی نافہ مین مشک
ہی وہ خون لطیف خالص مشک

زہی لطف و زہی لطافت صبح
کیون نہ مقبول ہو عبادت صبح

بس عبادت خدا کی ہو جس آن
مغتنم اوسکو جان لی انسان

جسکو ہی لذت عبادت حق
کوئی لذت اوسی نہین مطلق

طالب طاعت خدای قدیر
کرتے ہین ایک نقل کو تحریر

جسکو سنکر مزید ایمان ہو
باعث ازدیاد عرفان ہو

نقل در لذت طاعت و عبادت رحمت رب العزت جل جلالہ

نقل کرتا ہی ایک مرد حکیم
ہی رقم اوسکا نام ابراہیم

تہا سیاحت کا مجکو شوق بڑا
تاکہ دیکہون عجایب دنیا

اوس سیاحت مین با دل خوشنود
ایک قریہ مین ہو گیا جو ورود

تہی زن و مرد مین یہ بات عمیم
یہان ایک مرد باخدا ہی مقیم

اوسکے در پر گیا مین پی تعجیل
کیلیے مینے سوال اذن خلیل

جب اجازت ملی تو ہو خورم
پہر رکہا اندرون خانہ قدم

گہر مین دیکہا عجیب نغز ضیا
مثل دلہای اہل صدق و صفا

مختصر دیکہنی مین تو وہ سرا
پر سراسر ایک سمت نور جلوہ نما

ایک با صد سلیقہ و آداب
یکدگر متصل ہین دو محراب

ایک مین ایک پیر نورانی
ہمہ تن محو یاد ربانی

ہی جو محراب دوسری پر نور
اوسمین ایک پیر زال ہی مستور

عقب پردہ سے بصد اعجاز
صاف آتی ہے ذکر کی آواز

حق سے مانوس خلق سے مایوس
دونو محو مجاہدات نفوس

جسم تہے لاغر و نحیف و نزار
رخ مگر بدر آسمان وقار

نہ خلایق سے مختلط ہونا
رزق کم کہانا اور کم سونا

گہر مین ہوتا جو اوسکے شام سحر
کسی مقبول کبریا کا گذر

یہ سلیمانکے پاس تب آئی
یہ درم سیلیکے بادل خوشنود
اور یہ کہہ یا رسول عرش جناب
اور کہا ائی پیمبر ذیشان
وہ درم لے ضعیفہ پہر آئی
پیرزن کا سخن سنا جسدم
کہا داؤد نے خفا ہوکر
مین نہ لونگی درم پچاس ہزار
ہو وہ موجود آن کر ایکبار
اور کہا ای رسول رب قدیر
جب وہ آوی تو کیجیو یہ سوال
از برای محمد عربی
نہ دعا ختم کر چکا تہا رسول
اس ضعیفہ کے جو ہوی ہین گم
ایک تاجر ہے شخص با مقدور
ہو چکا اوسکے توشہ دان مین طعام
با ہزاران ہزار ناز و نعیم
مینے تاجر کو جو یہ پونہچائے
اوس پیمبر نے جب سنا یہ بغور
پہر منگا اوسنے ثلث اپنا مال
کیا سخاوت کا مرتبہ ہی بلند
دئی حق نے وہ درہم و دینار
کر فزون سب سی حوصلہ اپنا
ایک کے دس یہان ہو ہونگے نزاد

اور حقیقت تمام دوہرائی
آئی پہر نزد حضرت داؤد
مجھے اسکا سبب بتا وشتاب
مجھ پہ یہ ماجرا کہلے اس آن
پہر یہی بات اوسکو فرمائی
دئے آخر کو ستہ ہزار درم
تجھے اخذ درم نہین بہتر
مجھ پہ اسکا مآل ہو اظہار
منکشف اوستی ہو تمام اسرار
مین نہ لونگی درم قلیل و کثیر
سبد جو کا کچھ بتا وی مآل
ملکی وہ ہاشمی و مطلبی
کہ کیا سا ہنے ملک نے نزول
اونکا احوال کچھ بتاؤ تم
مالک گنج ہائے نامحصور
بہوک سے ہو گیا وہ بے آرام
ثلث مال اوسکو مین کرون تقسیم
اوسنے با عیش خورمی کہائی
کیا تاجر کو بہی طلب فی الفور
اوس ضعیفہ کو دیدیا فی الحال
یہ صفت ہی بہت خدا کو پسند
ہوئی اولاد و آل تک سردار
رکہہ خدا سے معاملہ اپنا
اور وہان ایک ایک کے ہفتاد

سن چکا حال وہ نبی جسدم
بولے داؤد ای زن خوشخو
سن ضعیفہ کلام پیغمبر
یہ سخن سنکے بادل خورم
آئی القصہ سنکے یہ گفتار
جب درم اوسنے پای تین ہزار
تو سلیمانکے پاس جا ہر طور
کہو تم در جناب رب عباد
حسب تعلیم حضرت داؤد
آپ بلوائی اوسے یہانتک
تب سلیمان بسوی رب جلیل
بہیجدے اوسکو ای کریم عباد
یکلد گر جب ہوا سلام و جواب
تب کہا اوس ملک نے بادل شاد
کل وہ تہا اس جگہ سے دو منزل
ہوا ہم عہد حق سے وہ مغموم
مجکو جب حکم کردگار ہوا
اوسپہ واجب ہے ای سپہر جناب
یہ سخن لای درمیان رسول
ایکدم مین ہو وہ با مقدور
اوس ضعیفہ نے تین گرد نان
ہی جو سودای حضرت معبود
در سے محروم سائلونکو نکر
گیا روان کلک خوش خرام ہوا

اسی لاکر دیے ہزار درم
یہ درم جاکے پہیر دی اونکو
ہوی موجود پہر وہین جاکر
دئے حضرت نے دو ہزار درم
وہ سلیمانکے پاس تیسری بار
لائی داؤد پاس آخر کار
بلکہ جاتی ہی عرض کر فی الفور
کہ فرشتہ جو ہی موکل باد
پیرزن آن کر ہوی موجود
حکم ران جو کہ ہی ہوا پہ ملک
متوجہ ہوے بصد تعجیل
جو ملک ہی بہ تسلط باد
اوس نبی نے کیا ملک سے خطاب
ہی عجیب و غریب یہ روداد
آج ہوی گا شہر مین داخل
رزق جسکا کہ ہو جبی مقسوم
اس ضعیفہ کے [illegible] پہونچا
کہ کری وہ [illegible]
کیا تاجر نے اعتراف و قبول
اغنیای زمانہ سے مشہور
راہ مولا مین جو دئی اوس آن
اوسمین مخفی ہین اسقدر جلکے سود
یاد رکہہ آیہ قلنا تہہیر
دوسرا گنج ہی تمام ہوا

گنج سوم در بیان عبادت

گر نہوتی وہ پیرزن کی دعا … تو ٹھکانا کہین نہ تھا میرا … عدل یہ مرتبہ دکھاتا ہے … عدل اسطرح کام آتا ہے

عدل ایک دم کا ای محو ضبط … ذکر ہفتاد سال سے بہتر … بادشاہے مثال انسان ہے … سر انسان حیات سلطان ہے

دل وزیر اور ہاتھ سب ارکان … اور قدم ہے رعیت سلطان … عدل ہی روح ای خجستہ نہاد … روح سی ہے تمام یہ بنیاد

عدل سے تو ہمیشہ خوش رہنا … ظلم سے تو کنارہ کش رہنا … از رعیت کسیکہ مایہ باد بود … بن دیوار کند نام اندود

ای بسا تاج و تخت محرومان … تخت کی دل از غوای محرومان … ای بسا نیزہ ہای گنجوران … شاخ شاخ از دعای رنجوران

ای بسا نیزہ ہای جباران … باز باز از دعای غمخواران … ای بسا رایت عدو سکنان … سرنگون از دعای پیرزنان

انچہ یک پیرزن کند بسحر … نکند صد ہزار تیر و تبر … شیوہ عدل اختیار کرو … ظالمون کو سوار دار کرو

جب ہوا گنج اولین یہ تمام … تب کیا علقمہ سے شہ نے کلام

گنج دویم در ثنای سخاوت کہ از زبان حضرت مسموع شد

یہ نصیحت ہی دوسرا ای آن … کہ کیا گر سخاوت دم سان … اس سی کوئی صفت نہین بہتر … ہی یہی نخل زندگی کا ثمر

سن مگر مجھسے معنی احسان … سب کو قبل از سوال دی انسان … جو کہ بعد از سوال دی کچھ شی … وہ مکافات خواستن مین ہے

فی الحقیقت تو ہے بخیل سخی … اور سخی ہے بخیل فی المعنی … صاحب بخل جمع کرتا ہے … دیکے اور ونکو آپ مرتا ہے

جمع کرتا اسے نہین آتا … ہے سخی اپنے ساتھ لیجاتا … ہی جو مانند قول حضرت کی … نقل یاد آئی ہی سخاوت کی

نقل گم شدن جو پیرزن و یافتن دولت بسیار عوض آن

سنو ای صاحبان ہمت و جود … قصہ عہد حضرت داؤد … ایک ضعیفہ تھی صاحب ایمان … پاس تھی اوسکی تین گردہ نان

رکھ اوسنے توشہ دان مین وقت بگاہ … ہوی امادہ سفر ناگاہ … اپنے گھر سے گئی تھی تھوڑی دور … کہ ملا اوسکو صاحب مجبور

بیتی وسنے جو کچھ نہ پایا تھا … غم و غصہ بہی اوسنے کھایا تھا … وہ نہ روئی زمین سے اوٹھ سکتا … منہ غرض ایک ایک کا تکتا

پیرزن نے یہ دیکھ بیحالی … نان بہر ایک اوسکو دیڈالی … گھر مین اپنے جو آئی بانگ دو … پائی تب ایک بہو مین قدرے جو

درکھ میان سبد ہوئی وہ روان … کہ کہین ہون مین آسیہ گردان … تھی ابھی قریب اسیاسی بعید … کہ ہوا ماجرای طرفہ پدید

چلی تہی ایسی ہی باد تند سموم … کہ ہوی جو مع سبد معدوم … دیکھ یہ قدرت خدائی جہان … یہ ضعیفہ بہت ہوئی حیران

بولی اوس کارساز کے صدقہ … اوسکے راز و نیاز کے صدقہ … اپنے سایل کو تیری راہ مین دیا … تو نے مجھسے عجب سلوک کیا

مین تو جاتی ہو جانب داؤد … کہرون اس ماجرے کی گفت و شنود … ہین وہ آگاہ سر جز و کل … اوسنے جاوینگے راز مخفی کل

آئی داؤد کی قریں اوس آن … اور کیا ماجرا تمام بیان … وہ یہ بولی کہ جا سلیمان پاس … وہ بتاویگا تجکو بی وسواس

اگر وہ مین ایک نقل عدل اسپر | ہو کلام امام واثق ترا

نقل سلطان اسمعیل ساسانی در بیان عدل آن زینت بخش اورنگ جہانبانی

تہا جو وہ بادشاہ اسمعیل
ایکدن از برای صید شکار
ذبح اوسکو بصد شتاب کیا
تہی زن بیوہ تہی اور بے شوہر
جو کہ ملتا بہای شیر اوسکا
بولی یہ گاؤ ذبح کی میرے
وہ ضعیفہ رواں بصد عسرت
ہان جیتی بحال غم آلود
آج اس پل پہ سن میری فریاد
فکر دور و دراز کر دل مین
یہ سخن سنکے بادشاہ زمان
اشک آنکھونسے بہ چلی یکبار
کہا اوس پیرزن نے ای سلطان
ہین مگر جو غلام خاص خراب
تو نہ کرتے کسی پہ ظلم غلام
جب ضعیفہ کہہ چکی یہ تقریر
ہوئی ہفتاد گاؤ پہر مطلوب
عدل کا دوستو سنا احوال
چہوڑ کر اس سرای فانی کو
اسنے مجکو کہا ہے عدل سے شاد
تیرے قربان ای میرے مولے
عرض کی ای شہ خجستہ صفات

آل ساسان مین بہت سا جلیل
ہوا ایک یہ مین غرضکہ گذار
اوسکے مالک کا دل کباب کیا
پاس طفل صغیر تین پسر
اور سے پیتا ہر ایک صغیر اوسکا
میرے حلقوم پر چہری پہیرے
ہوئی اشکسے یتیم کے صورت
کہ ہوا بادشاہ کا بہی ورود
یا کہ دیکہا پل صراط پہ داد
اس گہڑی اختیار کر دل مین
ہوا چون بید وہ بخود لرزان
اوس ضعیفہ سے کی یہی گفتار
تہی میرے پاس ایک گاؤ جوان
کہا گئی اوسکا گوشت کرکے کباب
رائگان ہے سب سلطنت سے مدام
کہا سلطان نے بس ہوئی تقصیر
فربہ و شیر دار خوش اسلوک
عادلونکا اگر سنو تو مال
چل بسا ملک جاودانی کو
تو جہنم سے اسکو کر آزاد
تو عنایت مین سب سے بہر اولے
کچھ وہانکے بیان کرو حالات

اور رقم ایک جا ہوا یون ہے
تہی غلامان خاص جو مشہور
گاؤ تہی ایک ضعیفہ کی ملوک
تہا کسی سمت اور کچھہ نہ لگاؤ
یہہ خبر جبکہ اوسنے سن پائی
تہا پل رود جو دجو مشہور
جب ہوی قطع پل کے راہ درست
بس کہڑی ہوگئی ورود کی سانس
اور کہا ای شہ سعادتمند
دیکھہ راغب ہو کسطرف کو مزاج
سینہ سے لب تلک جگر آیا
تا اب وس پل کی ہان نہین بخدا
شیر سے اوسکے ای خجستہ خصال
بادشاہا یہ ظلم سے ہے تیرا
حشر کے روز کیا کریگا تو
پہر غلامان خاص کو بلوا
اوس ضعیفہ کو کی عنایت جب
عرصہ ایک سال کا نگذرا تہا
اوس ضعیفہ نے کی بہت سے دعا
سر بخاک نیاز دہرتی تہے
الغرض مجتہد جو عصر کا تہا
تب کیا بادشاہ نے یہ مقال

تہا ملک شاہ شاہ سلجوق ہے
وہ پکڑلای ایک گاؤ بزور
تہی بہت تنگدست و مفلوک
پس معیشت کا قصہ تہیہ گاؤ
وہ ضعیفہ بہت سی گہبرائی
دیکہہ کر اوسپہ بادشاہ غیور
آئی مانند پل خمیدہ پشت
اوسنے ڈالا عنانکی اوپر ہاتہ
تو الپ ارسلانکا ہی فرزند
ایک کو اختیار کر سے لے آج
خاک پر گہوڑے سے اوتر آیا
مینے اس پل کو اختیار کیا
بجہا زندہ تہی میری اطفال
ورنہ کچھہ ہی جو با خبر ہوتا
کیا خدا کو جواب دے گا تو
تا سر انکی دی بہونکو سزا
شاہ آگئی ہوا روانہ تب
لہ پلایا اجل نے جام فنا
کہ اسی بخشیے خدا فدا
بس یہ دو دو رہ کہ عرض کرتے تہی
اوسنے سلطانکو خواب مین دیکہا
بس یہی ہی مرا مفصل حال

ہو نہ تھا سرنگون کوئی مغرور — تھا کوئی شرمگین کوئی مسرور
اسطرف شرم اور حیا سی خموش — اوسطرف خواہش وصال کا جوش
گاہ عشرت ہی گاہ دولت سے — بخدا بعد رنج راحت ہے
ہو کے حیران کار روتا تھا — وصل مین زار زار روتا تھا
یار سے ہمکنار ہوتا ہون — جاگتا ہون و یا کہ سوتا ہون
جب تلک مین نہ لایا تھا ایمان — رہا پابند حسرت و حرمان
مینے پروردگار بھی پایا — شکر ہے وصل یار بھی پایا
ہوا پیش الہ سر بسجود — کئے سوا اوسنے سجدۂ معبود
تب اوٹھایا علی نی ہاتھ کو تھام — اور بٹھایا قریب گل اندام
آسمان دیکھتا بصد حسرت — تھا عجب وقت اور عجب صحبت
نہ عروسی ہوئی نہ دامادی — کیجیو جلکے شہر مین شادی
کیجیو وہ ولیمۂ شادی — جسمین ایمانکو ہو نہ بربادی
علقمہ سے کہا کہ ای ذی ہوش — اس نصیحت پہ ہو سراپا گوش
نظم مین یہ مثل پنج حواس — جسمین ہین لطف زندگی اساس

یہ خطاب عروس سے دل شاد — وہ مسمی تہا نبودا اماد
نرہی ہجر کے مصیبت یاد — دل ہوی شاد گھر ہوی آباد
علقمہ نے یہ دیکھکر سامان — اشک شادی گئی رخون پہ روان
زیر لب کہہ رہا تھا یہ ہر آن — ای مین تیری خدائیکی قربان
کہین جی سے نہ مین گذر جاؤن — آج ایسا نہو کہ مرجاؤن
آج مولا نے کیا سلوک کیا — کہ مجھے واسلیے بتوک کیا
کہہ کے یہ تخت سی اوٹھا آخر — خاک پر جاکے گر پڑا آخر
رو دیا یہانتک کہ بہ چلا سب دل — ہو گئی خاک اوسجگہ سے گل
تھا اودہر مبتلا ادہر دلبر — ایکطرف شاہ ایکطرف قنبر
بولے اوس ماہرو سی تب حیدر — ہو روان سوئی تخت گاہ پدر
دہان برپا کرو اساس سرور — تاکہ آگاہ ہون اناث و ذکور
شاد تم دونون سے و خرسند ہو خلق — عیش و عشرت سے بہرہ مند ہو خلق
یاد رکھیو پنج موعظ تو نخست — جس سے ارکان سلطنت ہون درست
پنج گنج انکا نام ہے ظاہر — انکی جا ہے خزینہ خاطر

بیان نصیحت پنجگانہ

اولا ہو تیرا وہان جو ورود — کیجیو شکر نعمت معبود
کیجیو کاروان سرا تیار — کہ جہان ہو مسافرونکو قرار
بیت سعدی کے یہان ہوئی تضمین — ہر کجا چشمۂ بود شیرین
دیکھیو تو رواج دین رسول — تاکہ دنیا و دین مین ہو مقبول
ہی جو خوشنودی خدا کی دلیل — نہ سمجھیو کسیکو خوار و ذلیل
چاہئی ہر کسی پہ لطف عمیم — اور خصوصاً پئی فقیر و یتیم
بادشاہان دہر مثل بحار — اور وزیران شاہ ہین انہار
عدل ہے گنج دلیکہ پر تاثیر — خرج سے جسکے ہو متاع کثیر
عدل کن زانکہ در ولایت دل — در پیغمبرے زند عادل

بت و بتخانہ کو فنا کیجیو — مسجد و مدرسہ بنا کیجیو
چاہ بنوائیو ہر ایک جا پر — تا رہی وسیلہ تشنہ گان کا گذر
تاکہ ہون تشنگی مین فائدہ مند — مردم و مرغ و مور گرد آیند
کیجیو انکسار اپنا شعار — خود پسندی نکیجیو زنہار
مرہم زخم خستہ دل ہے لطف — کہ علاج شکستہ دل ہے لطف
شاہ بی عدل چشمۂ بے آب — خود خراب اور تمام ملک خراب
ہو تغیر جو بحر مین طارے — نہر مین شوریت ہو و ساری
واجب العدل ہی ہر ایک بشر — بادشاہونکی عدل واجب تر
گر ہی مطلوب ہو نکوئی گزند — کیجیو خلق پر نہ ظلم پسند

اور خود مصطفے ہی شام و صباح ۔ ہنسکے کرتے تھی مرد و زن سے مزاح
ایک مزاح نبی بیان ہووی ۔ روتی [illegible] داستان ہووی

نقل از کتب احادیث

تھی جناب رسول حق اکبروز ۔ اپنے دولت سرا مین جلوہ فروز
ناگہان ایک ضعیفہ با قد پست ۔ لائی خرمہ کا ایک طبق بدست
اور لگی کہنے ای خدا کی رسول ۔ نذر یہ کیجیے میرے مقبول
لے لیا آپ نی طبق یک بار ۔ اور کہنے لگی خوشی سے بسیار
تب ضعیفہ نے یون نبی سے کہا ۔ کیجیے آپ میرے حق مین دعا
گو کہ اس زشت کی گناہ ہین زشت ۔ پر کرے حق مجھے عطای بہشت
یہ سخن جب سنا ضعیفہ کا ۔ ہنسکے پیغمبر خدا نے کہا
نہین جائیگی ای نکو منظر ۔ کو می بڈھیا بہشت کی اندر
راست گو جانتی تھی احمد کو ۔ یہ سخن سنکے وہ زن خوشخو
دیکھہ کر روی احمد مختار ۔ لگے رونے بسان ابر بہار
چشم سے اشک وہان برستے تھے ۔ وہ تو روتی تھی آپ ہنستے تھے
اوس ضعیفہ کا دیکھہ بیم ہلاک ۔ یون لگے کہنے صاحب لولاک
بعد شور و نشور ای نادان ۔ ہووینگی مرد و زن تمام جوان
ایک ہی سن و سال پاوین گے ۔ خلد مین اسطرح سے جاوینگی
تو بھی عہد شباب پاویگی ۔ ہو کی بڈھیا وہان نجاویگی

نقل دیگر بہمین مطلب

دوسری ہی مزاح پیغمبر ۔ ایک دن آپ اور شہ صفدر
رطب تازہ میٹھی کہاتی تھے ۔ گٹھلیان پاس کہتی جاتی تھے
گٹھلیان اپنی بھی رسول خدا ۔ نظر شیر کبریا سے چھپا
گٹھلیو نمین علی کے رکہدیتے ۔ کہانیکو خرمہ دوسرا لیتے
الغرض جب طبق ہوی وہ تمام ۔ تب نبی نے کیا علی سے کلام
جتنے کہائی ہین خرمہ بسیار ۔ روبرو گٹھلیونکا ہی انبار
باندہ دست ادب علی نی کہا ۔ آپ انصاف تو کرین شاہا
مجھسے خرمہ فزون وہی کہاتا ۔ جو مع گٹھلیون نگل جاوے
تھی جو دندان گوہر شہوار ۔ ہوی درج دہن سے بس اظہار
اس لئی تھی یہ قصہ ہای دراز ۔ تاکہ ثابت مزاح کا ہو جواز
یہان ہوا آفتاب عیش طلوع ۔ ہوگیا صیغہ نکاح شروع
خود ہوی اوسطرف امام جلیل ۔ کیا قنبر کو علقمہ کا وکیل
بولی اوٹھا ہاتھ باندہ کر قنبر ۔ آپ ہون اسطرف غلام اودہر
آپ محبوب کی وکیل ہوے ۔ اور ہم ایسے ہی ذلیل ہوے
بولا قنبر سے علقمہ ہو تنگ ۔ آپ کو ہی میری وکالت ننگ
ہو نمین شہزادہ بلند مقام ۔ سو یہ بندہ نہین کسیکا غلام
بولا قنبر تمہارا ذکر ہے کیا ۔ ہو نمین آقا سے شوخیان کرتا
اوس سے قنبر نے مسکرا کے کہا ۔ کیا نہین تو غلام حیدر کا
بولا وہ ہر بشر ہے انکا غلام ۔ مین غلام اور میرا پدر ہے غلام
تب یہ قنبر سے شہ نے کی گفتار ۔ کچھ حمیت نہین تجھے زنہار
تجکو اس منہ سے بیچ مارا ہے ۔ کیون وکالت تجھی گوارا ہے
تہا غرض لطف خندۂ شادی ۔ تھی دلونکو غمونسے آزادی
پڑہ چکے جب امام صیغہ عقد ۔ تب بچھا در ہوا بہت زر نقد
ہر طرف تہنیت تھی با دل شاد ۔ ہر طرف نغمہ مبارکباد

یہ ہوئی شرم کے سے پانی پانی
ہوئی غرق عرق جبیں پیشانی
علقمہ نے کہا میرے مولا
ہی یہان آپ کو تامل کیا
علقمہ کے یہ دیکھ کر تعجیل
دفعتہً ہنس پڑے امام جلیل
شرم سے آپکو سنبھال سنبھال
بولی وہ بدر آسمان کمال
ہو چکے آپ کی کنیز اب تو
جسکو جی چاہے اوسکو دے ڈالو
کیا اوس رشک گل نے جب یہ قبول
گیا عاشق خوشی کے مارے پھول
اوٹھ کے قنبر نے بس شتاب شتاب
لئے طاقون سے شیشہ ہای گلاب
وہ کیا اوسنے اختیار سکوت
جس محل قرار ہو نشر کو ثبوت
اب تو بی خوف و بیم راضی ہے
ہی جو خاموشی نیم راضی ہے
بولی حضرت ہی شرع مین درکار
کہ کرے خود زبان سے یہ اقرار
آپنے دی ہی دولت ایمان
مین فدا او رتن سر و دل و جان
عذر مجکو نہین خدا ہے گواہ
ہی مجھے سب قبول بسم اللہ
بسکہ مایوس تہا وہ محنت کش
آگیا بس خوشی کی مارے غش
اوسپہ چہڑکا گلاب خاطر خواہ
وہ جوان ہوش مین ہوا ناگاہ
اوٹھ کے بیٹھا جو ہین گیا مجل
پڑھے سامان وصل مین یہ غزل

غزل زبانی علقمہ

یا تڑپتا رہا ہے دل بر مین
یا ہی سامان وصل دلبر مین
آج پھر شاد ہے موجود
گہر اشک دیدۂ تر مین
جسکو کہتے ہین کلبۂ احزان
محفل عیش ہے اوسی گھر مین
اوسکے پاؤنپہ سر دھرونگا آج
جسکا سودا رہا میرے سر مین
میری بخت رسا ہوئی ہین آج
طعنہ زن طالع سکندر مین
بادہ شیشۂ نشاط و سرور
ساقیا بھر دلونکی ساغر مین
اوس فشردہ مین جو آبداری ہے
وہ نہین ابرونکے خنجر مین
مطربا ہان اوٹھالی چنگ و رباب
نہ رہے عقل ایک کے سر مین
ہان مغنی ذرا خدا کی لیئے
میرے دل کے رواق کے در مین
ہر طرف رونق چراغان ہے
نہین تاری یہ چرخ اخضر مین
رقص وہ کر کے رقص بسمل ہو
خونکا جو یا ہونگا محشر مین
تہا لکھا بعد گردش ایام
وصل جان میری مقدر مین
دیکھیو یا علی اسی لشکر
دھیان اسکا ہی جام کوثر مین
غزل شوق ہو چکے ارقام
آؤن پھر سوی معجزات امام
علقمہ ہو گیا جب ہمدم جان
سات باری امام کی قربان
تب شہ انس و جان نے کی گفتار
جلد سامان عقد ہو تیار
گئی اک سمت کو وہ لعبت چین
ہوا مطلوب جامۂ رنگین
رخت کی کشتیونکو منگوایا
اور لباس عروس پہنایا
ایک تخت مرصعے آیا
وہان عروس حسین کو بٹھلایا
آئین پھر کشتیان وہان دو چار
تہے کئی جسمین خلعت زرتار
علقمہ نے کہا کہ یا مولے
آپ ہین سب سے افضل و اولے
تو ید اللہ بسکہ بیشک ہے
ہاتھ تیرا بہت مبارک ہے
سنکے یہ اوٹھ کھڑے ہوئی حضرت
خود پنہانی لگے اوسی خلعت
علقمہ نے کہا کہ اب سر پیچ
اپنے سر پہ رکھا ہی یہ سر پیچ
کی ہی برسون سے جب کہ خواہش بوسہ
ہوئی خلعت سی تب ہم آغوشے
علقمہ اپنے پاؤن سے تا فرق
ہوا آب جواہرات مین غرق
جلوہ گر تخت پہ جب تھی عروس
کیا پہلو مین علقمہ نے جلوس
ہوئی آراستہ سہو کے بزم
تب کیا خطبۂ نکاح کا عزم
شیعیان بسکہ وقت ہے فراح
بکہ گر مومنونکو ہم وہ مباح
بلکہ اصحاب تک نہ ڈھیتے تھے
ہمہ تن احمد مزاح کرتے تھے

عطر لیتا ز بسکه هی مسنون
لیکے پهر شیشهٔ گلاب لطیف
سنکے فرمان سرور ذیجود
کیا اوسنے اشاره سوی صنم
تب یه کهنے لگی وه غیرت گل
وه ولایت پناه شاه حجاز
دل مین اسبابکا براست مان
عطردان لیکے آئی عاشق پاس
جهکے جب عطر وه لگی دینے
گر تیرا حکم هو تو ای محبوب
کها سنتا هی اور دیده من
آج هوتی هے داخل محفل
الغرض عطر سے هوا جو فراغ
بعد ازان علقمه نے چهیڑا ذکر
پهر یه بولی که شکر عز وجل
میرے مولا کا هی بڑا احسان
هوگا اونکا نصیب جو دیدار
کها شه نے که غیرت ناهید
باندهو دست ادبکو با دل شاد
کها حضرت نے ای ستوده خصال
یه همیشه رهیگا خدمت گار
در درج سرور سفته هو
حاکم کشور مراد نه هو
دلکو دایم خوشی کی بات رهے
هو چکی کی جو مستقل اوسجا

کیا احسان سے اوسی مرهون
کی معطر تمام ریش شریف
هوئی قنبر تمام عطر آلود
اس اشاره سی یه کهلا اوسدم
هو گیا تو تو بیحیا بالکل
لگا فرمانی ای سراپا ناز
علقمه آج هے تیرا مهمان
بولا وه واه واه ری بو پاس
ترکے یه اسطرف لگا لینے
عطر ملهون تیری بدنکو خوب
بیحیائیکا چهوڑ دی یه چلن
هوا میرے مزاج سے غافل
بیٹهی آ سامنے وه غیرت باغ
که مجهے تهی تیرے وصال کی ...
هوی سب غم میرے خوشی سے بدل
که مجهے دی یه دولت ایمان
سجدهٔ شکر مین کرونگی هزار
حق کرے تیرا اعتقاد مزید
کها اوسنے که کیجیے ارشاد
حق نے تجکو کیا پری تمثال
که کسی امر مین نهین انکار
غنچه آرزو شگفته هو
دو نو آپسمین شاد شاد رهو
شب تمهاری شب برات رهے
کیجیو دعوت رسول خدا

کها پهلے تو سونگه مل علم
کیا قنبر سے پهر علی نی خطاب
پهر کها شه نے علقمه سے سخن
مین ملون عطر پاشه ابرار
یون ادب سے کوئی کنیز تا هے
گر کوی کهے کسی کے آگے
کها اوسنے مین آپکی هون کنیز
دیا دلبر نے هاته کو پهیلا
گوش محبوب سے لگا کے دهن
بس یه سنکر وه ایسے خوب بے
اتنی یکبیک نکر پایا کو بیٹها ل
یه تنگ ظرفیان نهین هین خم
لگے هونی ادهر ادهر سے کلام
اوسمین هی نی که اپنا حال
دیدهٔ دل ... امیر اپر نور
هی بس ایک آرزو هی بلقی
سب کنیز و نمین افتخار کرون
مان لی ایک اگر علی کا کلام
نه کبهی حکم سے عدول کرون
علقمه هے فریفته در اصل
تو اگر اسکو کامیاب کرے
تخت گاه مکید ابن عمر
ز دست هون سب خوشی سے مالامال
زندگی هے تو ای مه انور
نرج زهرا کے یه سخن سنکر

جسد پاک پر بهت بسا ملا
آج تم بهی لگاؤ عطر و گلاب
تو بهی خوشبو کر اپنا پیراهن
دی اگر اپنے هاته سے دلدار
صاف بیٹها اشاره کرتا هے
عطر مهمان کو وه لگاتا هے
مجهے خاطر حضور کی هے عزیز
اسنے دست طمع دراز کیا
لگا کرنے یه نرم نرم سخن
هوگئی غرق بحر حجب بے
ورنه دونگی ابهی جواب ... ل
اری نادان یه بات هی معیوب
کها قنبر نے اپنا حال تمام
کئے ظاهر تمام رنج و ملال
که میسر هوا جمال حضور
هی مجهے فاطمه کی مشتاقی
طبق لعل و زر نثار کرون
هو رضامند تجهسے تیرا امام
بسر و چشم مین قبول کرون
جان و دل سے هوا هی طالب وصل
تو مجهے شاد بیحساب کرے
اپنا مسکن کرے تیرا شوهر
اور دل دشمنان هی پامال
کبهی هو جائیگا میر ابهی گنده
رکبلیا امر جا سه زانو پر

طبق چینی سے تھے کئی ہزار
کہنے لگے کیا شانی شکر و تحمد
تھا جو قنبر مطیع امر امام
نا گہاں علقمہ کے لقموں پر
دیکھ کر شاہ کی غذای قلیل
علقمہ نے کہا کہ ای محبوب
کہا اوس شکم خور نے بس بس
کچھ نہیں تجکو آدمیت ہے
علقمہ نے دیا یہ ہنسکے جواب
تھا غرض ہر گھڑی سرور زیاد
ہو مخاطب غرض وہ رشک چمن
ہاتھ دہلوائیں اپنے مولا کے
طشت جب یہ کہدیا حضور جناب
ہاتھ دہونے لگے جناب امام
ہوا قطرہ ہر ایک طشت میں در
علقمہ نے کہا پڑا قصہ
لگا کہنے وہ سید عالی
پھر دوبارہ غرض وہ طشت آیا
لیئے دامن میں ہاتھ وہ در
کہا سخن ہے سنجالی حضور میں
آج ولی کیجیے یہ درج دہن
آج مند سے ... سخن کو ستلب
اچھا اوسکا کرے استشمام
بس نظر کا جو ہر گنہ رہو ہوے
لائی وہ مہ جبین جو صفات

پھولا گویا کہ تختہ گلزار
یہان شاعر کے ہو گئی لب بند
کہا یا جھوٹا وہی علی کا طعام
پڑ گئے شوخ مہ جبین کے نظر
تو بہی دلمین ہوا نہ اپنی ذلیل
ہوں کئے روز سے گرسنہ خوب
ہو زیادہ نہ پای بند ہوس
علقمہ سخت بی حمیت ہے
عاشقونکو کہاں ملا ادب
خوش ہوی دوستا و رعدو ناشاد
لگے کہنے یہ علقمہ سے سخن
تا شرف ہوں حصول سبھی کے
لائی ابریق وہ شتاب شتاب
اور دہولانے لگے کنیز و غلام
ہو گیا طشت موتیونسے پر
میراں موتیوں میں ہی حصہ
لاؤ پھر کر کے طشت کو خالی
پھر ید اللہ کا ہاتھ دہلوایا
کر لیا دامن مراد کو پر
دئے موتی صلائی دعوتمین
ہو عیان لعل ابدار سخن
کیجئے زیب محفل احباب
یہان معطر ہو دستان مشام
اوسطرت ... جلوہ گر ہو دے
بزم میں شیشہای عطریات

تہا کلچہ کہیں تو نان کہیں
دیکھ کر وہ طعام حسن فروش
علقمہ کہول کر کمر کو وہان
ہنسکے کہنے لگی وہ جان جہان
کہیں لقمہ نہ جا گلومیں اڑے
کیوں عبث کر رہی ہے اتنا شور
زور ہوتا ہی گر غذا سے دوچند
تو نہیں جانتا ادب کیا ہے
درد دل پوچھ کیا گستاخ
ہوی فارغ طعام سی جب آن
تو تولی طشت اور میں لی ابریق
جب سنا یہ کلام دلبر کا
عرض کی آپ ہاتھ کو لاوین
ہاتھ جب دہو چکے شہ ذیجاہ
ہوی حیرت میں وہ پری خندان
وہ پری بول اوٹھی میں لونگی
اوس پری رونی سنکے علم امام
شاہ کے معجزہ سے پھر وہ لگن
صرف کنج متاع خانہ ہوے
جب ہوا شاہ کو فراغ طعام
نظم گوہر کو کیا مبین کیجئے
دل احبا کا باغ باغ کرون
آج روشن کرون وہ شمع سخن
ہان دلا کر ریاض نظم کی سیر
رکہدے اوس امام دین کے حضور

بوسہ یار سے فزون نمکین
کئے حضرت نے چند لقمہ نوش
لگا کہانے جو لقمہ ہای گران
صاف تو ہی کریگا دستر خوان
ایسے کہانی پہ تیرے قہر پڑے
جتنا کہاونگا اوتنا ہوگا زور
کیوں علی نے کیا تجھے پابند
سامنے دیکھ کو نبیٹھا ہے
تجھے مولا نے کر دیا گستاخ
اوٹھ گیا سامنے سی دستر خوان
چل رہی شاہ کشور تحقیق
بسر و چشم علقمہ نے کہا
کہ غلام و کنیز دہلوا دیں
دیکھتے کیا ہی تب وہ غیرت ماہ
کہ نکل آئے گوہر دندان
یہ تبرک نہ ہاتھ سے دونگی
جا کی خالی کیا وہ طشت تمام
ہوا ہمو آب در عدن
داخل رونق خزانہ ہوے
بیٹھے سب آنکر بمقام مقام
گوہر گوش سامعین کیجئے
دل دشمن کو داغ داغ کرون
جیسے ہو ہای انجمن روشن
تاکہ ہو جامی علقمہ با خبر
عرض کی کیجیے جیسے مسرور

کشتیاں سے لگے غرض وہ اوٹھا
جا کے خیمہ مین پڑ گئے جو نظر
شاہ قنبر کو جب نظر آئے
یا نہ تھے ایک ذرا توانائی
صدقہ ہو دیدہ و دل قنبر
کہا حضرت نے قتل دشمن کا
کہا قنبر نے اے شہ ذیشان
ذبح کرنے لگا تھا جب ہشام
ضرب دست علی ولی سے اب
مسکرائے بہت سا جب حیدر
ہنسکے قنبر سے کی یہی گفتار
لیک قنبر یہ رمز سمجھے صاف
ایک مضمون میں اشعار ہے
الغرض وہ گرہ کشائی جہان
ہوئی قنبر جو قید غم سے رہا
عرض کی اوس نے کہ اہی مولا
در خالق کے جو ہین خاک نشین
دیکھنا انکسار حیدر کو
روبرو تھی کھڑی جو رشک پری
کرو عرض قبول سے مسرور
عرض کی اوسنے یا امام انام
یہ تمہاری کنیز ہے مولا
کو نہین کند تو نے ذائقہ ہی
کہا حضرت نے ای پری رخسار
سنکے وہ اس سخن کو شرمسار ہے

فرش پر آپنے قدم کو دھرا
دیکھا مین چوب سی بندھے قنبر
اشک ماری خوشی کے بھر آئے
یا وہی طاقت و توان آئی
ایسے مولا کے دست و بازو پر
کسطرح یہان تجھی ثبوت ہوا
نعرۂ حیدری سے لیا پہچان
مینے اوس سے یہی کیا تھا کلام
سر کہان نصف رہگیا قالب
یاد آیا وہ عالم قنبر
کہو کیسے ہین آپکے رخسار
کہا اسمین یہ کہین حضور معاف
دیکھو یہان مجکو نیزہ مارا ہے
جہان قنبر بندھے ہی تھے آئی وہان
دوڑ کر اہو کو اسیر کیا
آپ اس تخت پر ہون جلوہ نما
او نہین یکسان ہے تخت اور زمین
ساتھ بٹھلا لیا ہی قنبر کو
کہا حضرت نے بیٹھ جا تو بھی
بیٹھنے کی نہین کنیز حضور
کیجئے نوش ایک ذرا سا طعام
اسکے خاطر عزیز ہے مولا
مگر اب کچھ نہین مضائقہ ہے
رونق شرع احمد مختار
ہوا بی [illegible] ہمہ سی مراد ہوئے

بولا وہ خیمہ سیاہ کہ آج
ماہ ابر سیہ مین تابان ہے
دیکھتے ہی جمال حیدر کو
کئے قنبر نے یہ کلام شروع
کیا کیا میرے درد کا چارہ
تو تو تھا اس مکان مین دلگیر
یہان ای نور دیدۂ مردم
میرا مولا جو باخبر ہوگا
فاتح بدر اور حنین آیا
تو جکڑا اوس پری نے زنجیبال
پاس سے آنکر تو دیکھون مین
ضرب محبوب مین نہین ہے عیب
بولی قنبر ہزار شکر خدا
ہاتھ سے بند بند قنبر کا
کہا تیری لیئے ہوئی ہم قید
بولے حضرت نہین ہے تخت کا شوق
خاکساری کو کیسے آج قیاس
سامنے علقمہ کو بٹھلایا
عرض کی اپنی باندھ دو ہاتھ ادب
ہنسکے کہنے لگی شہ ابرار
تیسرا دن ہوا ای فرشتہ صفات
اب تو مین ہو چکی خجل و جلے
رد دعوت نہ کیجیو زنہار
پر تکلف ہو گو غذا نہین
جلد منگوا کے ایک دستہ خوان

مین ہوا غارت شب معراج
اگیا ایک اسیر زندان ہے
درد بھولا تمام قنبر کو
ہوا اس چاند کا کدہر سے طلوع
میرے دشمن کو کسطرح مارا
آج پابند رشتۂ تقدیر
جب وہ مار اگیا تو آئی تم
پھر تری جسم پر [illegible]
ہان میرے دلکو آج چین ملا
منہ طمانچے سے کر دیا تھا لال
کہا قنبر نے عارضہ مین ہین
علقمہ نے کہا بجا لاریب
ایک ہمدرد تو ہوا پیدا
شہ عقدہ کشا نے کھولدیا
تجھے اب کیون کرین نہ اپنا حبیب
مین نہین چاہتا کسی پہ فوق
فرش پر آپ نے کیا اجلاس
اوسپر اشفاق و لطف فرمایا
بھیجیے یہ کنیز کا مطلب
سمجھے کر اپنا مدعا اظہار
کچھ تناول نہین کیا مہلت
داخل ذیل شیعیان علی
کچھ تکلف نکیجیو زنہار
مطلق اس کھانیکا حساب نہین
لائیے وسیع نعمت الوان

پھر تو دائرہ بچھا وی ہان
کہو زہرا فلک پہ ہو نقصان
یہانسے دوڑی وہ عیت بستان
لیا آراستہ تمام مکان
کیا تخت مرصعی ترتیب
اور رکھی کرسیان قریب قریب
پھر در خیمہ سی یہ دی آواز
آؤ ای شاہ کشور اعجاز
ساتھ لے اپنے علقمہ کو امام
بس یہ وانہ ہوی درون خیام
ہوا جسدم میان خیمہ گذر
پیشوائی کو آئی وہ دختر
کیا اوسنے حریر نقش طراز
اپنی آقا کا فرش پا انداز
آیا جسدم وہ زیب مسند عرش
محمل خاص کا جہان تہا فرش
کئے وہان پاؤنسے جدا نعلین
سب نے نعلین سے ملے عینین
پھر ہوئی آگے وہ پری رخسار
گرد حضرت کے ساتھ بار نثار
کہا یہ بخت خفتہ اب جا کے
کشتیان لائی نذر کی آگے
لگا کہنے وہ تارک دنیا
مال و زر سے علی کو کام ہی کیا
خود کیا ہے علی نے سب واللہ
ترک مال و منال و حشمت و جاہ
آج کیا خوب ای وضیع و شریف
مین سناؤن تمہین حدیث لطیف

حدیث شریف از زبان معجز بیان جناب امیر مومنان صلعم

تیسرا دن غرض گیا تہا گذر
کہ گرسنہ تہا سب علی کا گہر
تہا یہ احوال شبر و شبیر
فرش پر جسطرح ہو تصویر
اور وہ خاتون حجلہ ایمان
دختر خاص احمد ذیشان
اور نکاہی تہا گرسنگی سے یہ حال
ایک جنبش نہی تہی خیال محال
اور علی اون سبہونکو تکتے تہے
پر مصلے سی اوٹھ نہ سکتے تہے
اوٹھی زہرا بقوت ایمان
اور یہ کی عرض ای شہ ذیشان
ہین حسین اور حسن بہت نالان
یا علی اب تو کچھ کرو سامان
جلد لیجاو فاطمہ کے ردا
رہن اوسکو کرو برای خدا
گور دائین ہزارون پاؤنگے
پر انہین مین کہانسے لاؤنگے
فاطمہ سے وہ لی ردای لطیف
چلی گہر سے شہ وضیع و شریف
تہا یہودی علی کا ہمسائی
لیکے چادر وہ اوسکی پاس آئے
اور کہا ایک صاع گندم پر
رہن رکھ فاطمہ کی یہ چادر
آج فاقہ سے ہی علی کے آل
تب کہا اوس یہودنی یہ مقال
یہان میری عقل ہے بہت حیران
تم تو ہو مالک زمین و زمان
ہو کبھی تم تو بر سر افلاک
یا کبھی ہو فتادہ بر سر خاک
کبھی جائے امید عالم ہو
کبھی محتاج ایک درہم ہو
یہ جو سچ ہے تو پہر وہ بیجا ہے
وہ اگر ہے درست یہ کیا ہے
لگے فرمانے شاہ عالی جاہ
ہین ہمین لوگ اولیا اللہ
ہی جو پیش نظر تری دیوار
بر مثل گر کہین اسے یکبار
بخدا ایک ہی اشارہ پر
سب یہہ دیوار ہو زر احمر
نہوئی تہی تمام یہ گفتار
کہ طلا ہو گئے وہ سب دیوار
کہی حضرت نی مسکرا کے یہ بات
یہ سخن سنتا میان [illegible]
تجہسے کسنے کہا تہا ای دیوار
کہ طلا ہو تو ای تمام عیار
تب یہ دیوار سے صدا آئے
آپنے کیا یہ بات فرمائے
گرو گر کوہ پر تم اپنے نظر
ہون ابہی سنگ سب زر احمر
تب یہودی ہوا بہت حیران
لایا آخر بصدق دل ایمان
ہین جو مقبول خاص رب قدیر
ہی یہ اونکی نگاہ مین تاثیر
سنگ ریزہ نہین زمرد و در
دامن خالب ہو طلا سے پر
ہان قلم دہیان ہی کدہر ترا
تو کجا اور علی کی مدح کجا
پہر مخاطب ہوئی غرض حیدر
سوی بنت ملیکہ ابن عمر
کچھ علی کو نہین ہے مال سے کام
نذر کے کشتیان جو ہین یہ تمام
فقرا پر انہین کرا ب تقسیم
جو ملے دولت و ثواب عظیم

ہی جو منظور اپنے جیلی امان — ہو مسلمان وہ صاحب ایمان
یہان عزت وہان بھی عزت ہے — اسمین دونو جہان کی راحت ہے
اوس بت شوخ چشم نے یہ کہا — لا و اعمان مین تو فائدہ کیا
یہان تو ہون شاہزادی عالم — وہان دیکھا علی کا جاہ و حشم
شہ نے دو انگلیان اوٹھا کے کہا — دیکھ کیا انمین ہے نظر آتا
دیکھتے کیا ہی وہ سراپا ناز — زہی اعجاز بس زہی اعجاز
وہ لگی کہنے سید پر نور — جنت و سلسبیل و حور و قصور
اوٹھ گئے ہین حجاب سر تا سر — ہی تماشا عجیب پیش نظر
بولے حضرت جو لائی ایمان اب — ہی تیرے واسطے مہیا سب
دیکھتی ہی یہ سب مراتب و جاہ — بول اوٹھی لا الہ الا اللہ
مئی حب علی نے مارا جوش — پیکے ایک جرعہ ہو گئے بیہوش
قدم شاہ پر سر اپنا جھکا — بولی اے شوہر بتول فدا
اوسکے سر کو اوٹھایا حضرت نے — دست شفقت پھرایا حضرت نے
سر سے پھر تا کمر جو آیا ہاتھ — در واو ترا علی کے ہاتھ کے ساتھ
زہی اعجاز دست شاہ زمان — تازیانہ کا پھر ملا نہ نشان
عرض کی اوسنے یا امام امم — چلکے خیمہ مین بیٹھئے ایکدم
آپ نے تب کہا کہ ای محبوب — ہان مجھے بھی یہ بات ہی مطلوب
بولی دلدل سے یون شہ مقبول — تم چراگاہ مین رہو مشغول
کیا دلدل کو باغ ہی مین رہا — وہ گلستان کی محو سیر رہا
خود سوی خیمہ سیاہ چلے — خلق کو یا ہوئے جو شاہ چلے
ہا پر گرچہ ابر آتا ہے — ابر مین پر یہ ماہ جاتا ہے
سوئی ظلمت چلا ہے آبحیات — خضر جاتا ہے جانب ظلمات
علقمہ جو قفای سرور تھا — خضر کے ساتھ یہ سکندر تھا
پر سکندر وہان رہا محروم — ہو اب حیات بھی معدوم
اسکا معشوق مثل آبحیات — رہتا ہی پیش چشم ہے دن رات
رہا خیمہ جو وہان سے تھوڑی دور — علقمہ کو ہوی خوشی منظور
عرض کرنے لگا کہ ای محبوب — میرا آنا بھی تجکو ہے مطلوب
تو رضا دی تو ساتھ ساتھ اون — ورنہ دروازہ پر ٹھہر جاون
تب یہ اوس گل نے مسکرا کے کہا — دی ہزار ان ہزار شہ کو دعا
جسکے دولت یہ رتبہ پایا ہے — کہ میرے ساتھ ساتھ آیا ہے
آنہ سکتا تھا گاہ گرد چمن — خاک ہے جانثار ہا بن بن
یوہین رو رو کے جانسے جاتا — میرا سایہ نہ دیکھنے پاتا
یہ سخن سنکے شاہ عالی جاہ — عرض کرنے لگے کہ یا اللہ
اس پری رو کو جسطرح اپنی — تو نے حب علے عنایت کی
پس اسیطرح یہ کہا قدرت — کہ اسی علقمہ کے ہو الفت
تھوی تھی ابھی دعا یہ تمام — دل ہوا اوس پری کا بے آرام
ہوا شوق وصال یہ غالب — آپ مطلوب ہو گیا طالب
قطع جب ہو چکے وہ راہ قلیل — آئی در پہ غرض امام جلیل

ایمان آوردن آن پری بعد قتل ہشام خیمہ سرو داخل شدن حیدر صفدر بخیمہ معہ دختر و ملاقات از قنبر و صحبت بایکدیگر

ساقیا دی وہ آج جام شراب — روح دلبر ہو جسبی فتح الباب
وا اگر ہو در نشاط و سرور — غم دیرینہ ہو دلو نسے دور
ساقیا می پلا شتاب شتاب — مطربا تو سنا دی چنگ و رباب
آج عاشق کا وصل جانان ہے — بزم عشرت کا روز سامان ہے
یا رہیں اد گرو سے داد ملے — نامرادو نکی ہی مراد ملے
منعقد ہوئی ہے آج محفل عقد — اور لٹے گا نثار مین زر نقد

جسد نحس پر اشارہ کیا
مثل قارون نہین ٹھہرتا ہے
جب ہوئی ایسے معجزہ سرزد
فی الحقیقت یہ دونون ہین گمراہ
دیکھہ کر زور بازوی حیدر
دیکھہ یہ حال علقمہ یکبار
علقمہ سے کہا بدیدہ نم
دیکی نیزہ کو کی سیہے تقریر
کی بہت علقمہ نے گرچہ گریز
نرگس چشم نازہ ہین ہیگون
یہانسے ہشام توگیا ناکام
پاؤن پھین کہاکے نوک نیزہ تیز
زخم مین اسکے ڈر نہین جانکا
وہ پری مرتضی علی پہ پہرے
پدر و عم کا سر اوتارا ہے
ایک کو کر لیا ہے اپنا غلام
ہوی وارث عدم کو سب درا ہے
رحم حیدر نے کچھ نہ آہ کیا
جب ہوئی متصل وہ حور نژاد
تازیانہ اوٹھا کے جو مارا
کہائی تھی جسنے پہولکی نہ چہڑے
علقمہ کو بہی نہ تاب ذرا
عفو کیجے گناہ اسکے شتاب
کہکے یہ پیرہن اوٹھا یکبار
لگے فرمانے یون شہ ذیجود
کہا یا ارض ابلعی ھذا
قصد تخت السری کا کرتا ہے
ہوا تب تو گمان مردم بد
بجناب علی ولے اللہ
علقمہ پاؤن پر گرا آکر
وہ پری ہو گئی سراپا نار
اپنا نیزہ مجھے تو دی اسدم
پارہے دلکے اس فرہ کا تیر
کب مگر مانتے تہی وہ خون ریز
یا ہوئین دو نووی پیالہ خون
مین کرو نگی شراہی کام تمام
علقمہ کر گیا وہانسے گریز
ایک ذرہ ہے سنان قہر کا نکا
اسطرف آکی مثل برق گرے
آج عاشق کو میرے مارا ہے
دوسری کا کیا ہے کام تمام
خاک مین مل گئی میری شاہی
یہان بہی اگر مجھے تباہ کیا
آئے قنبر کے وہ طمانچہ یاد
پڑ گیا پیٹھ پر نشان سارا
اوسپہ یہ ضرب تازیانہ پڑی
وہانسے آیا بسان باد صبا
کہ نہین ہے دل غلام کو تاب
عرض کی دیکھئے شہ ابرار
عشق صادق کی لوگ ہین موجود
حسب فرمان سید الکل
سب پکارے کہ ہی یہ حملہ ور
تہمت سحر تک لگاتی ہین
نہ خدا ہین نہ سحر ساز ہین یہ
تہی جو بنت مکید ابن عمر
چلی وہانسے عجب غضب مین بہرے
مانگتی گروہ علقمہ سے جان
نیزہ علقمہ کو تہام بدست
نہ کیا رعب مرتضے اوسنے
دوڑ کر علقمہ سے با دل سرد
پہر وہین نیزہ پاؤن پر مارا
ہو کہڑا ایکدرخت کی اوجہل
کہاؤ اوسکے بہت سبہالی ہین
اوسے لگے کہنے داد او بیداد
تمنے سب گہر کا گہر کیا تہ تیغ
سربسر کر دیا سب مجھے ناشاد
کیا غضب ہے کہ تخت گاہ کو چہوڑ
صبر سب کو اگر کیا تو کیا
ہوئی چین بر جبین شہ ابرار
ہو گئی اسطرح سے وہ بیتاب
ایسا درہ کہ دردمان گئی
پہلے پاؤن پہ رکھدیا سر کو
گو کہ از حد بروں ہے اسکا گناہ
پیٹھ کو علقمہ کے جو دیکھا
پہر یہ فرمایا اوس پری کو دیسے
لیا ہشام کو زمین نے نگل
خارج از حد طاقت بشر ہ
اور خدا دوسرا بتاتے ہین
بندہ خاص بے نیاز ہین یہ
وہ یہ سب دیکھتی تہی پیش نظر
دم رفتار رشک کبک دری
نہ چھپا تا اوسے کہ غنوا تی
صاحب نیزہ پہ چلے جوان سے
شیر سان حملہ ایک کیا اوسنے
یون لگی کہنے باشراسی زاد
پاؤن مجروح ہو گیا سارا
لگا کہنے یہ ہاتہ کو ململ
اور سب نیزہ دیکھے بہالی ہین
آہ از دست مرتضے فریاد
ہای عاشق میرا دریغ دریغ
کس سے جاکر کہون تیری فریاد
آئی صحرا مین خلق ہے منہ موڑ
ہو کے تنہا کو سے جب تو کیا
ناگہان ہاتہ کو بڑہا یکبار
جون تڑپتی ہے ماہی بی آب
لگی کہنے کہ آہ جان سے گئے
پہر لیا تہام دست بید اللہ
اپنی لطف و کرم پہ کیجیے نگاہ
تہا نشان ضرب تازیانہ کا
بت بی باک عربدہ جو سے

کچھ تو معشوقہ کی حیا آئی / کچھ جہالت کی طبع گرمائی
اپنے مرکب پہ پھر سوار ہوا / پھر وہ جویائے کارزار ہوا

میل نے لی غرض وہ برق سے تیغ / کہا افلاک نے دریغ دریغ
پر تو اوس کا پڑ گیا ناگاہ / جل گئی ہر طرف زمیں پہ گیاہ

برق ساں یہ جہاں گری یکبار / شعلے اوٹھنے لگیں ہزار ہزار
حدت تیغ آہنی سے عموم / ہو گئے باد صبح باد سموم

آیا چمکا کے تیغ مرکب چھیڑ / کر گدن کو لگا کے ایڑ پہ ایڑ
بولا جوں صاعقہ دکھا تلوار / باش ای ہاشمی جوان ہشیار

یہ سخن کہکے کی رکاب گراں / ہوا قامت کشیدہ پھر وہ جوان
آئی ایک برق کوندتے سر پر / لی ہر سروراں نے سر پہ سپر

یوں سپر میں در آئی تیغ گراں / جیسے ابر سیہ میں برق طپاں
کچھ نہ پونہچا علی ولی کو گزند / تیغ جاکر سپر میں ہو گئے بند

زور کرنے لگا وہ بانئ جور / تیغ کو میں نکال لوں فی الفور
یہاں کلائی جو مڑ گئے یکبار / ٹوٹنے کی عجب ہوئی جھنکار

پھل رہا نزد شاہ خیبر گیر / ہاتھ میں اوسکے قبضہ شمشیر
پارہ تیغ کو سپر سے نکال / علقمہ کو کہا کہ اسکو سنبھال

بولا پھر سلسبیل کا ساقی / ہاں بتا اب ہا ہی کیا باقی
جمع جب اوسنے پھر حواس کئے / دوش سے حلقہ کمند لیئے

پھینکے حضرت کی سمت ہو خورسند / چھین لے آپنے لعین کے کمند
دیکھ کر منہ کو رہ گیا حیران / آہ یہ کس طرح چکا ہے انسان

پھر جو پھینکی وہی علی نے کمند / ہوی جاکر گلو میں اوسکے بند
پر سبکدست ہے لعین دیکھو / کہ نکالا کمر سے خنجر کو

جب تلک شاہ اوسی کریں پابند / کاٹ دی اوسنے ریسمان کمند
اپنے مرکب کی لی عناں اوسنے / اور کیا پیچھے کو رواں اوسنے

دیکھی ایک تیر کا ذرا پرتاب / لیے ترکش سے پھر خدنگ پر آب
لی کماں بھی کہ تھی جو زیب دوش / کھینچ چلہ کو تا بہ نرمہ گوش

اور پکارا کہ دیکھہ تیر کا وار / تیر کے وار سے ذرا ہوشیار
تیر یہاں جب قریب آ پونہچا / وہیں حضرت کا اوٹھ گیا پونہچا

ہوئی جنبش جو تیغ کی یکبار / بس قلم ہو گیا بساں خیار
تیر سب کٹ گئی غرض یوں ہیں / تب تو آیا وہ کھینچ خنجر کیں

شاہ نے تب عزور کا پونہچا / دست جیسے لیا میاں ہوا
ہوی توضیح معنے زدو کشت / داہنی ہاتھ سے لگائی مشت

خود تو درمیاں کاسۂ سر / کاسۂ سر دماغ کے اندر
اور دماغ آیا درمیان گلو / سینہ گردن سے ہو گیا ملو

سینہ ہیکل ہوا کمر پہ اودھر / ہوئی مرکب کے بھی شکستہ کمر
تر ہے شکل قامت مردم / نصف پائیں تھا نصف بالا کم

کہی تکبیر تب علی نے پکار / زلزلہ شش جہت میں تہا طاری
شور اللہ اکبر ایسا تھا / گوش کر دیاں تلک پونہچا

سنکے آواز نعرہ حیدر / ہوئی گاو زمیں دریدہ جگر
آسماں نے سنا جو تھا وہ خروش / صبح سے آج تک تھا پنبہ گوش

نہیں خط شعاع زیب سپہر / اونگلیاں کانوں میں دہری ہے مہر
نعرۂ حیدری کا دیکھہ شکوہ / شرم سے گر گئے زمیں پر کوہ

ہو گیا گم خروش جوش بحار / دفعتہً محو ہو گئے رفتار
جانور سن یہ شور کانوں سے / گر پڑے اپنے آشیانوں سے

کہا شیران دستنے بہ نیاز / اسد اللہ کے یہ ہے آواز
وہاں حوروں نے پھر شوق جمال / دئے غرفوں سے سر نکال نکال

وہ جو طوبی کا ہے جناں میں شجر / گئے اوسنے نثار اپنے ثمر
گئے حیدر کے شوق میں نالے / ڈالیوں نے بہی برکے دی ڈالی

شہ نے سجدہ بصد نیاز کیا / زور بازو پہ کچھ نہ ناز کیا
کر کے معدوم تا کمر اوسکو / کیا فی النار والسقر اوسکو

جس سے راضی ہوا خدای دو دون
ہاتھ آویگی دولت کونین
علقمہ نے جو یہ کلام سنا
ہوگیا بس وہین ولی اللہ
علقمہ کے لیئے ہی یہ تدبیر
اسی صورت کے ایک حور جنان
علقمہ خوش ہوا یہ سن تقریر
ہوگا دونو سرونمین ایک یہان
ہان تو ہی عاشق موافق ہے
ہی میرے عشق مین جو صدق شعار
تو بہت سا خراب ہوویگا
کیا ہشام نے یہ ہنسکی کلام
ہون اگر سو تو کارزار کرون
بولی شہ اے رئیس اہل خلاف
یہہ سخن سنکی وہ سر کفار
پشت مرکب پہ جب یہ زور پڑے
تب علی نیزہ کو باستعجال
چھن گیا جب کہ نیزہ خونخوار
گر گرے اوسپہ اکی صورت برق
لی وہ ضربت علی نے ہاتھونپر
کیون نہ روکین وہ ضرب سنگین
زور اوسنے کیا ادہر جے توڑ
دیکھہ کر کار صاحب دلدل
اور لگی کہنے عاشق خوشخو
چھن دہر مین ہزار ہزار

ہی بہشت اوسکے واسطے موجود
یہان ہے کر چین اور وہان ہے چین
رنگ چہرہ سے اوڑ گیا اوسکا
علقمہ کے بطون سے آگاہ
کرینگے عرض پیش رب قدیر
لائیگا اسکے واسطے رضوان
لیک ہشام نے دکھا شمشیر
گوی چوگان کیطرح غلطان
ہان تو ہی مبتلای صادق ہے
نہ بجز جنگ مانیو زنہار
وصل سے میرے ہاتھ دہوویگا
مین تو ہون نادرم خریدہ غلام
لاکھ جان ہون تو مین نثار کرون
ہم ہین مشہور آل عبد مناف
گرد سر نیزہ کو ہلا یکبار
کیون نجاوین زمین مین پاؤن گڑے
لیگئے چھین مثل چوب خلال
اوسنے گرز گران لیا یکبار
فیل گر دونگا پاش پاش ہو فرق
کہین دیکھا سنا یہ کار شتر
ہو سپر جسکی جبرئیل امین
دیا حضرت نی اسطرفسے چھوڑ
علقمہ ہنس پڑا بصورت گل
زور مین اپنے گر پڑا ہے تو
آگ مین اپنے جلگئے ہین چنار

مین نبی سے دلادونگا کہہ کر
تیری محبوبہ ہی جو یہہ دختر
گر مسلمان یہہ ہوگیا اسدم
پھر مخاطب ہوی سوئی ہشام
ہین ہمین صاحب خزانہ حق
ہوگا نہ فرق کچھ بیک دیگر
کہا تیغ زبان کو کیجئے نیام
تھی پس پشت جو کھڑے طناز
صلح کے جو کلام کرتے ہین
اور اگر علقمہ کے طرح سے تو
تیرے دشمن سے جی لگاونگی
یارہ دوست مین فدا سر ہے
اپنی محبوبہ سی یہ کی گفتار
دیکے تقدیم دشمنونکے ہم
لگا کرنے جو کرگدن کو رون
آکے نزدیک حیدر کرار
تھی سنان اوسکی شکل شاخ گوزن
گرز ایسا گرے جو ہاتھ سی چھوٹ
جب چلی اوسطرفسے ضرب عمود
لگے فرمانے تب شہ مقبول
شہ کے ہاتھونپہ تھا جو گرز کا سر
دوسرا سر لگا جو سینہ پر
دوڑی وہ نازنین مہ سیما
کہا اوس نازنین نے کیا یہ محل
کیا ہشام نے یہ دلمین خیال

تخت گاہ ہکید ابن عمر
شوق سی اسپہ ہی تصرف کر
لوگیا مفت ہاتھ سے یہ صنم
اور لگے کہنے ابتدا سی کلام
بلکہ مختار کار خانہ حق
کونسے ہی ہکید کے دختر
اس جگہ ہے زبان تیغ کا کام
اوسنے ہشام کو یہ دی آواز
یہ تیرے دبدبہ سے ڈرتے ہین
جاکے ملجائےگا میان عدو
پھر بہت سا تجھی جلاؤنگی
یا ہمیشہ وصال دلبر ہے
بولا حضرت سے ہان بگیر و بیار
آپ کرتے ہین پیش دستی کم
ہوا پیدا دل زمین سے فغان
چاہتا تھا کرے قریب سے وار
تھا فقط اوسکا بیس سیر کا وزن
پشت گاو زمین کے جاوے ٹوٹ
تب نہاد فلک سی اوٹھا دود
نجد اگر پڑا ہے ہاتھ پہ پھول
کھینچا حضرت نے زور کرکے ادہر
گر پڑا صاف پشت زین سے اودہر
گرد کو عارضونسے پاک کیا
ہے یہ مشہور خاص و عام مثل
جان بچنا ہوا خیال محال

اکہا شیر خدا نے بسم اللہ | بس کھڑے ہو گئے شہ ذیجاہ

مقابلہ کفر و اسلام بمیدان انتقام و مسلح آمدن ہشام و اظہار فنون سپہ گری آن ہمہ و الا گوہری یعنی امام خیبری مالک حملہ حیدری صلوات اللہ والسلام علیہ و شکست یافتن و تاب مقابلہ بر نداشتن آن وخیم العاقبت بزور شہسوار لافتا

ساقیا دی شراب ساغر بزم | کہ مجھے رزم ہو مقابل بزم
نشہ جسکا کبھی نہو مفقود | ہاتھ آجای وہ میرا مقصود
رہی اوس نشہ مین یہ طبع بلند | کہ سے چلے بام آسمانہ کمند
سمت بالا سے جانب پائین | کھینچ لاؤن یہ معنے رنگین
رفعت ذہن اور تیزی ہوش | رہین مثل غلام حلقہ بگوش
کرے مضمون سرکشی کو پسند | بندش لفظ مین کرون پابند
ہوا دہر نشہ کا فروغ طلوع | ہوا دہر شعر کے تلاش شروع
رہے مجکو خیال رزم جدید | زادہ طبع ہو رشید و سعید
سب کہین سنکی انتظام کلام | بس فصاحت ہوی اسی پہ تمام
ہو جو رنگین جہان سخن | تو رہون صرف امتحان سخن
الغرض جب اوٹھے شہ ذیجاہ | وہان بقصد جہاد عند اللہ
تہا کہان خود جسکو سر پہ دہرین | اور کہان تہی زرہ جو بر مین کرین
خود کی جا مگر تہا آٹھ پہر | سایۂ فضل کبریا سر پر
تہا مگر سر پہ وہ عمامۂ نور | کیا تہا صبح نے جہانسے ظہور
تہا زرہ کی عوض زین یور تن | حفظ پروردگار کا جوشن
خوب مضبوط کی علی نے کمر | رشتۂ جان شجاعت سے مگر
جب پٹیکے کمر پہ اپنے ردا | بولی طاقت کہ اس کمر پہ فدا
کمر و پشت کی فدا ہین ہم | کمر پشت دین ہے محکم
غلہ اوس پشت پر لیا کرتے | فقرا کو صدا دیا کرتے
ہوئی تیار جب ابو الحسنین | کیا پاؤنکو زینت نعلین
ہو گئی دہوم عرش سے تا فرش | ہی یہ نعلین گوشوارۂ عرش
جبکہ آراستہ ہوئی بالکل | کیا قصد سواری دلدل
پاؤن رکھا رکاب مین جس آن | ابتدا کی تلاوت قرآن
خانہ زین پہ جب قیام کیا | سارے قرآن کو تمام کیا
پشت مرکب پہ تہی امام ہدا | یا سر کوہ طور پر موسے
علقمہ نے یہ عرض کی اوس آن | میرے آقا کہا غلام کا مان
غرق فولاد ہے عدو کا بدن | چلا آتا ہے قلعۂ آہن
ہی وہان زینت لباس زرہ | اور نہین ہے تمہاری پاس زرہ
میرے خود و زرہ کوئی لیجے | اسلحہ آج زیب تن کیجے
آپنے تب یہ مسکرا کے کہا | مجھے کافی ہے بس امان خدا
جب پذیرا ہوئی نہ یہ گفتار | علقمہ ہو لیا شتر پہ سوار
تہا جو بیرون باغ ایک میدان | وہان ہوا رزم و جنگ کا سامان
دیکھا حضرت نے جب سوی ہشام | تب گیا حسن لطف سے یہ کلام
ہو جوان تجسا شیر صولت جو | حیف اسلام مین شریک نہو
چل ابہی تو یہانسے میرے ساتھ | دون رسول خدا کے ہاتھ مین ہاتھ
اور کرون عرض یا رسول کریم | کیجے اسکے عزت و تکریم
صاحب علم ہین نبی شریف | حق نے کی جسکے خلق کی تعریف
تجہسے جب ہونگے مصطفے راضے | بخدا ہوگا پہر خدا راضے

حال ہی اور ہو گیا من کا
تہا جو نزدیک وہان سے یہ اوٹھ کر
آئی عاشق کے پاس وہ پرفن
علقمہ نے جہکا کے سر ایکبار
تہا جو رومال وہ لعاب بہرا
دیدۂ دل کو ہو گیا ہی فروغ
پہر پس پشت جو نگاہ پڑے
بات یہ سنتی ہی عتاب بہرے
نہین معلوم کیا کیا اوسنے
کہا ہشام نے کہ ساحر ہے
جو نظر کردہ خدا ہین سدا
قصہ علقمہ سنا جس دم
کہا محبوبہ سے پکار پکار
کشتیان اسلحہ کے آئین تمام
دیکھ اوس خود کو ٹرا یہ غریو
سب کہین دیکھ دیکھکر ٹہیک
اہر ہوتا ہے زیر چرخ سدا
رو بہ آسمان بازسے گر
یون کیا تا نطاق زیب کمر
لے کاندہے پہ ہو کے ترکش بند
تیغ سی یون ہوئی شکوہ فرید
جواسے دیکھتا یہی کہ تا
ہو اگینٹے پہ الغرض کہ سوار

کیسی تسبیح ڈہل گیا منکا
لڑکے رکہا سر اوسکے پاونپر
پہینکا رخسار پر لعاب دہن
پاک رومال سے کیا رخسار
اوسنی چہاتی پہ علقمہ نے دہرا
اوس پری نی کہا دروغ دروغ
دیکہا وہان ہی وہ رشک ماہ کہڑے
جون پری اوڑ گئے وہ رشک پرے
علقمہ کو ملا لیا اوس نے
سحر کے فن سے خوب ماہر ہے
وہان یہ ہی ٹھیک قول شاعر کا
کچھ مشوش ہوا وہ کچھ خورم
لاؤ ہان جلد سب میرے ہتیار
دیکھکر اوٹھ کہڑا ہوا ہشام
خود ہے یا کہ کاسۂ سر دیو
کوہ پر چہا گیا ہے ابر تنک
ہی یہ ابر آسمان پر پیدا
شیر کو لائے دام کے اندر
جیسے لپٹے درخت پر اژدر
نہ صد و شصت حلقہ ہای کمند
کوہ پر جسطرح سے نہر پدید
آدمی ہے تمام لوہے کا
اوسکی ٹوٹے کمر دم رفتار
اوسنے بارے گران اوٹہایا جب
اوسنے امام کو آگاہ

دلنے سینہ مین لسکہ مارا جوش
تب کیا اوس پری نے دلمین خیال
اور کہا جا میرے چمن سے پرے
ظاہرا اوسطرف سی منہ پہیرا
اور لگا کہنے جیکو آیا چین
تند جب اسطرح ہوی طناز
تب پریشان بہت ہوے خباب
گئی خیمہ مین ہا غنتی یکبار
ہی عجب دیدۂ علی مین اثر
خاک اندر دہان آن ملعون
خوب رو خوب کام کرتے ہین
ہاتھ منہ دہو درست ہو بیٹھا
حکم یہ سنتی ہے شتاب شتاب
پاس اون کشتیونکے جا کی نخست
تہا عیان زیر حلقہ جوشن
ہی وہ تن آسمان کفر و ستم
ہے قبا چرم شیر کے در بر
پہر کمر بند کو درست کیا
وہ کمان دو شیر لئے بی بیر
ہو جو ست آسمانکا فیل بلند
ہوا جب اسطرح سے چست بدن
کہان گہوڑے نی پائی ہی وہ کمر
دوسرا اور تیسرا مرکب
اوسے گر ملگے پہر دم رفتار
دشمن دین کہڑا ہی تا اب جنگ

ہوئے الفت سی ہو گیا مد ہوش
علقمہ کا ہوا دگرگون حال
زہے قسمت ہی تیری عاشقی پہ آج
دل پکارا زہی شرف تیرا
چشم نے اور دل نے پایا چین
کہین سن لے علی نے یہ آواز
کیا گیسو بریدہ اوسکو خطا
کیا ہشام سے یہ سب اظہار
یہ نگو جسکے رو دبرو ہی بشر
کہ بجادو گرے کند مطعون
اپکی نظر مین غلام کرتے ہین
زندگانی سے ہاتھ دہو بیٹھا
کھل گئے قوطہ خانہ کے ابواب
کیا مغفر کو اپنی سر پہ درست
صورت کوہ بو قبیس بدن
اور زرہ کو کیا ہے ابر رقم
پہر زرہ اوس لباس کے اوپر
کمر کفر و کین کو چست کیا
نیزہ اور وہ نکا جسکا تیر صغیر
یہ کمند اوسکو بہی کرے پابند
پہر لئے موزہ چکمہ دار پہن
جو اوٹھاتا پہاڑ کا لنگر
ہوئے یونہین کمر شکستہ سب
ہوا بیرون باغ وہ یکبار
میرے مولا نہین مقام درنگ

ہوا رومی عبے درمیان تیز   حسن و چار دانگ رو بگریز
دیا کبک سیہ نے بیضہ ڈال   لے گیا باز آتشین پروبال
شمس نے جب کیا فلک پہ نزول   مہ ہوا مثل عامل معزول
اپنی محبوبہ سے کیا یہہ کلام   نہر سے لا تو بھر کے اب کا جام
سنکے یہ اوٹھ کھڑی ہوئی طناز   اوسکی انگڑائی کا سنو انداز
حسن نے لطف یہ نکالا تھا   چاند کے گردون کو ہالا تھا
یون در خیمہ سے نکل آئے   چشم سے جسطرح جیسے بینائی
دیکھتی بھالتی سوی گلزار   یون چلی جسطرح نسیم بہار
دیکھ رفتار اوسکی لاثانی   ہوگئی نہر آپ دیوانی
پھر چلی جسگھڑی سبوچہ آب   یون لگی کرنے اپنی دلسی خطاب
لنوف ہشام یا ہوا دل مین   اوٹھ گئی یہانسے اور منزل مین
متصل مسکن علے جو رہا   یہ پری یہانسے دیکھتی ہی کیا
اوس پہ یکی نظر پڑی جس آن   علقمہ کو لیا وہین پہچان
کل تو تھا اوسکی دوستدار و کنیز   آج ہی انکے جان نثار و نمین
علقمہ کو عقب سی ہو نگران   بولی اوٹھ ننگ عاشقان جہان
اسطرف دیکھ ای خطا کردار   میری اور تیرے تہا یہی اقرار
غیر کو پہلو مین تو بٹھلاؤن   اپنا سایہ تجھے نہ دکھلاؤن
تیری دشمن کو کامیاب کرون   اور تجھے عمر بھر خراب کرون
سب نشیب و فراز ٹھہرا کر   میرے دشمن سے مل گیا جاکر
اب کوئی احتیاج لاتا تو   اب کبھی میرے گھر پہ آنا تو
عشق تونے کیا ہی اعجوبہ   ساتھ اور دنکو اپنی لی ڈوبا
پہلے سے اب بھی نہین تو ٹلتا ہی   میری چھاتی پہ مونگ دلتا ہی
مگر کس کسطرح جلکے کرتا تھا   تو تو پاؤن پہ سر کو دھرتا تھا
کوئی دنیا مین ایسی چاہ کرے   کوئی تیرے طرح نباہ کرے
جب علی علقمہ نے یار کے بات   یا تو تھا درمیان تعقیبات

دی گیا آ کے نیر اعظم   پیش کش مین ترنج زر و سیم
ہوگیا رفع پردۂ ظلمات   روز نکلا بسان آب حیات
وہان ہشام بھی ہوا بیدار   آنکھین ملتا ہوا میان خمار
ایک ذرا اپنا ہاتھ منہ دھوؤن   درد سر اور خمار کو کھوؤن
ایک باری بدن کو توڑ مروڑ   ہاتھ دونو لیئے جو سر پہ جوڑ
لے لیا ہاتھ مین سبو خالی   یون چلے نہر پر وہ متوالی
جھومتی جیسے مست جاتی ہین   اور صراحی بدست خالی ہین
اوسکا آنا ہر ایک کو بھایا   نہر پر چشمۂ حیات آیا
بس قضائی پنہائی کے بے تاخیر   طوق گرداب و موج کی زنجیر
رات تک تھا یہان نبی کا وصی   دیکھون اب یہین کہان علی ولی
سوچ کر یہ وہ غیرت مہتاب   چلی رکھ کر وہین سبوچہ آب
ہی علی تو ہنوز صرف دعا   علقمہ بھی ہے پشت پر بیٹھا
کون اوسکے سوا اوسی جانی   اپنی عاشق کو کیون نہ پہچانی
اسنی باندھی تھی جو علی سی لاگ   شعلہ رو ہوگئی سراپا آگ
نام تجھ مین نہین محبت کا   تنگ ہی دود مان الفت کا
کیا دغا کی ہے واہ ری خودکام   لیجیو پھر میری وصال کا نام
غیر سے بوسہ و کنار کرون   آنکھ تجھ سے کبھی نہ چار کرون
تونے دیکھا ہی کیا گناہ میرا   دل جو یون مجھے پھر گیا تیرا
گر نہ تھی تجکو بار عشق کے تاب   کیون کیا نام عاشقی کو خراب
آپ ہی آپ تو تو آیا تھا   کسنی گھر سے تجھی بلایا تھا
امر باطل پہ دل کو شاد کیا   مینے کیون تجھ پہ اعتماد کیا
باری ابتو ذرا تمیز ہوئے   جان اپنی تجھے عزیز ہوئے
عاشقی محو ہوگئے سارے   اب کہان [illegible]
خوب تونی اوٹھایا بار فراق   تجھ سے علی شوق [illegible]
لگی پڑھنے طرح طرح صریح   دفعۃً اوسکے نام کی تسبیح

کیونکہ وہ حیران کار ہو وے عقل　　فی الحقیقت یہ ہے عجایب نقل
ہوا پھر بہر انتقام جنگ　　زیب بخش زمردی اورنگ
دیکھ کر رزم و جنگ کے اوضاع　　لے لیا نیزہ خطوط شعاع
دیکھ کر ہیبت شہ خاور　　ہو ہے ناگہ سفید روی قمر
تھا یون فلک پہ مہر منیر　　بہر امداد شاہ خیبر گیر
ماحی کفر و قاتل کفار　　رونق دین احمد مختار
تاج عز و علا شہ کونین　　شاہ ملک رضا ابو الحسنین
بحر عمان حلم دیندار ہے　　ابر نیسان رحمت باری
شیر دشت وغا علی ولے　　زوج خیر النسا علی ولی
تھا وہ اوس وقت روئے پاک پہ نور　　جس سے ہوتا تھا نور حق کا ظہور
علقمہ سے کہا بلطف و کرم　　آ شریک نماز ہو اسدم
پر مجھے کچھ نماز کے آداب　　نہین معلوم ای سپہر جناب
علقمہ جب نگل گیا وہ لعاب　　گئے سب کھل نماز کے آداب
گذرا ایکدن وہ شاہ عالیجاہ　　کوچہ ہای مدینہ سے ناگاہ
زمزمہ کر رہا ہی اس انداز　　محو کرتی ہی دلکو وہ آواز
لحن بلبل تھی اوسکے نغمہ پہ　　نالہ بوم و زاغ سے بدتر
آپ نے ہنسکے اوس جوان سے کہا　　تجھے اس زمزمہ سے فائدہ کیا
عوض نغمۂ غزل خوانے　　یاد کر سورہ ہای قرآنے
اپنی محض ایک تھی ہی یہ غلام　　نہین پھر اسپہ حافظ کا نام
یا تو تھے اوس بانکی سج سیوب　　یا زبان ہو گئی لسان الغیب
ہو نہ تعریف اوسکی بانکی کبھی　　جس نے بانسے ملی زبان نبی
ہوا فارغ وضو سی جب وہ جوان　　ہوا ہو لا کے ساتھ ساتھ روان
کی نماز اسطرح علی نے ادا　　کہ ملک کہہ رہی تھی صل علی
صبح کی ختم ہو چکی جو نماز　　رکھا سجدہ پہ شہ نے روئی نیاز
نہ ہی اوسکی نماز کے اعزاز　　جسکا ہو مقتضی ہوا پیش گہ نماز

جس گھڑی آفتاب گردون گرد　　ہوگیا طالب ستیز و نبرد
مرکب چرخ پر سوار ہوا　　شہ سیارگان سے چار ہوا
پشت پر کچھ نہ تھی سپر درکار　　خود ہوا صورت سپر یکبار
دیکھ یہہ حال لشکر انجم　　ہوگیا صحن آسمان پر گم
لیکہ پیش از طلوع مہر فلک　　شہ گردون ہشیرہ فخر ملک
معنے انما یرید الله　　حاصل ہل اتی شہ ذیجاہ
لعل درج وفا امیر کبیر　　کان صدق و صفا جناب امیر
نیر اعظم سپہر شرف　　باعث ابروی در نجف
آئی بستر سے اوٹھکے برلب جو　　صبح صادق لگے وقت بہر وضو
صبح صادق پہ نور غالب ہے　　کرے دعوی تو صبح کاذب ہے
اوسنے تب عرض کی کہ ای مولا　　اس سے اب کیا ہی افضل و اولے
اوسکے منہ مین دیا غرض اوس آن　　آپ نے ایک ذرہ لعاب ہان
یاد آئی ہی یک حدیث دگر　　سنو ای اہل گوش اہل نظر
دیکھتے کیا ہین ایک جگہ شہ دین　　در پہ بیٹھا ہے ایک جوان حسین
سنکے وہ نغمہ ہای درد آمیز　　دل شوریدہ گان ہے سوز انگیز
سنکے یہ بات شیر حق نے کہے　　ہی یہ الحان لحن داؤد سے
تیری آواز ہے بہت دلکش　　جسپہ ہین وحش و طیر انسان عشر
عرض کی اوسنے ای شہ کونین　　شوہر فاطمہ ابو الحسنین
بس اوسی ہی دیا لعاب ہان　　ہوگیا دم مین حافظ قرآن
ہر سر مو جو ہو بدن پہ زبان　　ہو نہ مدح زبان شاہ بیان
الغرض علقمہ بذوق تمام　　آن بیٹھا غرض قریب امام
ہوی حضرت تو زیب سجادہ　　تھا یہ حضرت کی پیچھے استادہ
بس علی کے نماز ہے در اصل　　کہ وہین ہوگیا خدا سے وصل
علقمہ نے جو کی نماز تمام　　نہین بھولا نہ تھا درود و سلام
ہوا تخت زبرجدی پہ ورود　　شاہ زرین کلاہ مہر نمود

داستان ندرت بیان طلوع سحر و پیدا گردیدن فتنہ و شر و جنگ ہشام با امام و کشتہ شدن دیو نافرجام از ذوالفقار خون آشام

ساقیا دی مے الست کا جام   ہی مجھے نشۂ قدیم سے کام
جو میرے عقل کو مزید کرے   جہل کو صاف ناپدید کرے
اوس نشے مین ہو چور چور یہ دل   کہ نہو گاہ ناصبور یہ دل
ساقی اوس مے سے بھر پیالہ کچکول   جسکا ایک جرعہ کش ہوا بہلول
دی وہ بادہ کہ جسکو کرکے نوش   رہی سلمان فارسی بیہوش
آج پیمانہ اوس سے کر معمور   جو حذیفہ نے پی شراب سرور
وہ صراحی لنڈھا دی ہو ٹھونہر   جسکے مے کش تھی مالک اشتر
مانگتا ہون مین ایسے ساغر کو   جو عنایت ہوا تھا قنبر کو
اور بھی کتنے خاصگان خدا   آگے پیتے رہی ہین جو صہبا
دی پلا وہ مئے ایاغ شعور   جس سے روشن رہے چراغ شعور
ہو نہیں بیٹھا خمار مین کب سے   ہان لب جام کو ملا لب سے
ہو کے حب علی سے مالا مال   کہون نیرنگ آسمان کا حال
اس سے ارباب عقل کو ہی قرار   رائی ہو منقلب تو ہوی یار
ہی وہ شیشہ مے معالج دہر   اسمین تریاق ہے تو اوسمین زہر
یار ناپائدار دوست مدار   دوستی را نشاید این غدار
کاخ دنیا سے دل نکر مانوس   خاک ہی کاخ ہو اگر معکوس
ہون جو بر خاستہ دل اہل نظر   سوا او نہین ہے یہ دار سی بدتر
ایک نقطہ اگر ہو زیر و زبر   دیکھ محنت ہی پھر تمسر تا سر
بیوفائی پہ ہی جہان کا مدار   آئیو مت فریب مین زنہار
ایک مطلوب کے ہین دو طالب   دو نو پر شوق وصل ہے غالب
ہین طلبگار نازنین دو نو   ایک کوچہ کے ہین مکین دو نو
ایک صحرا مین خوب رو یا ہے   ایک جانا کی پاس سویا ہے

ساقیا دی زلال ساغر ہوش   جسکے پینے سے ہو مزا تا گوش
بخشے جو نشہ مزید خرد   ہو زیادہ تمیز نیک و بد
مئے عقبے کا بس شمار رہے   کچھ نہ دنیا کا اعتبار رہے
دی وہ مے جسکا پیتی ہی ساغر   ہوی مدہوش حضرت بوذر
دی پلا خم کا خم مجھے یکبار   مئے مقداد اور مئے عمار
رکھ میری واسطے وہ شیشۂ لبریز   تھی سبوکش ہمیشہ جسکے اویس
رہی جسکے نشہ مین لیل و نہار   چہ رشید و چہ میثم تمار
اوس صراحی کا آج ہون میکش   جسکو پیتے رہے بلال حبش
ساقیا دی پیالۂ مے ناب   تا کرو نہین خرد کا فتح الباب
لا صراحی کہ ہی جو زینت طاق   ساقیا اب نہین ہے تاب فراق
کیون نہ گویا ہون پہلی ساغر مل   شیشہ کرتا ہے نعرۂ قلقل
جو کہ ہین مردم خرد پیشہ   کرتے ہین اس جگہ پر اندیشہ
بانوی دہر نے بسحر و فسون   اپنے عشاق کا کیا دل خون
بادۂ جام عیش جسنے پیا   کہ فلک نے نہ زیر تیغ کیا
جسکو دنیا سے ایک صداقت ہے   وہ صداقت نہین صداقت ہے
او ار دنیای دو نسای ہوشیار   دلدہی تو کرے تو ہو دلدار
تو اگر رہرو حقیقت ہے   تجھے دنیا سے کیون محبت ہے
تو اگر گنج بیکران پاوے   منقلب ہو تو جنگ ہو جاوے
ہی ان ابیات سے میرا یہ مآل   مومنین اب سنین یہ طرفہ مقال
علقمہ ہے جہانمین ایک کا نام   نام اوس دوسرے کا ہے ہشام
صبح ایک کامیاب ہو ویگا   دوسرا زیر خاک سوویگا
رو دنیوا الیکو صبح شادی ہے   سو نیوا الیکو نامرادی ہے

اور لگا کہنے مین ہوا آگاہ
کون راہ خدا مین مرتا ہے
تو وصی ہے رسول کا برحق
تو نے میرے گرہ کشائی کے
مجھے ایمان کے سکھا اسباب
کہا اب کیا تجھی ہے غم گینے
علقمہ نے کہا پکار پکار
پھر یہ کہنے لگے جناب امیر
بس بحکم خدائے عز و جل
عرض کی علقمہ نے یا مولا
جبکہ تجسا میرا امین ہووے
یار سے ہمکنار ہوگا تو
بول اوٹھا ہو کے خرم و خندان
عقل حیرت مین ہے میرے بخدا
نا امید انہ یہ سخن سنکر
علقمہ اوٹھ کھڑا ہوا ایکبار
خاک سے اوٹھ کھڑے ہوئی ناگاہ
آگے آگے روان ہوی حیدر
باغ مین آئی حیدر کرار
یاد آیا جو وہ گل رخسار
گلخن سینہ شعلہ ور گردد
اوترے زیر درخت شاہ حنین
کیا جا کر کنارے نہر وضو
علقمہ کو یہان ملا جو فراغ

تم ہو برحق خلاصۂ درگاہ
یہ عدو سے سلوک کرتا ہے
کیسا نایب کہ نایب مطلق
واہ کیا خوب رہنمائی کے
مجھے اسلام کے بتا آداب
ہوا میر ابرار در دینے
وحدہ لاشریک لہ سو بار
ہو نہین پابند رشتہ تقدیر
صاف حلقہ گئے گرہ کی نکل
تو ہی مشکل کشا و عقدہ کشا
کیون نہ پھر وصل نازنین ہووے
صاحب اختیار ہوگا تو
اس زبان و بیان کے قربان
مین کجا اور وصل یار کجا
ہنسے اوسوقت خوب حیدر
تن پہ آراستہ کئے ہتھیار
شاہ دلدل سوار عرش پناہ
پیچھے پیچھے تہا علقمہ بہ شتر
جون چمن مین خزان کے بعد بہار
ہوا نالان یہان بلبل زار
آتش شوق تیز تر گردد
زور بازوی سید الثقلین
آئی بستر پہ جب شہ خوشخو
کیا گلگشت کو وہ جانب باغ
خوب کہائی بہی و سیب انار

میرے مولا فدا ہے تجہپر جی
اب تلک دلمین تہا میرے کینہ
شہ خیبر کشا سنبھال مجھے
مین ہوا تجہہ پہ جان و دلسی نثار
شہ نے پاون سے لیکے اوسکا سر
ہوگیا سب طرف سے فضل الہ
لب حیدر جو خندہ ناک ہوا
گوکہ ابتک بندھی ہین میرے ہات
یون جو حلقے نکل گئے کیا دل
پیر یہ اب عرض ہے میری در اصل
کہا حضرت نے رکھہ تو خاطر جمع
سنی حضرت کے جبکہ یہ گفتار
جاگتا ہون وہ یا کہ سوتا ہون
پاؤن سامان وصل مین بے برگ
کہا گر اوسکا چاہتا ہے سراغ
بیٹھا پشت شتر پہ جبکہ درست
یون ہوے جا کی پشت زین پہ مکین
الغرض طے ہوی مسافت راہ
جبکہ دیکھا وہ علقمہ نے چمن
قول سعدی ہی یہان نہایت ٹھیک
دیکھکر اوس جوان کا جوش و خروش
کہا باقی جو ہی یہ تھوڑی رات
ہوی آمادہ قیام و قعود
سیر کرتا تہا جون نسیم سحر
نخل امید اوسکا لایا بار

نہوا ہے نہ ہوگا تجہسا سخی
مگر اب صاف ہوگیا سینہ
ظلمت کفر سے نکال مجھے
مین نثار اور سب مرا گہر بار
رکہا الفت سی اپنی چھاتی پر
جلد کہہ لا الہ الا اللہ
کہا اب تو گنہ سے پاک ہوا
غور سے دیکھہ ای خجستہ صفات
جسم حیدر تو تہا سراپا نور
تجھے ہوگا نصیب یار کا وصل
ہوگی روشن تیری مراد کی شمع
گر پڑا پاؤن پر وہ دوسری بار
مین تو حیران کار ہوتا ہون
ہو نجاؤن خوشی سے شادی مرگ
چل میرے ساتھ ساتھ جانب باغ
ہولیا ہمرہی سے خاطر چست
جیسے گردونہ آفتاب مبین
داخل اوس باغمین ہوی ناگاہ
دل ہوا صورت گل گلشن
وعدہ وصل جون ہو نزدیک
کہا حضرت نے بس خموش خموش
کیجئے صرف سجدہ و طاعات
ہوئی مستغرق رکوع و سجود
رہا باقی نہ لیک ایک شجر

فاطمہ نے کہا بدیدہ تر
فاطمہ نے جو کی نظر ایکبار
لگے کہنے کہ ای خدای عزیز
ہین حسن اور حسین اوسکے پسر
غرض آگے ہوئی رسول کبیر
دیکھ کر حال سید الثقلین
فاطمہ صرف حسرت و افسوس
یہ دعا کر رہا تھا ہو کے ملول
راہ مین تیرے اسنے کر کے جہاد
ہاتھ بندھوا دئی ہین بے تکرار
ہی جو تیرے کنیز خاص بتول
مین فدا ہون تیری خدایکے
وہان ادریس بہی تہے محو دعا
کہہ رہا تھا ستارہ زہرا
چشمہ سلسبیل اور کوثر
انس و جن اور تمام مخلوقات
رہگیا فرق پر علی کے کر خت
ہوئی گل گل شگفتہ پیغمبر
صادق العشق جو جہان مین ہین
اپنے دعوے مین دیکھکر صادق
ہاتھ پر کے جو علقمہ نے نظر
کیا اوٹھا دمین تجبہ دست تیغ
بہرہ مند اسکہ شتاب ہوے یہ
وہین آیا بس اوسکے دلمین خیال
تیسرے بار مین عرض بالکل

دیکھ کر نالہ ہاے پیغمبر
دیکھا احوال حیدر کرار
سب کنیز و نہین کمترین ہو کنیز
آج کر انکے کم سنی پہ نظر
دو نو پہلو مین شبر و شبیر
ہو گئے بس برہنہ سر حسنین
شمع گریان بہ پردہ فانوس
وعدہ لاشریک سے وہ رسول
ملک اسلام کو کیا آباد
تیری عقدہ کشائی ہی درکار
یہ نہ شوہر کے واسطے ہو ملول
مین فدا تیرے کبریای کے
معہ حوران جنت الماوا
ہو جہان اور شوہر زہرا
تھے یہ فردوس کے دو دیدۂ تر
آسمان و زمین کے سب طبقات
جیسے ہو جای خشک شاخ درخت
دیکھ اعزاز حیدر صفدر
وہی اللہ کی امانین ہین
اونپہ معشوق ہوتا ہی عاشق
خشک دیکھا بسان شاخ شجر
ہاتھ بھی رہگیا دریغ دریغ
کہین جلد ایسے کامیاب ہو یہ
ہاتھ ہلا ہو گیا وہی حوال
گیا رتبہ علی کا اوسپر کھل

یا نبی رو رہے ہو کیون ایسا
تھا جو زہرا کو انس حیدر سے
میرا شوہر جو یہ تیرا ہے غلام
جان میری علی کے جانمین ہے
اپنی سندیل لی نبی نے اوتار
کھولکر موی گیسوے مشکین
جو ہین کرنے لگے رسول دعا
یا الٰہی علی ہے عبد تیرا
محو لیل و نہار ہے تیرا
تو ہی حافظ میری علی کا ہے
ہی حسین و حسن کا حال سقیم
یہ دعا کرتے تھے شہ کونین
چرخ چارم پہ تہے دعا مین مسیح
شاخ شاخ درخت باغ جنان
تھا جنم ہر ایک صرف دعا
ہوئی ان سبکی مستجاب دعا
دیکھ یہ ماجرا صغیر و کبیر
جو خدا کے ہین عاشق جانباز
شوق عشق خدا جو کرتے ہین
کون یون شیفتہ خدا پر ہے
پاؤن پر گر پڑا علی کے شتاب
رہی حیدر کہ دیکھ اوسکا حال
جب دعا کو ہوی پذیرائی
تین باری ہوا یہی نقشہ
ہاتھ سے پھینک اپنی خنجر کو

کہا حضرت نی دیکھ تو زہرا
گر پڑے اشک دیدۂ تر سے
مورد صد ہزار لطف مدام
جان اوسکے تیری امانین ہے
اوسکو ہاتھون پہ رکھ لیا یکبار
رکھے ہاتھون پہ بادل غمگین
آئی آمین کے ہر طرف سے صدا
ہان مگر بازوی قوی ہی میرا
بندہ جان نثار ہے تیرا
تو نگہدار اوس ولی کا ہے
دو نو در یتیم ہون نہ یتیم
آمین آمین پکارتے حسنین
محو حمد و ثنا زبان فصیح
شکل دست دعا ہوئی تھے عیان
شعلہ تھا صورت زبان گویا
ہاتھ وہان علقمہ کا خشک ہوا
ہو سنے سرگرم نعرۂ تکبیر
اونسے بایکدگر ہین راز و نیاز
امتحانین یونہین ٹھہرتے ہین
ختم یہ عشق مرتضیٰ پر ہے
اور لگا کہنے یا علی دریاب
یون لگا کرنے کبریا سے سوال
ہاتھ مین آئی اوسکے گرمائے
کہ کبھی خشک اور کبھی تھا ہرا
پائی حیدر یہ رکھدیا سر کو

شبش جہت کو سناؤ یہ پیغام
سطح ارض سی کہو جاکر
اوس سے جاکر کہو سلام میرا
دیکھ تو کیا وہ کام کرتا ہے
دولت بیزوال لیتا ہے
لی مہاجر سے تا بہ انصارے
گرچہ خلاق بے نیاز ہون مین
دئے احکام کبریا یک یک
کہکے اللہ کا درود و سلام
جب سنی مصطفی نی یہ تقریر
جمع مسجد مین ہون صغیر و کبیر
اونچہ ہائی مدینہ مین یک بار
شہر مین جب یہ حکم عام ہوا
جمع تھے منتظر پیمبر کے
آئی تب جبرئیل کو یہہ ندا
نرہا سدرہ غبار کہین
داہنی ہاتھ پر تو ہو جبرئیل
جب علی اسطرح نظر آئے
فرق پہ خنجر عدو کے چمک
دوڑتی روتی نبی ہوئی مدہوش
غلغلہ پڑ گیا قریب و بعید
آئی مادر کے پاس گریہ کنان
ہوئی زہرا بدیدہ گریان
ایک جنگل حد مین جبکہ پڑے
دوسرا اب جو غلغلہ یہ سنا

کہ ہوی بندگی علی پہ تمام
فخر کر فخر تجھ پہ ہے حیدر
بعد ازان دو یہی پیام میرا
آج الفت تمام کرتا ہے
سر مری راہ مین وہ دیتا ہے
جمع مسجد مین خلق ہو سارے
اپنی قدرت پہ محو ناز ہون مین
آئی پھر خازن جہنم تک
دیا اونکو مفصلاً پیغام
لگے رونے شہ بشیر و نظیر
دیکھین تا رتبہ جناب امیر
یہ منادی ہوی پکار پکار
تب تو مسجد مین اژدہام ہوا
متلاشی آل حیدر کے
انکے آگی سے دہ حجاب اوٹھا
آئینہ ہو گئی تمام زمین
بائین جانب کھڑا ہو اسرافیل
اشک چشم نبی مین بھر آئے
جون سہاہ پر ہلال فلک
پڑ گیا قدسیون مین جوش و خروش
روئی سب حاملان عرش مجید
عرض کرنے لگے کہ امان جان
اوڑھا چادر سوی رسول وہان
قتل مصطفی کی دھوم پڑے
نرہے فاطمہ کے ہوش بجا

آج کعبہ کا مرتبہ ہو فزود
یہ تو سب ایک طرف سن ای جبرئیل
تو تو محبوب اور پیارا ہے
کون یون اپنی جان کھوویگا
آؤ مسجد مین یا رسول کریم
دیکھ حیدر کے انکساری کو
یہ ندا سنتی ہی غرض جبرئیل
دیکی اسطرح حکم با ترتیب
سر پہ دشمن کھڑا ہی تیغ نکال
پھر کیا یہ خطاب سوی بلال
نکلے سنکر نبے کا حکم جلیل
چلو مسجد مین ای مسلمانو
چہ امیر و فقیر و شاہ و گدا
ناگہان آئی احمد ذی جاہ
اوٹھ گئے دفعتہً حجاب تمام
پھر ہوا یہ خدا کا حکم جدید
ملک الموت سوئی پشت علی
سر اقدس تو ہی زمین پہ چہکا
جب علی کا نبی نے دیکھا حال
ایک تھا حال دوست اور دشمن
سب کا سن سنکے نالہ شبگیر
شہر مین غلغلہ جو ہوتے ہین
کہتے ہین اسطرح سے اہل سیر
آئی ہین پا پیادہ فاطمہ خود
دیکھا مسجد مین اژدہام عظیم

کہ علی اوسکا خاص ہے مولود
جا سومی خانہ رسول جلیل
وہ جو عاشق علی ہمارا ہے
نہ ہوا ہے نہ کوئے ہوویگا
دو مدینہ مین آج حکم عمیم
میری بندہ کی جان نثاری کو
آئی رضوانکے پاس بالتعجیل
آئی پیغمبر خدا کے قریب
وہ ہمارے یطرف ہی محو جمال
شہر مین دی ندا با ستعجال
وہ بلال حبش بصد تعجیل
غافلو رتبہ علی جانو
چہ اناث و ذکور خلق خدا
اونکے اصحاب خاص تہی ہمراہ
نظر آئے علی علیہ السلام
جاؤ چارون فرشتگان سعید
اور میکائیل روبروی ولی
ہاتھ دونو بندھی ہوی بقفا
لگے رونے بحزن و درد کمال
نعرہ زن تہے تمام مرد و زن
جاگ اوٹھے گھر مین شبر و شبیر
کیون یہ اہل مدینہ روتی ہین
نکلے دلبند فاطمہ باہر
اپنی حجرہ سے تا بکوہ احد
بلکہ روتے ہین خود رسول کریم

اب حسن اور حسین کے سر پر
یا نبی آپ ہین بجائے پدر

اور میری بیٹیان جو ہین مغموم
ایک زینب دوسری کلثوم

گر یتیمی کے گرد سے یکبار
انکے آلودہ دیکھنا رخسار

اپنی دامن سے جہاڑ دیجیگا
اور محبت سی پیار کیجیگا

دل یتیمونکا جانتی ہین شبر
آبگینی سے بھی ہی نازک تر

میری اولاد کو تمہین ہے عزیز
مگر اب جانئے غلام و کنیز

بخدا مجکو اس وصیت پر
متقاضی ہوی ہے مہر پدر

آمدن ندا از عرش معلی بسوی سدرۃ المنتہی و روانگی جبرئیل بجہت ابلاغ احکام خدا بارض و سما برای مشاہدہ جمال شاہ لافتا و دعا فرمودن جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

ساقیا دی شراب عشق ولا
ای حب علی کا جام پلا

آج ہو جای نیک نے شانوش
آج پڑ جای قدسیون مین خروش

آج ہو بزم قدسیان رنگین
آج آراستہ ہو خلد برین

کہو رضوان سے ای خجستہ سرشت
بانٹ حورونکو حلہ ہای بہشت

آج کر عقد ہائے در عدن
زینت گوش زیور گردن

برگ طوبی کو آج ای رضوان
لائی جنبش مین کر نسیم جنان

اوس سے ہو نغمہ عجیب بلند
دل کروبیان جو ہو خورسند

محو ہون طائران سدرہ نشین
وجد مین آئین جبرئیل امین

ساقیا آج دی سبو بھر بھر
ہے اگر عشق ساقی کوثر

نوش کر کے شراب خوشحالی
آج کر دونگا خم کے خم خالی

لب ساغر کا لب ملادی تو
آج رطل گران پلادے تو

تا اوسی نشہ مین کرون مذکور
قصہ شاقی شراب طہور

جب وصیت نبی ہو چکی ہیہات
باندہی اوسنے علی کی دونو ہات

جانتی تھے یہ جاہل و عالم
ہے ید اللہ فوق ایدیہم

بندھ گی دونو مرتضی کی ہات
شرم ہی اونکی اب خدا کی ہات

سوئی کعبہ ہوی علی جو درست
کمر دل کو خوب کر کے چست

سوی کعبہ وہ قبلہ دوسرا
یون پہرا جسطرح سے قبلہ نما

خنجر و دست چپ بلند ہوا
چرخ کا سست بند بند ہوا

آیا خوش حقکو یہ علی کا کام
اور حلم و فروتنی کا مقام

سدرۃ المنتہی پہ تھی جبرئیل
اونکو پہنچایہ حکم رب جلیل

تم ہو جتنی مقربان خدا
اور سب قدسیان برج سما

جتنی ہین حاملان عرش عظیم
بلک جتنی ہین سیحان قدیم

پردہ داران بارگاہ جلال
حاجبان سرادقات کمال

ہی جو میدان بزیر عرش پڑا
دہان کر د روح انبیا کو کہڑا

سب سی کہدو کہ ہون بخندہ لبی
محو نظارہ سے علی ولی

جا کی رضوان کو دو یہ میرا پیام
کرو آراستہ بہشت تمام

کھول دو غرفہ ہای باغ جنان
تا کہ حوران خلد ہون نگران

کہو مالک سے بھی شتاب شتاب
کہ کہی ای موکلان عذاب

اہل دوزخکو دین ذرا آرام
کہ وہ دیکھین میری علی کا کام

سب کرین سیر عالم اسباب
سامنی سے اوٹھا دو جلد حجاب

سب تماشی مین محو ہون ایدم
کرسی و عرش اور لوح و قلم

مہر و مہ ہون نہ ابسریع السیر
آسمانسے کہو کہ جای ٹھہر

جلد ہو جائین سبع سیارہ
ہمہ تن چشم بہر نظارہ

کہو ساکت رہی خروش بحار
کرین گردن بلند سب کہسار

رہین ارواح مردگان حاضر
اپنی اپنی قبور پر ناظر

محو نظارہ ہون تمام اشجار
اور گلستان دہر کے انبار

جب سنی علقمہ نے یہ وداد
یہ سخاوت تو شنیدہ ہے
یہ سخن سنکے علقمہ نے کہا
پھر نہ باقی رہیگا حیلہ وصل
چھوڑ مت تو شہا ملول اسکو
ہاتھ سے اپنی چھوڑکر خنجر
اور یہ کہنے لگے بخندہ ولی
گر ہوا چاہتا ہے بہرہ مند
ہی یقین زیر تیغ بھی مطلق
حق پہ جو سر نثار کرتے ہین

کہا رتبہ ہی تیغ اس سے زیاد
کب شنیدہ مثال دیدہ ہے
یعنے ای سر فروش راہ خدا
سر ترا ہی مجھے وسیلہ وصل
گر سخی ہے تو کر قبول اسکو
بس گئی بیٹھ قبلہ حیدر
ای طلب گار فرق مرتضوی
لے اوتار اپنے دوش پر سے کمند
نکرو نگا مین اضطراب و قلق
وہ نہین اضطرار کرتے ہین

دل نشین یہ سخن ہو تب تیرا
لگی فرمانے شاہ عالیجاہ
دامن آرزو میرا بہر دو
جان جاویگی گر تیری اس آن
یہ سخن جب علی نے سن پائی
ادہر سے دل اوٹھا دیا اپنا
ہان اوٹھالی یہ خنجر خونخوار
باندھ دی دست و پا میری یکسر
ظاہرا پر پئے تسلے دل
مگر اس ہاتکا بہت ہی پاس

نکرے رد سوال جب میرا
تو بتا اپنا مطلب دلخواہ
اوسے تلوار دی مجھے سر دو
درد و غم سے بچی گی میری جان
اوسکے سینہ سے تب اوتر آئی
خاک پر سر جھکا دیا اپنا
سر جھکای ہے حیدر کرار
تا دم ذبح مین نہوں مضطر
دست و پا باندھ دی دم بسمل
خون سے آلودہ ہو تیرا نہ لباس

اندران حال وصیت نمودن مولا بہ علقمہ و ارسال پیغام بفاطمہؑ

تجکو کرتے ہین یہ وصیت ہم
تا نہو جسم میرا بعد ممات
جبکہ آغوش قبر مین وہ ہرنا
داخلہ شہر مین جو ہو تیرا
کہیو مسجد مین یون پکار پکار
فاطمہ بنت سید الثقلین
ہو کبھی نکیجیو اظہار
جب نشان سب سے پائیو اوسکی
گر حسین آئی یا حسن میرا
اور یہ پوچھے جو بنت پیغمبر
تو یہ کہیو کہ جام مرگ پیا
جو علی کا قصور ہو نہ ہرا
غرض یہ ہے کہ ای رسول کبیر

ہو چلے سر میرا جو تن سے قلم
یہان صرف غذای حیوانات
میری پوشاک ایک جا کرنا
گھر وہان پوچھ لیجو میرا
ای گروہ مہاجر و انصار
شافع حشر مادر حسنین
کہ علی کا ہو نہین امانت دار
در دولت پہ جائیو اوسکے
دیکھیو اونکو پیر ہین میرا
کہیو بہائی کہان رہے حیدر
سر علے نے رہ خدا مین دیا
تو اوسی کر معاف بہر خدا
میرے اطفال ہین صغیر و کبیر

چھوڑیو خاک پر نہ عریان تن
دوسری یہ میری وصیت ہے
فرق آوی نہ اس قرینہ مین
نہ رہے یاد گر تجھے یہ پتا
کہان رہتے ہین صاحب تطہیر
تجھسے کوئی اگر کریگا سوال
غیر خاتون صاحب اعجاز
جب وہ بوی لباس پاویگے
کہیو زہرا سے ای خجستہ نہاد
یہان ہمین رات تیرے آئی
مگر ای جان احمد مختار
بلکہ دینا میرا نبی کو پیام
اوسے مرگ علی نہ کہنا تم

دفن کر دیجیو علے کا بدن
اس وصیت مین گو اذیت ہے
اس طرح جائیو مدینہ مین
ہی وہان مسجد رسول خدا
زوجہ پاک شاہ خیبر گیر
کیون یہ کرتا ہی تو تفحص حال
کہین افشا نکیجیو یہ راز
در پہ بی اختیار آویگے
کر علے کو دعای خیر سے یاد
کہ علی کی خبر نہین پائے
تا دم مرگ تھی یہی گفتار
ہی علی نے کہا درود و سلام
انہین چہاتی لگائی رہنا تم

اڑنے ہی سی ہجر ابین جان جائیگی
دل جو تڑپی گا بار بار میرا
وہ جو اس خاک پر گذار کرے
گو یون مین مجکو موت پائی تہے
نہ علی سے ہوی مقابل ہم
دفعتاً کیجو جدا تن و سر
کون یون تجکو سرنگون کرتا
بجدا یہ شکوہ ہے کسکی
کون آفاق مین ہوا تجسا
ہاتہ قبضہ سی بہی نہ یار ہوا
ہے مخبر علے ولی جیسا
کہا حضرت نے ای جوان لازیب
یہ سخاوت جو تونی اسکی کہے
گو حسن کو دکھونسے ہے پالا
ایک سخاوت علی کی حسن کمتر
ہی معین اوسکا غاشیہ بردوش
تہا پیمبر سے ایک گروہ لڑا
بس اوسی دار و گیر کے اندر
گو تردد کرونگا بہتیرا
جب علی نے بہی ہاتہ تہام لیا
تب یہ بولا وہ سید عربی
تب وہ بولا کہ ای سپہر خصال
لی زمین سے تو ذوالفقار اوٹہا
اور یہ بولا کہ وقت دار و گیر
مین ہوا تیرا جان و دل سے غلام

روح بی رہان نہ پہین پائیگی
ہو گا زیر و زبر مزار میرا
میرا مردہ بہی افتخار کرے
ہاتہ سی تو علی کے آنی تہے
نہ ملی دولت وصال صنم
نہ چلی ٹہر ٹہر کر خنجر
بجز علی کون یون زبون کرتا
کیون نہ ہو مرتضے علی ولی
کہ کیا زیر پہلوان مجسا
کہ میری سینہ پہ سوار ہوا
نہین آفاق مین کوئی ایسا
اپنی تعریف ہی نہایت عیب
ہی علی ولی تو ایسا ہے
بیٹا راہ خدا مین دی ڈالا
یعنے وہ برگزیدہ داور
اور رضا تم ہی ایک حلقہ بگوش
جنگ کرتا تہا وہان علی ہی کہڑا
ہوی ہفتاد ضرب یکدیگر
ہو گا اسپر نہ دست رس میرا
اوسنی تب ہنسکے یون کلام کیا
رونق دودمان مطلبی
تو مجہے ذوالفقار یہ دیدے ال
پہر بدن اوسکا کانپ گیا
کوئی دیتا ہی ہاتہ سی شمشیر
مجہے بتلا قواعد اسلام

بسکہ ہی حسرت وصال صنم
وصل جانانسے مین نہ شاد گیا
گر وہ گل گور پر خرامان ہو
گو نہ مین اوسپہ دست رس پاتا
ہین میرے دو وصیتین اس آن
کہا حضرت نی جلد ہو آگاہ
عرض کرنے لگا وہ ہو خندان
تجہپہ مردانگی تمام ہوئے
مین تو ہون اس تیری ہنر پہ فدا
پر یہ مین تجہسے پوچہتا ہون سخن
ہی قسم تجکو ای ستودہ صفات
تو نے دلوائی ہی قسم بجدا
دی علی جان ہو جسے درکار
تا نہو بند سائلون کا کار
ہی سخاوت مین اسقدر مشہور
ایکدن کی ہے یہ عجائب نقل
ایک جوان فوج مدعی سی نکل
کیا کافر نے اپنی دلمین خیال
ہاتہ کو کہینچ درمیان نبرد
کہتے ہین سب علی بڑا ہی سخی
مطلب اس گفتگو سی اور تجہسے
اس علے نے یہ سنتی ہی گفتار
دوڑکر وہ جوان نیک سیر
یہ تو کیونکر کہون خدا ہی تو
پہر مسلمان جو ہو گیا وہ ہیو

ہنسکے گا کیا اٹک اٹک کر دم
ہای دنیا سے نامراد گیا
قبر بہی غیرت گلستان ہو
دلمین ارمان تو نہ رہ جاتا
ایک تو یہ کہ ای خجستہ جوان
کہ نہین ہی ہون علی ولی اتہہ
دست و بازو پہ مین تیری قربان
تجہپہ جرات ہی اختتام ہوئے
ایک حربہ نہین کیا اصلا
اسکے قائل ہین دوست اور دشمن
فی الحقیقت کہ ہی سخی بیتاب
ہوکے لاچار تجہسے ہون کہتا
وہان کیا قدر درہم و دینار
خود بکی ہین جہانمین سترہ بار
اوسکے شہرہ سی ہی جہان معمور
جہان حیران ہی عاقلونکی عقل
لگا کرنے علی سے رد و بدل
ہوگا پہر ون یہ گر جدال و قتال
مجہے کہنے لگا کہ باش ایکمرد
ہی جہانمین بڑی سخاوت کی
اپنا مقصد بیان کہ مجہے
پہینکدی اپنی ہاتہ سی تلوار
گر پڑا مرتضے کے پاؤن پر
سپہر اسی نہین جدا ہے تو
ہی غلامی مین آج تک ہو چونہ

مستعد دیکھکر اوسی یکبار
دی کہ حیدر نے جنگ کے سامان
اوسکی تحت الشعاع سی مہتاب
جب ہوا حکم خالق اکبر
ہی سزاوار کام جو کیجے
سمجھے یہ رمز حیدر کرار
نیزہ تجھہ پاس تو نہین اصلا
تیغ کے نیچے تجکو دھر لونگا
آپکا ہاتھ مثل برق اوٹھا
ہاتھ سی یون نکل گیا نیزہ
پھینکے تب اوسنی حلقہ ہای کمند
حملہ سب کرچکا جو وہ غدار
وہ چمکنا جو یاد آتا ہے
جنیان خوف سی ہوے مدہوش
اوسنی پھیر پہ جو کی مہمیز
اور کہا ہان دلیرا ہی ہوشیار
جست کے قاش زین سے کہہ تکبیر
پھر نہ ٹھہری میان دامن زین
کس سے ہو یہ بغیر بازوی شاہ
تہا جو اوسکے کمر مین خنجر تیز
لگی فرمانے حیدر کرار
اوسکے رونیکا دیکھکر انداز
ای عزیز اب تجھے عزیز ہے جان
فائدہ کیا علی کا وقت سے
اشک آپکے ابرو پہ جو لادے

ہوا دلدل پہ وہ جناب سوار
وہان ملایک کو یہ ہوا فرمان
وسعت آسمان پہ لاؤ شتاب
کھینچ گئین پس طناب ہای قمر
رشتہ سوزنین بھی پرو لیجئے
علقمہ پر کھلا نہ کچھ اسرار
نیزہ بازی سے مجکو فائدہ کیا
تیرے نیزہ کو اپنا کر لونگا
لیا دو انگلیونمین نیزہ دبا
تیر کی طرح چل گیا نیزہ
نہوا اوس سی بھی علی کو گزند
تیغ الماس گون کھینچی یکبار
مہر گردون پہ تھر تھراتا ہے
غول صحرائی ہوگئی روپوش
تیز تازیر ران ہو مرکب تیز
تب یداللہ نے کہا کہ بیار
اری پھیکی کہ اوڑ گئی شمشیر
آئی لیکر اوسی بزیر زمین
مرحبا مرحبا جزاک اللہ
آپ نے لی لیا وہی خون ریز
پھیر دیتا ہون خنجر خونخوار
ہنس کے بولی شاہ کشور اعجاز
کیون کیا پہلی جنگ کا سامان
جان دی اور اس فضیحت سی
وہی مرد ہین آبرو پاوے

جب سوار اوسکو گرم کرتا تھا
لگنے پاوی نہ ایک پلک سے پلک
جسکھڑی جنگ آزمائے ہو
چاندنی نی کیا یہ کھیت ایکبار
نور کی ارض نور ہی کا فلک
کیا خالق کا اپنے شکر ادا
لگے فرمانے حیدر کرار
جل گیا سنکے شاہ کی گفتار
گو چھڑانے مین اوسنے سر پٹکا
تب تو کی اوسنی تیرونکی بوچھار
حلقہ ریشم کے یا کہ سوت کے تھے
ایسی حدت تو برق مین بھی نہین
جب کیا ہاتھ اوس جوان نے بلند
جبکہ وہ تیغ جگمگانی لگے
پھر دم جنگ دست و تیغ ہوا
کوندتی آئی فرق پہ تلوار
پھر کمربند مین جو ڈالا ہاتھ
پھول تھا اوس پہاڑ کا لنگر
شہ مسند نشین علم و ہنر
آبداریکو اوسکے دیکھ بفور
سنکے یہ صبر کھو دیا اوسنے
اور کہا بیقرار ہو نا گیا
نہین ہم ہلاک کرتے ہین
بولا وہ ای نہنگ بحر دغا
اسطرح جسے میرا وصال ہوا

اونٹ گھوڑیکا کام کرتا تھا
جائین جلدی نود ہزار ملک
مشعل مہ کی روشنائی ہو
روز روشن بھی ہوگیا شب تار
نور کی ہر چہار سمت جھلک
اسمین یہ علقمہ نے شہ سی کہا
اپنی نیزہ کا کر تو شوق سی وار
کیا نیزہ کا وار رستم وار
یہان یداللہ نے دیا جھٹکا
کاٹا ترکش تمام مثل خیار
پر یہان تار عنکبوت کی تھے
شق ہوئی جسکے پرتو سی زمین
ہوا تیر فلک کو بیم گزند
پشت گاو زمین چرانی لگے
فرق پر خوب خوب سا چمکا
شہ نے مرکب ملا دیا یکبار
کیا سر سے بلند ہاتھ کے ساتھ
رکھدیا جو اوٹھا دھر سی وہ دھر
بیٹھے تب اوسکے صدر سینہ پر
رکھدیا اوسکے حلق پر فی الفور
دیکھ حسرت سی رو دیا اوسنے
روبرو ہی حریف رونا کیا
مرد مونے سی کوئی ڈرتی ہین
آبرو پر ہزار جان فدا
نہ میسر مجھے وصال ہوا

ہی وہ اژدر صلابت و شیر خصال | رشک اسفندیار و رستم و زال
اگر علی سی ہوا وہ طالب جنگ | کریگا عرصہ حیات کو تنگ
اسد اللہ گو ہے شیر شکار | اس سے عہدہ برائی ہی دشوار
بحر کین کا نہنگ ہی ہشام | مرد مردان جنگ ہے ہشام
علقمہ سر بکف نہادہ ہے | وہ تو کچھ اس سی بھی زیادہ ہے
جنگ گر تا بہ دو پہر ہووے | پر اسی شخص کے ظفر ہووے
اوسکا گر بخت اوس سے یار ہوا | اپنی جانان سے ہمکنار ہوا
وہ پری اوسکے ہاتھ آویگی | یہان بے مفت جان جاویگی
ماجرا جب سنا علی نے تمام | دلمین اپنے بہت ہنسا وہ امام
بولے تب علقمہ سے وہ شیرین | گر تیری پاؤن تہامتی نہ زمین
تو علی سے ضرور کرتا جنگ | ہی وہ دریائی مردمی کا نہنگ
اوسنے مارا ہے عمر انتر کو | اور دریدہ کیا ہی اژدر کو
اوسنے حارث سا صف شکن مارا | اوسنے مرحب سا پیل تن مارا
عمر عبد ود کو مارا ہے | سر گردن کشان اوتارا ہے
اوسنے توڑا ہی باب خیبر کو | تختہ پل کیا اوسے در کو
ہی یہ مشہور چار دنکی خبر | گیا مارا اکید ابن عمر
علقمہ نے سنے جو یہ گفتار | مو بدن پر کھڑے ہوئی یکبار
روح معدوم ہو یہ تہا نزدیک | ہو گیا بال کی طرح باریک
عرض کی یہ کلام ہی برحق | اوسکا ثانی نہین کوئی مطلق
گو مجھے اوسکا سر نہ ہاتھ آتا | دلمین ارمان تو نرہ جاتا
پر مین کرتا ہون تجھسے اگر ایک سوال | تو نے دیکھا ہی خود علی کا جمال
قد بالا ہی کس طرح کا دراز | زور کیسا ہی اور کیا انداز
کہا حضرت نے ہان ہزارون بار | دیکھا ہی زور حیدر کرار
کہا اوسنے کہ جسم کا عالم | ہی قوی سی میرے زیادہ کہ کم
بولی حضرت علی عمرا نے | نہین رکھتا شکوہ جسمانی
جو میرا قد ہے وہ علی کا ہے | یہی انداز اوس ولی کا ہی
یہی اعضا یہی قد و قامت | بس یہی زور اور یہی طاقت
جس سے یہ شخص سر زبون ہوگا | اوس سے حیدر یہی سرنگون ہوگا
مجھسے افزون ہے اور نہی کمتر | تو مجھے کو علی تصور کر
علقمہ سنکے مرتضے کا مقال | کہکی یہ اوٹھ کھڑا ہوا فی الحال
جیمین آتا ہے امتحان کیجے | یکدگر آج قصد جان کیجے

قصہ پر غصہ رزم و جنگ علقمہ بے نام و ننگ با امیر کبیر و ملول گردیدن عاشق دلگیر از دست مالک تقدیر و طلب سر از امام

ساقیا دی مجھے وہ بادۂ تیز | کہ کرون مین عدو سے جنگ و ستیز
ہی میرے پاس جو دوات و قلم | ہی میری سلطنت کا طبل و علم
اور زبان ہی میری خنجر تیز | جس فوج عدو ہی رو بگریز
ہی مضامین کے بیقدر افواج | کہ نمونہ ہی قلزم مواج
جب علم ہو میری سنان بیان | الامان گو ہو دشمنونکی زبان
ہی سر ہر شہان سپر کلک | ہی فصاحت کا ملک میری ملک
یان دلا لاف ہی خرد کی خلاف | اب بیان کر علی کے رزم و مصاف
ہو گیا جب وہ جنگ کو تیار | کہا حضرت نے ہو شتر پہ سوار
تو ہنر دیکھ یکہ باری کا | مین ہر ادیکھو نیزہ بازی کا
جب ہوا علقمہ شتر پہ سوار | لی لیا اپنا نیزۂ خون خوار

کیا کہون مین کہ اب کہان ہو دل
اوس گلی مین وان وان ہی دل
ہیگئے بابک دگر سبک وضعی
دلسے مین مجہسے سرگران ہی دل

نگاہ پہلو مین گاہ یار کے پاس
دیکھو تو کہان کہان ہی دل
اسقدر راسپہ رکہہ نہ بار فراق
ناتوانونکا ناتوان ہی دل

پر نہ یہانتک کہ جان ہی جاوی
گو سزاوار امتحان ہے دل
ہای بیرحم اسے اوٹھاتا جا
خونمین اور خاکمین طپان ہے دل

کرتا سہا وسکی حسرت تن پامال
ایجوان دیکہہ تو جوان ہی دل
اس خرابہ مین جسم ہی شریک
کچھ نہ تنہا بلای جان ہی دل

ظاہر ادوستی کی کس سے امید
پہلو مین دشمن نہان ہی دل
پیچھے صاحب دلونکے قافلہ سے
صورت گرد کاروان ہی دل

گو بلوث نہین میرا دامن
کیا کرون مین کہ بدگمان ہے دل
پڑہ چکا جب یہ پر الم اشعار
رو دیا پہر خوب سا پکار پکار

اسقدر رو دیا وہ مصیبت کش
روتے روتے ہوا دوبارہ غش
کیا حضرت نے ایسا آیہ دم
کہ پہر اوسکے بدن مین آیا دم

کہا حضرت نے ای سراپا درد
صبر کر تو ہے صبر زینت مرد
ساتھ ہے صابرونکے خود اللہ
کہ مع الصابرین ہے نص گواہ

اپنا احوال کہہ مفصل آج
تاکہ کچھ ہو تیرے مرض کا علاج
جب سنا مژدہ علاج مرض
ہوا آمادۂ بیان وہ غرض

دیکھ اپنے دوا ساز وبرگ
تہا یہ نزدیک ہو وہ شادی مرگ
بولا ای ہمدم دل رنجور
علقمہ نام ہی میرا مشہور

میرا مذہب ہی ملت ترسا
ہونمین دیدار یار کا ترسا
قوم اپنی کا شاہزادہ ہون
سر بپای صنم نہادہ ہون

ہی جو بنت ملکید ابن عمر
والہ وشیفتہ ہی دل اوسپر
حسن مین آج کیا کہون اوسکو
دون تو کس سے مثال دون اوسکو

مہرمن ہوا اگر زبان ہووے
رونگٹے کا نہ ایک بیان ہووے
خوبی مین یوسف ایک شنیدہ ہے
حسن اوسکا بچشم دیدہ ہے

سنکے کہنے لگی شہ ذیجاہ
مین بھی ہون اوسکے حسن سے آگاہ
علقمہ سن کلام شاہ امم
لگا حسرت سے دیکھنے اوسدم

لگا کہنے کہ ای حمیدہ خصال
تمنے دیکھا کہان وہ اوسکا جمال
دیکی غفلت اوسی شہ والا
بولے ہنسکر کہ گو نہین دیکھا

حسن کے اوسکے دہوم ہی تا دہر
وہ تو شیطانسے ہی سوا مشہور
علقمہ نے کہا یہ جوڑ کے ہاتھ
تم تو اوسکو کہو نہ ایسی بات

وہ ہی ہمدم ہی اور وہی ہمراہ
نام ہست لو مقابل ابلیس
بولے حضرت نہین یہ لایق
دی یہ نسبت اوسی باین معنی

نہین مطلق خدا سے ڈرتی ہے
تم سبھونکو خراب کرتی ہے
پہر یہ فرمایا ای خجستہ قدم
کیون میسر نہین وصال صنم

سینہ سے علقمہ نے کھینچی آہ
کہا اس ماجرے سے ہوا آگاہ
آہ مہر گران ہے وہ دختر
مہر اوسکا عدو کا اوسکے سر

بولے حضرت بتا عدو کا نام
کہا حیدر ہی مدینہ اوسکا مقام
کہا حیدر نے سنکے یہ گفتار
سمجھے یہ امر کیون ہوا دشوار

ہی علی ایک فقیر بے سامان
ہی رفیق و مصاحب رحمان
وہ تو پہرتا ہے ہر صباح ومسا
کوچہ ہای مدینہ مین تنہا

مرد ہی تو قوی رکہہ اپنا دل
کیون کیا کار سہل کو مشکل
تب وہ بولا بدیدہ گریان
عقل ہے یہان بہت ہی حیران

مین کئی بار کر کے قصد وغا
تا نواح مدینہ جا پہونچا
جب در شہر سے رہا کچھ فرق
زانوتک غوار زمین مین غرق

قتل حیدر کا جبکہ نام لیا
پاؤنکو تب زمین نے تہام لیا
ہی یہ سحر علی دیا اعجاز
مجھے کہلتا نہین کچھ اسکا راز

جب نہ سر مرتضی کا ہاتھ لگے
وصل کیا دلربا کا ہاتھ لگے
اندنون ہون زیادہ بی آرام
کہ گیا ہی مدینہ کو ہشام

کبھی کہتا تھا اب کہاں ہوں میں / فی الحقیقت کہ سخت جاں ہوں میں
نہ تو سینہ سے دم نکلتا ہے / اور نہ دل سے یہ غم نکلتا ہے
جلکے پونہچے تھی جب امام امم / اوسگھڑی اوسکا تھا یہی عالم
کیئے تھے بسکہ نالہ پر درد / ہو گئے تھے تمام عضا سرد
پکڑے شاخ درخت ہانپتا تھا / صورت نخل بید کانپتا تھا
بند ہو گیا اوسکو جو تصور یار / رو دیا وہ خوب خوب ہاڑیں مار
ہوا با تونسے جب نکچھ حاصل / ہوا مایوس او سطرف سی دل
آس لی وس غمزدہ کی ٹوٹ گئی / ہاتھ سے شاخ نخل چھوٹ گئی
شاخ سے اوسکا ہاتھ گیا چھوٹا / گویا رشتہ حیات کا ٹوٹا
گر پڑا پھر تو با دل پر درد / نبضیں ساقط ہوئیں تھے اعضا سرد
تھا پدر پاس اور نہ تھی مادر / کون زانو پہ رکھے اوسکا سر
چہرہ پر تیر گئے مرگ آئے / آنکھیں پتھرائیں مردنی چھائے
چشم کون اوسپہ گریہ ناک کرے / گرد رخسار کون پاک کرے
کہ ٹھہرنیوالا نہ رونیوالا تھا / ایک فقط سر پہ حق تعالی تھا
زیر سر تھا مدام بالش پر / یا وہ سر خاک پر تھا خاک بسر
یا تو تھا فرش مخملی سامان / یا ہوا روی خاک پر غلطاں
یا پدر کا تھا سایۂ دامان / یا تہ سقف آسمان عریان
یا تو ماں کرتی تھی دعائیں دم / یا ہوا مورد بلا ہر دم
دیکھا حضرت نے جب یہ اوسکا حال / تب ہوا شاہ رحم دل کو ملال
شہ کی آنکھوں میں اشک بھر آئے / مرکب خاص سے اوتر آئے
نکلتے کیا ہیں شاہ جزو کل / چشم سے اشکبار ہے دلدل
تو سن شاہ نے بھی کر کے نظر / رو دیا اوسکے نامرادی پر
زوج زہرا امیر خیبر گیر / بیٹھے بالیں پر اوسکے با توقیر
خاک سے جب اوٹھا لیا رو کر / سر یہ کہا اوسکا اپنی زانو پر
لیکے رومال فاطمہ ایکبار / پیار سے جھاڑنے لگی رخسار
اشک کا جب کیا گلاب افشاں / آیا کچھ کچھ تو ہوش میں وہ جوان
مرگ سی پھر گزند کیا پونچھے / جسکے سر پر مسیح آ پونچھے
کھول کر آنکھ دیکھتا ہی کیا / چارسو جلوہ گر ہے نور خدا
سر کو سر کا کے کی نظر ایکبار / دیکھا ہی ایک بزرگ سر رخسار
یو ہی درخشاں ہے روی پاک جناب / مہر پر جوں نہیں ہے چشم کو تاب
دیکھ کر چشم بین کو نور آیا / دل غمگین میں ایک سرور آیا
ہو گئے دفعتاً جو عضا چست / بیٹھا حضرت کی روبرو وہ درست
پایا جو اپنے حال کا جویا / بصدای حزین ہوا گویا
کیا گئی شب ہوئی سحر پیدا / جلوہ گر روی آفتاب ہوا
عقل ہمدرد اسکو پاتی ہے / اس سے ایک بوی انس آتی ہے
شب تاریک دشت وحشتناک / دلکو ہی اس جگہ پہ بیم ہلاک
میری خاطر کیا ہی لینے ورود / ایک ہمدم تو ہو گیا موجود
دلمیں بس سوچ سوچکر یہ بات / گر پڑا پاؤں پر وہ باندھکے ہاتھ
تیرے قربان ہاں ستودہ خصال / کون ہی تو بتا دی اپنا حال
تیری آنی سے تمیں جان آئے / تو نی کی ہی میری مسیحائی
مژدہ جانفزا سنا دی مجھے / اپنا نام و نسب بتا دی مجھے
کہا مولا نے تجکو اس نے کیا / تو مجھے اپنا مدعا بتلا
کون ہے اور کہاں سے آیا ہے / کسنے دلکو تیرے ستایا ہے
اتنا کیوں بیقرار ہوتا ہے / کسلئے زار زار روتا ہے
لب پہ جو آہ سرد ہی وسدم / کیا ترے دلمیں رنج ہی ہمدم
نام دلکا وہ سنتی ہی ایکبار / پھر لگا رونے مثل ابر بہار
رو رہا تھا تو نسے پھر کلیجا تھام / دیکھ حسرت سے روئی پاک امام
گاہ تڑپا کبھی ہوا بیکل / لگا پڑھنے یہ حسب حال غزل

پرسیدن حال آن کثیر الاختلال و خواندن غزل بحسب حال

نہار منہ جب نگاہ کرتا تھا
نہ تو کھاتا وہ اور نہ کچھ پیتا
تھا وہ بیزار اپنے جینے سے
نہ تو دنیا کی کچھ خبر اسکو
نہ تو مونس کوئی کہ ہو آرام
دل یہ کہتا تھا ہون بہت کاہل
نہ تو ہمدم کوئی کہ پاس رہے
نگاہ پہرون خموش رہتا تھا
کہیو ایک نامراد مرتا ہے
ہین تصور تیرا جو کرتا ہون
مین تو ہوتا فرق اپنا اٹھاتا
پہر نہ اتنا کہ خلق مرجاوے
ہی قسم تجکو اپنی کاکل کے
تجھے میرے نیاز کی سوگند
میان سے کھینچ خنجر بیداد
کو وہی سو پیام ہو بیتاب
دیکھکر اسطرح اوسی مایوس

پہر وہ حسرت سے آہ بہرتا تھا
آرزوی وصال مین جینا
کام تہا خون دل کے پینے سے
اور نہ پروا ہے یا دسرا دسکو
اور نہ قاصد کوئی کہ لائی پیام
اسپہ یاد رخ مہ کامل
جس سے کچھ اپنی درد دل کو کہے
گاہ باد صبا سے کہتا تھا
نزع مین تجکو یاد کرتا ہے
پاؤن پر اپنے سر کو دھرتا ہون
ہون تصور مین سر کو ٹکراتا
جیسے عاشق تیرا گذر جاوی
تجکو سوگند ہی تغافل کے
ہی تجھے اپنی ناز کی سوگند
پہیر دی میرے حلق پر چلاو
پر ادھر سے ملا نہ ایک جواب
برگ ملتی دہان کف افسوس سر
دم بدم عشق اوسکا بڑہتا تھا

آنکلتے تہی اسطرف جو کبہے
لیٹ تا تھا کبھی نہ سوتا تھا
دیکھتا غور سے وہ چشم غزال
گاہ جانان کا نام لیتا تھا
یاد عارض مین دنکو مرتا تھا
پرتو ماہ کا نظارہ ہے
راہ رو گر کوئی خبر لیتا
کہ صبا ہو گذر اگر وہان تک
ای ستم پیشہ ایک ذرا انصاف
پہرون کرتا ہون منت و زاری
گوکہ معشوق ظلم کرتے ہین
اور اگر ہی تجھے یہی منظور
واسطے اپنی کج ادائی کے
سایہ قد خوشنما کی لیے
جسمین عاشق کا کام ہو جاوے
اوسی نہی ہمکنار حسرت و یاس
مثل مرغ چمن تہا بے آرام
غزل عاشقانہ پڑہتا تھا

روتی تھے وحشیان صحرا بھی
تہا نہی شاخ درخت روتا تھا
دیدہ دلربا کا کر کے خیال
گاہ دل تھام تھام لیتا تھا
شب کو زلفونکی یاد کرتا تھا
کہ مجھے چاندنی نے مارا ہے
دیکھ حسرت سی اوسکو رو دیتا
یعنے آرام گاہ جانان تک
اگر گناہ گار کا گناہ معاف
کہ نکر اسقدر دل آزاری
عہد و پیمان سے ہی گذرتی ہین
پاس اپنی تو رکھ نہ اتنا دور
واسطے اپنی دلربائی کے
ای صنم اپنی نقش پا کی لیے
اسکا جھگڑہ تمام ہو جاوے
کہتا تہا ای ہزار حسرت و یاس
اور ذرہ تن پہ ہو گئی نہری دام

غزل خوانی مجنون بیابانی بیزار زندگانی داغ ہائے عشق تہا

چشم کو شوق اشکباری ہے
کسکا سونا کسے ہی آئی نیند
پہ سبک تو نے کر دیا ظالم
کر نہ برباد اوسکے کوچہ سے
یہ غزل پڑھ رہا تھا دل زار

چشمۂ فیض ہے کہ جاری ہے
شب ہجران ہی اور زاری ہے
میرا مردہ بھی سبکو بھاری ہے
ای صبا خاک یہ ہماری ہے
رو رہا تہا بسان ابر بہار

ہم کہین اور تم کہین صاحب
یہ جو اڈتی ہی تیرے کوچہ مین
برق سان ایکدم نہین آرام
جو نہین تہا کسی شمار مین آج
کبھی سینہ پہ ہاتھ مارتا تہا

خاک یہ زندگی ہماری ہے
خاکسار ونکی خاکساری ہے
بیقراری سی بیقراری ہے
اوسی عاشق کی دم شماری ہے
اور اجل کو کبھی پکارتا تہا

وہان جنیات تہی یا جنات
رات جنگل مین بولتی سن سن
نہی آئین الفت رہوار
داہنے پر ہو جسکے میکائیل
اوسنے دشت سی غرض ناگاہ
سب کہین سنکے حزن کے انداز
غم کو آسودہ دل بجانے گا
دفعتاً اوسنے کہڑی ہوئی حیدر
اسکا سب سے جدا ہی اب انداز
اسکی آہ حزین سے پیدا ہی
مین قدم اوسطرف اوٹہاتا ہون
واہ کیا رحمت الٰہی ہے
کیا یہ آقا میرا پیارا ہے
چاہتے تہے کہ ہون پیادہ روان
ہوی دلدل پہ وہ جناب سوار
جون جون ہوتی تہی قطع راہ دراز
بید مجنونکا ایکدرخت ہی وہان
چاند سا عارض آشکارا ہے
شاہ ہی یا کہ شاہزادہ ہے
وس انہر مین تہے وہ بس اسطرح
ساری صحرا مین جو ہوی تہے تمام
ایک شتر ہی نفیس و خوش رفتار
دو نو ہاتہ سے ایک شاخ شجر
گرد مین سب چہپا ہوا وہ جوان
صاف آثار بیقراری تہے

کہین کوسون نہ بوی عمرانات
کہڑے ہوتی تہی جس سے مو مو بدن
اپنے آقا کا تہا وہ چوکیدار
بائین جانب ہمیشہ اسرافیل
آئی آواز نالہ جانکاہ
ہی کسی اہل درد کی اواز
درد کو اہل درد جانے گا
کہا اب اسکی لیجئے تو خبر
یہ تو کچھ عاشقونکی ہی آواز
یہ کسی بیوفا پہ شیدا ہے
رحم آتا ہی مین تو جاتا ہون
واہ کیا دین کی بادشاہی ہے
کیا یہ فریادرس ہمارا ہے
کہا دلدل نے مین تیری قربان
کہا کر اس صدا کی سمت گذار
متصل ہوتی جاتی تہی آواز
جسکے سایہ مین عاشقونکو امان
خال وس چاند مین ستارا ہے
وہ جوان سر بکف نہادہ ہے
رات تارون بہری ہوئی جسطرح
تہی سیاہی اوس سپر کے تمام
نخل سے اوسکی وہان بندہی تہی باگ
تہا وہ تہا بنی کہڑا ہوا ششدر
جیسا پتلا ہو خاک کا بیجان
دونون انکہون سے اشک جاری تہے

جبکہ جہوکے ہوا کے آتی تہے
شاہ کے گرد اسپ فرزانہ
جسکا ہمدم ہو جبرئیل امین
یہان تو یہ باغ اور تنہائی
یہ اثر بخش تہا وہ نالۂ سرد
یہان جو بیٹہی تہے شاہ بدر و حنین
لگے کہنے کہ ہی یہ کسکی آہ
کون کرتا ہے رات کو نالہ
گو اسی شغل عشق بازی ہے
یہ صدا اینشر جو ہوتے ہے
ایک فریادرس جو پاویگا
عقل گم ہے یہ کون آدم ہے
شب تاریک مین غرض ادہکم
تو پیادہ بجا میرے سرور
ہر طرف دیکھتا ہوا دلدل
جب ہا وہ مقام تہوڑی دور
شاخ تہا بنی جوان خوش اندام
رخ پہ چہوٹی ہین گیسوان سیاہ
خود سر اوسکا بسکہ تہا روشن
تیغ مین تہی جو ماہ نو کی چمک
سبہی اسباب جنگ تہا تیار
اور خود وہ جوان با توقیر
دل ہی اوسکا نہ ایک مکدر تہا
رنگ چہرہ بکار زعفران سا زرد
جسکی سینہ پہ تہی سر و گردن

نخل کے برگ تہر تہراتی تہے
شمع پہ جسطرح سے پروانہ
اوسی تنہای سی گزند نہین
اور وہ شب کی تیرگی چہائے
جو سنے اوسکی دلمین ہووی درد
یہ صدا سنکے ہوگئے بی چین
اسی کہتے ہین نالہ جانکاہ
چرخ نے کسپہ یہ ستم ڈالا
عشق تو ہے مگر مجازی ہے
جیسے مادر پسر کو روتی ہے
درد دل اپنا وہ سناویگا
پس یہ ہے رحمت مجسم ہے
باندہی مولانی اپنی چست کمر
میرے مولا سوار ہو مجہہ پر
ہوا راہی سوئی صدا دلدل
دیکہتے کیا ہین سید پرنور
غرق دریای آہنی ہی تمام
ہی عیان وشبونکی بیچ مین ماہ
شب یلدا مین قمقمہ روشن
تہی کمان جیسے کہکشان فلک
پر وہ سب تہے معطل و بیکار
غرق جرات مین صورت تصویر
گرد مین تہا اٹا ہوا سر و پا
دل مین درد اور نالۂ آہ سرد
صفت چوب خشک خشک بدن

تو وہ بولا کلام سخت و درشت
آپ ہی یہ کہا کئے کہ درست

ہوا وہ جوں جوں مثل آتش گرم
یہ ہوئی مثل موم اور بھی نرم

ہمہ تن حلم دیکھ حیدر کو
ہو کے لاچار پھر گیا گھر کو

کھول ڈالی بدن کے سب ہتھیار
اور مخاطب ہوا سوی دلدار

میری آمد مین ڈر گیا وہ جوان
رات بھر مینے اوسکو دی ہے امان

اور بجی لے جا نمین چار پہر
پھر کہین تن ہی اور کہین تن سر

ہنسکے کہتا تھا چرخ سفلہ خصال
کر رہا ہی یہ کیا خیال محال

مرتضے اور ڈری زنا مردان
شیر حق اور کس سے چاہی امان

ہی علی مالک سفید و سیاہ
ہی علی رازق عبید اللہ

دافع کفر اور قوت دین
ہی علی لنگر زمان و زمین

مرکز علم و مقصد تنزیل
صاحب نص و مالک تاویل

اوسکی جب تیغ جلوہ گر ہووے
پھر جون صورت سپہر ہووے

ہی عمل اوسکا قافسے تاقاب
کیا وقت مصاف مطلع صاف

آسمان کر رہا تھا مدح امام
اور ادھر اس خیال مین ہشام

تھی ادھر کہ رہی وہ مہ سیما
کہ ہوئی اب ہلاک شیر خدا

ہنسکے کہنے لگے کہ او ہشام
ابتو کھالے بھلا اور اسا طعام

پھر وہ بیٹھے بروی دسترخوان
یکدگر شاد و خرم و خندان

داستان عشق بیان و ساقی نامہ محبت تو امان یعنی آمدن شب درین مکان و ناگاہ پیدا شدن آواز حزین از بیابان و رفتن امیر مومنان بسمت آن آواز و تفحص حال عاشق بیخانمان

ساقیا دی شراب جام طہور
کہ رہون مست اور رہون مخمور

پیون بھر بھر کے آج وہ ساغر
جسکا ساقی ہو ساقی کوثر

سست جسمین مرا مزاج نہو
اور صبوحی کے احتیاج نہو

گو چڑھا جاؤن آج خم کے خم
فرط مے سے مگر نہوش ہو گم

مے انگور سے نہین ہے کام
لونگا تسنیم و سلسبیل کا جام

مے حب علی سے ہون مدہوش
ای رگانو نہین بانگ نوشا نوش

یہان خرابات کا مقام نہین
مجھے پیر مغان سے کام نہین

مے غفلت کا مین نہین مشتاق
دختر رز کو ہے مری طلاق

جبر ہمہ ساغر فصاحت بخش
عرصہ نظم مین اوڑاؤن رخش

ساری افسانے نکو اوڑا دون مین
داستان عشق کے سنا دون مین

وہ مری طبع کو روانی ہو
ترک جو شاہنامہ خوانی ہو

گو قدیمون سے خوشہ چینی ہے
پر عجب سحر آفرینی ہے

سب کہین گے وہ جنکو بینش ہے
کیا ہی مضمون آفرینش ہے

ہان زبان ہے تیرا خیال کہان
توسن ناطقہ کی روک زبان

گیا خلوت مین روز نورانی
مہر بیٹھا بکنج ظلمانے

ہوی پھر نماز آمادہ
پیش پروردگار ایستادہ

جب ہوا مغرب و عشا سے فراغ
وہ یہین بیٹھی میان گوشہ باغ

مرغ شاخ درخت پر خاموش
پھر تہ بال خواب سے مدہوش

مرتبہ یہ علی نے ہے یہ پایا
ہوئے دو روز کچھ نہین کھایا

کہو یہ کس بشر کے ہمت ہے
ہی وہی زور وہی طاقت ہے

ہی وہی حمد باز بان فصیح
ہی وہی ذکر اور وہی تسبیح

گئی اتنے مین وہی رات گذر
نصف ادھر ہے تو نصف ادھر

رات کالی کوی نہ یار انیس
ہر طرف غول ہر طرف ابلیس

ہوش رستم کے بھی کرین پرواز
ہر طرف سائین سائین کی آواز

شب تیرہ مین اخترون کا یہ حال
رخ رنگین پہ جیسطرح سے خال

شب شب ہجر کیطرح بی نور
شب یلدا ہی یا شب دیجور

کہا ہو کر خفا اسی سرکا — مین نہ لونگا طعام کافر کا
کیا قنبر کو آج اوسی نے قید — کل اوسی مین کرونگا اپنا صید
کفر سب مجھسے کانپتا ہی مدام — تیغ کا میری ذوالفقار ہے نام
اب تجھی اور اوسی اماں نہین — پر مسلمانکو بیم جان نہین
ہو مسلمان تو کچھ نہین ہے خلل — ہے مضی مامضے پہ اپنا عمل
جب سنا یہ کلام شاہ حجاز — رنگ چہرہ سے گر گیا پرواز
دلسے کہنے لگی وہ یکبارگی — خواب ہی یہ ویا کہ بیدار ہے
وہان بپا ہی ہوئی ہا استعجال — تہا یہی اوسکو بار بار خیال
اسطرف ہی علی اودہر ہشام — صبح کو دیکھئے ہوگا کیا انجام
آئی عاشق کے پاس بادل زار — اور پکاری کہ ہان جی ان ہشیار
یہ سبب ہی ورود کا گھر مین — نکلے ہین خود تلاش قنبر مین
نام حیدر کا دیکھتے تو اثر — روح تحلیل ہو گئے یکسر
جاہلیت نی بسکہ مارا جوش — کئے اوسنے درست اپنی ہوش
اوسنے کھینچا ہین طعام سے ہاتھ — ہو گئے دلکے اور ہی حالات
بس کھڑا ہو گیا وہ مست غرور — گو کہا کی بہت وہ غیرت حور
نہ سنا اوسنے نازنین کا سخن — اور ہلایا کیا بہت گردن
ہو گیا ایکدم مین ترکش بند — تیغ در دست اور بدوش کمند
ارض زیر قدم تھلکتی تھی — پشت گاوزمین لچکتی تھی
یون ہوا مرتضے سی طالب جنگ — شیر پر آئی جسطرح سے پلنگ
پانون سے کوہ حلم حیدر کے — گوہ اپنی جگہہ سے کب سرکے
دست پر قبضہ ہوکے وہ غدار — یون پکارا کہ ہان بگیر و بیار
بولی حضرت خموش ای مغرور — تجھ پہ طاری ہے ماندگی بو فور
رات بھر جا کے استراحت کر — صبح میدان مین آ شجاعت کر
ہو جو صبح جنگ کا در پے — پس یہین ہین ہمون اور یہین تو ہے
ہی زمانہ کا اعتبار کہان — صبح کو تو کہان و یار کہان

مال و زر کچھ نہین مجھے درکار — صبح کو مین ہون اور وہ بدکردار
اب میری تیغ کی نہین ہے پناہ — دیکھ مین ہون علی ولی اللہ
یہی شیر خدا ہی زوج بتول — یہی ہے لافتا کا شان نزول
تو نے قنبر کا منہ کیا مجروح — تو نے سمجھے علی کے روح
اوسی اضی ہو نہین خدا ہی گواہ — جو کہے لا الہ الا اللہ
دست و پا کانپنی لگے تہر تہر — لگی چھٹنے ہوائیان منہ پر
دیکھیو بازی سپہر کبود — کہ میرے گھر مین ہے علی کا ورود
جسکے جویا رہی ہین حد سے فزود — آپ ہے آپ یہان ہوا موجود
پر علی سے وہ ہی قوی ہیکل — کوہ اور کاہ کی ہے ٹھیک مثل
لے تیرے دلکا مدعا نکلا — خود علی میرے گھر مین آ نکلا
سنے ہشام نے جو یہ گفتار — ہوا حیرت سی نقش بر دیوار
لاغری تن پہ اسقدر چھائی — جسم سے خو نزدہ اوتر آئی
ہی بجا یہ کلام اہل نظر — مرد کا نام مرد سے ہے بہتر
خاک کہاتا طعام وہ دلریش — نوش تو ہو گیا گلیمین نیش
یہ مثل ہے میان خاص و عام — یعنی اول طعام بعد کلام
کیا آراستہ جو خود و زرہ — دی کمر بند مین گرہ پر گرہ
یون سیہ خیمہ سے چلا بن ٹھن — فیل جون آئی چھوڑ کجلی بن
لگا کہنے ہر ایک گل بوٹا — باغ مین طرفہ دیو ہی چھوٹا
آیا جب شاہ اولیا کے قرین — نہ ہلے اوس جگہ سے سرور دین
ذکر یہ اسہی نہ درمیان آیا — کون آتا ہی اور کہان آیا
واہ رے حلم واہ رے تمکین — نہوی وہ جناب چین بجبین
تو نے کہایا نہین ہنوز طعام — ناتوان ہی بہت ترا اندام
پس اسی جا سمجھ لے حیدر کو — مین کہان جاؤن چھوڑ قنبر کو
گرم کر آج خوب صحبت وصل — تا نہ رہ جائی دلمین حسرت وصل
گو تعدی کیا کیا غلے — طرح دیتے رہی علی ولے

ختم ہے تجھپہ دین کی سرداری توکہ بادشمنان نظر داری
شاہ بیٹھے ہوئی تھے یانسے دور چشم قنبر سے وہ ہی مستور
ہو چکی تھی ابھی جفا نہ تمام ابن ہشام نے کیا یہ کلام
اب زیادہ اسی ندی آزار اسکے گردن ہی اور یہ تلوار
وہ توکرتا تھا اوسی یہ تقریر سنتے تھی اس کلام پر تقدیر
دیکھ توگردش سپہر برین کہ کسی خوش کرے کسی غمگین
یہان یہ کہتے تھے حیدر کرار صبح کو تو ہے اور یہ میری تلوار

رفتن ہشام اندرون با ماہ تمام و طلبیدن طعام آن تخم حرام یعنی ہشام

الغرض تھام اوس پری کا ہاتھ گیا خیمہ مین لیکے اپنی ساتھ
اوسنے قنبر پر اور ظلم کیا چوب خیمہ سے لاکے باندھدیا
لیا دونون نے عیش گہ مین قرار تھے جہان فرش مسند زرتار
وہ مکان اور خالی از اغیار ہوا آپس مین گرم بوس وکنار
اسطرف سی تو تھا سراپا ناز اوسطرف سی شروع عجز ونیاز
اسطرف منتین ہزار ہزار اوسطرف بات بات پر انکار
اوسطرف تھی نگاہ عجز آمیز اوسطرف تھی غرض گریز گریز
یہان کلام نیازمندانہ وہان شغل غرور جانانہ
یہان ہر وقت ناصبوری تھی وہان کنارا تھا اور دوری تھی
شوق یہان ہر گھڑی دوچند تھا وہان اعجاز خودپسندان تھا
یہان منظور کامیابی تھی وہان نہ مطلوب بیحجابی تھی
یہ غلامی کا حق ادا کرتا ناز وہان غمزہ و ادا کرتا
اسطرف سے تو گرمجوشی تھی اوسطرف شرم اور خموشی تھی
تب یہ کہتی تھی وہ پری تمثال ہی اوسی امر پر قرار وصال
ہوکے مایوس تب دیا یہ جواب طاق سے لا صراحی می ناب
تب اوٹھی وہ پری بصد انداز پھر کیا سوی طاق دست دراز
اور لیا شیشۂ مے گلفام دوسرے طاق سی اوٹھایا جام
جب ہوئی رفع سستی اندام تب کیا حکم لاؤ خوان طعام
بچھ گیا پھر تو ایک دسترخوان سب چنین اوسپہ نعمت الوان
طبق و کاسہ و ظروف طلا ہوی معمور نعمت عظمی
غوری و چینی و سفال خوش آب کاسہ و طشتری پیالہ و قاب
سبکے اندر طعام رنگا رنگ ہو وہان حرص کا بھی حوصلہ تنگ
ہی اسی جا کی واسطے ارقام ابو اسحاق اطعمہ کا کلام
ترک مدح طعام کرتا ہون قطعہ پر اختتام کرتا ہون
شعر اوسکے ثنا کا ہو جو لکھا اور مگس اوسپہ جاکے بیٹھے ذرا
اوسکی لذت ز بسکہ پاوے وہ بیت کی بیت چاٹ جاوی وہ
ہو سکے کیا ثنا ہی شکر و قند ناطقہ کا ہی ناطقہ بھی بند
کے جو شیرینی طعام رقم بند ہو ہو گیا شگاف قلم
گر ثنا مین کوی زبانکو ہلائی نیشکر کیطرح گرہ پڑجاے
دیکھکر اوس طعام کو یکبار اوسنی معشوم سی یہ کی گفتار
ہی جو دروازہ پر وہ بازہ گان فی الحقیقت کہ ہی ترا مہمان
پہلے لیجا طعام اوسکے لیے کھایومت بغیر اوسکے دیے
آیا جو تھا سا ایک دسترخوان اور رکھی اوسپہ نعمت الوان
اوسکو ہاتھوں پہ رکھ وہ مایہ ناز یہانسے لیکر چلی بصد اعزاز
آئی سلطان اوصیا کی پاس لائی سردار اولیا کے پاس
یون لگی کہنے ای ستم دیدہ کھا اسی اور نہ بیٹھ رنجیدہ
ہی تجھی بہال کا اگرچہ خیال صبح کر دونگے خوب مالامال
آپ تو تھی بہت خفا و سپہر اوسنے نوچی تھے گیسوی قنبر

راہ طی کرتے جو دوڑ کر سارے — کف پا سے لہو ہوا جاری
سب جفا پر خموش رہتا تھا — یا علی یا علی وہ کہتا تھا
ہوئی گو انتقام کی بہی ہوس — پھر کہا ہی مقام ضبط نفس
ای ہمہ ہوش خواجہ بازرگان — اب مناسب نہین تجھے یہ مکان
تجھکو کچھ بھی اگر عزیز ہی جان — تو کہین جا کے جلد ہو پنہان
قید قنبر سے تھی دل افسردہ — کہا حضرت نے ہو کی آزردہ
ہوئی اوسکو یہ بات نامعقول — لگی کہنے کہ واہ واہ معقول
میرے گھر آئی اور مجھی سے ناز — کونسے ملک کا یہ ہے انداز
دل کیا نرم سنکے بات کڑے — ہوئی خیمہ کے پاس جا کی کھڑے
یون لگا کہنے ہو درشت اور سخت — کون ہی یہ جوان بزیر درخت
پس یہ سنکر وہ غیرت لیلے — بید مجنون کی طرح کانپ گئی
راہ زن اسکا لیگئے ہین مال — ہی اوسی فکر مین پریشان حال
ہی مجھے شرم اور حیا کی قسم — غمزہ و عشوہ و ادا کی قسم
ناز بیجا کی ہے قسم مجکو — قد رعنا کی ہے قسم مجکو
اپنے مولا کی ہے قسم مجکو — لات و عزا کی ہی قسم مجکو
ہو گیا نرم یا ہوا تھا کڑا — آگ پر جسطرح سے آب پڑا
اوترا گھوڑے سے اپنی یکبارے — تو زمین وہانکی ہل گئی سارے
وہ زن تنگدل جفاکارا — بی حیا شوخ چشم عیارہ
پہلے تو نوچی خوب لفکی بال — پھر طمانچون سے کر دیا منہ لال
جبکہ قنبر سے کچھ نہ ہو سکتا — کن نگاہون سے اوسکا منہ تکتا
ہاتھ ہوتی اگر کھولی میرے — بال اسطرح نوچتا تیرے
تازیانون سے بند ڈھیلی ہین — اور طمانچون سے گال نیلی ہون
واہ کیا حلم بردباری ہے — حلم کیا امر اختیاری ہے
راہ یہ اوسنے قطع کی سارے — ماندگی اسپہ ہی بہت طارے
کر اسیدم گردن مین قصد مصاف — بخدا مقتضی نہین انصاف
کمر و دست سینہ و گردن — تھے پڑے سبمین حلقہ ہای رسن
دیکھا قنبر کو جب بحال زبون — اوترآیا علی کی چشم مین خون
وہ پری دیکھ آمد ہشام — لگی کرنے امام سے یہ کلام
سامنے دیکھ کون آتا ہے — کچھ ترا دل بھی حول کہاتا ہے
دیکھ لیگا تو مہر توڑیگا — پھر نہ دونو کو جیتا چھوڑیگا
دور ہو میرے سامنے سے پلشت — کیا کریگا میرا یہ دیو سرشت
مینے تجھ سے زمانہ سازی کی — تو نے مجھسے زبان درازی کی
مجھسے شیرین زبان سے تلخ کلام — واہ صاحب تمہین ہزار سلام
آیا نزدیک دیو نافرجام — اور کیا تند اوس پری سے کلام
اوس سے کیون تو نے جا کلام کیا — کتخدای کا کیا پیام دیا
لگی کہنے نکر کچھ اور گمان — ہی یہ مرد غریب بازرگان
مجھے چشم سیاہ کی سوگند — عارض رشک ماہ کی سوگند
گل رخسار کے مجھے سوگند — دل دلدار کی مجھے سوگند
حسن کے دو دمانکی سوگند — مجھے عاشق کی جانکی سوگند
نہین یہ شخص پای بند ہوس — میرا دامن نہین کیا ہی مس
دانت باری جو سنکے ہو گئی وا — یون ہنسا جسطرح سے گرم توا
کہا قنبر کو پھر بتا کے کلام — ہے یہی قید مرتضے کا غلام
لگی قنبر سے کرنے یہ گفتار — آ تجھے پر نکالون دل کا بخار
چٹکیان لین ہزار ہا اوسنے — بلکہ مجروح کر دیا اوسنے
دلمین کہتے تھی قنبر دیندار — بندھ گئی ہاتھ ہو گیا لاچار
میرا آقا خدا کرے آوے — پھر یہ کسطرح کی سزا پاوے
اوس جفاجو نے جو سلوک کیا — دور سے وہ علی نے سب دیکھا
لگا فرمانے وہ امیر جلیل — ہان دلا جنگ مین نکر تعجیل
رات بھر گرم کرلے اپنی بزم — صبح ہو ویگی اسجگہ پر رزم
تب تو کونین مین پڑی یہ دہوم — دوستان را کجا کنی محروم

رکھدیا اوسنی اوسکی پاون پہ سر — کر دئے اوسنے ہاتھ طوق کمر
دیکھ نامونکو خوش ہوئی بکمال — ایک نامہ کو وا کیا فی الحال
گو نہ خط شکستہ تہا مرقوم — ہوئی دلکو شکستگی معلوم
ہاتھ سے نامہ اوسنی چھوڑ دیا — بولی اسنے تو دلکو توڑ دیا
ہوئی واضح جو معنی ارقام — مثل گل ہنس پڑی وہ ماہ تمام
لگی فرمانی اوس سے شاہ حجاز — خندہ و گریہ کا بتادی راز
ساتھ ہشام کے کیا تہا روان — کہ مجھے دی خبر ہر ایک زبان
مین مدینہ مین گرچہ خوب پھرا — نملا پر کہین سے علی کا پتا
دوسرا خط کیا جو مینے وا — اوسمین ہشام نی یہی تہا لکھا
ہی پھنسا ایک پہلوان بدام — ہی غلام امیر و قنبر نام
گو نافتاد با علی کارم — قنبرش را گرفتہ می آرم
جب یہ مضمون سنا علی نی تمام — کانپ اوٹھے تب تو بند بند امام
کہا دلسے کہ مین بہی تہا حیران — وہ وفا کیش رہ گیا ہی کہان

اوسنے دکھلایا قاصد ولی کو خط — دونو ساتھونسے مین تہی دو خط
جبکہ مضمون خط ہوا اظہار — لگے رونے مثال ابر بہار
ہر سر حرف پر وہ دیکھ کی خط — لگے مٹنے بسان حرف غلط
دوسرا نامہ کھول کر بارے — اوسنے مضمون پڑھ لئی سارے
شاہ اوس امر مین ہوئے حیران — کبھی خندان تہی اور کبھی گریان
بولی وہ اے جوان نیکو خو — بیک و قاصد ہے یہ میرا آہو
اوسپہ دشمن کشی کا ہی جو یقین — مین اوسی کے در پہ نولا ہون امین
مینے دیکھا جو اسمین یہ مضمون — خط کو پڑھ کر ہوئی بہت محزون
گو علی سے نہین ہوئی ہے جنگ — پر تو ہرگز نہو چپو دل تنگ
اوسکو مینے کیا کمند مین قید — لیکے آتا ہون تیری خاطر صید
گیا مجھ پر جو ہین یہ مطلب کھل — ہنس پڑی تب تو مین بصورت گل
جب قنبر نے تب تو مارا جوش — سر جھکا کر وہ رہ گئی خاموش
نہ پہر اتنا جو قنبر دلریش — اوسکو آئی تہی یہ بلا درپیش

نمود کردیدن غبار دیگر بار از گوشہ وادی پر خار و ظاہر شدن یک دیو آدم نما غرق دریائی فولاد از سرتا پا یعنی ہشام

تھے اسی بہیا نمین غرض مولا — کہ ہوئی گرد دوسری پیدا
دیکھتی ہین شہ زمین و زمان — آتا ہے ایک سوار پیل دمان
آہنی قلعہ سر سے تا بہ قدم — سر پہ اولٹی پڑی ہوئی ہی چلیم
خود فولاد فرق پر ہے دہرا — سر مین ہی اسکی سر بسر غرور بھرا
دیکھا اوسکی ذرہ خردی کہا — شیر کو دام مین نہ دیکھا تھا
غیر آہن نہ رخت تہا تن پر — چست زنجیر آہنی سے کمر
وہ کمان خمیدہ پیش نگاہ — کج نہادی پہ اوس لعین کے گواہ
نیزہ اژدر صفت بدست شریر — نکلے جو سر سے پار دو دو تیر
آتا ہی اسطرف وہ بد گوہر — آگے آگے بندہے ہوئے قنبر

دامن گرد مین پڑا جو شگاف — ہو گیا سامنی سے مطلع صاف
ہی وہ مرکب پہ باشکوہ سوار — کوہ پر ہے غرض کہ کوہ سوار
اسقدر دیو زاد سے رہوار — دیو پر ہے غرض کہ دیو سوار
داستانونکو دیکھکر یکدست — رستم داستانکی ہمت پست
زیر آہن تہا اسطرح وہ جوان — سنگ مین جسطرح ہے آگ نہان
دوش پر با ہزار شوکت و شان — ایک دس ٹانک کے کمان کلان
تھی حمایل کمر مین برق سی تیغ — کچھ نہ تہا سر بری مین جسکو دریغ
سر نیزہ پہ یون عیان تھے سنان — جسطرح افعی پہ سکے زبان
کہین ٹہرے تہی گرد مہر فشان — تازیانونسے پشت تہی زرگام

صفت چشم نرگس بیمار · خواب سی چشم ہوگئی بیدار
دیکھا حضرت نے اوس پری کا جمال · رشک بدر تمام مہر مثال

تھی حسن و جمال و قد رسا · کہا شیر خدا نے صل علی
دیکھا اوس آفتاب محشر کو · شاہ دین نے جھکا لیا سر کو

رکھ کے ایک ہاتھ کو کمر پہ وہ آہ · دوسرا ہاتھ اوٹھا کی جانب شاہ
لگی کہنے کہ ای فرشتہ خصال · مجھے اپنا سنا مفصل حال

کون ہو تم کہانسے آئی ہو · کیا کوئی احتیاج لائی ہو
بس یہ لطف کلام سن اوسکا · آپنے بھی یہ مسکرا کے کہا

جسنے رتبہ دیا یہ آج مجھے · بس اوس سے ہے احتیاج مجھے
ہی میری سرگذشت کا یہ حال · ہون مین سوداگر پریشان حال

گم ہوئی ہی میری متاع کثیر · متلاشی ہون اوسکا مین دلگیر
کہین اوسکا اگر سراغ ملے · غمسے دلکو میرے فراغ ملے

پھر علی نی یہ اوس سے کی گفتار · اپنا نام و نسب تو کر اظہار
اوس پری نے کہا کہ میرا پدر · ہی جہان مین ملک ابن عمر

ہی ہوا دشت کی جو خوش آئے · سو یہان بود و باش ٹھہرائے
خیمہ و بارگہ از آن من است · منزل و مسکن و مکان منست

کہا حضرت نی ای صنوبر قد · کتخدا تو نہین ہوئے شاید
ہنسکے بولی وہ انجمن افروز · درج عفت ہی سربمہر ہنوز

مہر میرا ہے بسکہ سنگین تر · اوس سے عہدہ برا نہین ہے بشر
بادشاہون نے خواستگاری کے · نہ کیئے خوشی ہماری کے

کہا حضرت نے مہر کر اظہار · بولی وہ فرق حیدر کرار
درمیان مدینہ رہتا ہے · فرد جرأت مین زوج زہرا ہے

جو میرے پاس اوسکا سر لاوے · وہی میرے وصال کو پاوے
پھر وہ افزون ہے جان و دلسے نیز · مین ہونگی ہمیشہ اوسکی کنیز

ابن ہشام مثل شیر و پلنگ · یہانسے راہی ہوا ہے از پی جنگ
علقمہ دوسرا امیر اشیدا · نہین اوسکا بھی کچھ نشان پیدا

اسد اللہ نے جب سنا یہ سخن · کہا ہنسکر کہ رشک سرو چمن
دشمنی کیا تجھی علی سی ہے · کیا عداوت تجھی ولی سی ہے

تب لگی کہنے یون وہ حور نژاد · نہین دشمن کوئی علی سی زیاد
کہہ کے یہ اشک متصل آئے · اشک کے ساتھ لخت دل آئے

آہ پردرد کھینچ سینہ سے · بولی معمور ہوکے کینہ سے
کیا کہون مین کیا ہی جو کہ سلوک · مرتضی نی میان جنگ تبوک

پدر و عم و خال خویش و تبار · جلگئی سب پہ ایک ہی تلوار
جان لین سبکی وہان ہلاک ہوئے · مین یہان غم سے سینہ چاک ہوئے

ہوا اوسی کے غم مین یہ دل صد چاک · ہی سیہ خیمہ اور سیہ پوشاک
جو کہ شیر خدا کو مارے گا · وہ یہ رخت سیہ اوتاریگا

تمام گردیدن غبار بیشمار از صفحہ بیابان و چاک شدن دامن آن بیجبان و پیدا شدن آہو و معاملہ بہ حاجبان

یہ سخن ہو رہی تھے بادا سرد · جو اوٹھے سامنی سے دشت مین گرد
لطمہ موج ہوا نے جو مارا · دامن گرد ہوگیا پارہ

ذرہ خاک اوڑ گئی ساری · ایک آہو عیان ہوا باری
وہ پری وش تھا اور فرشتہ دم · رم معشوق سی زیادہ رم

شوخ مانند گلرخان جہان · برق تیز یا صبا جولان
متصل آگیا جو وہ حیوان · لیا شیر الہ نے پہچان

یعنی یہ ہی وہی نکو منظر · جسکے پیچھی روان ہوئی قنبر
آیا جسدم وہ اوس جگہ کے پاس · دوڑی بی اختیار وہ بدحواس

جسکو ہوا اوسکو کچھ نہین مشکل / دیکھنے والے کو ہو درد دل
دست رس ہو نہ وہان تو کیا کیجے / ہاتھ سے ہاتھ کو ملا دیجے
لیکے سینہ سی تا بہ حلقۂ ناف / ہی عجب لوح صندلین شفاف
وہان سنا اوس چہ ذقن کا حال / حلقۂ ناف کا سنو تو مآل
ہی نشان خیال بوس چاہ / ناف چاہ ذقن کا عکس ہے آہ
صفت زیر ناف کی جو ہوس / کی تو بولی حیا اری بس بس
ہے مذاق سخن جنھین معلوم / لطف اسکا کرین ہے مفہوم
یعنی بالای لوح نقرہ خام / متصل دو بلال ہین ارقام
در مقصود یار سفتہ نہین / غنچۂ آرزو شگفتہ نہین
ہی مگر غنچۂ ریاض صنم / صاف جو پای قطرۂ شبنم
اور سرین دونون ہین نہایت گول / نقد جان جنکا ایک ادنا مول
ران نے حسن کیا نکالا ہے / حق نے سانچے مین اوسکو ڈھالا ہے
آئینہ کو نہین وہ لیتی ہے / رانین منھ کو دیکھ لیتی ہے
اوسکے زانو کی کیا کرین تعریف / ہین اسی غم سے عاشقانکی نحیف
اوسکی زانو پہ سر دہرین کیونکر / سر تو دیتے ہین پر مرین کیونکر
ساق کی کیا صفا کرین اظہار / گویا موتی ہے ایک صراحی دار
پاؤنکی کف صفا گوہر پاوی / نقش قالین ہے جب نظر آوے
ہوا رنگ حنا سی ہے یہ ثبوت / ناخن سرخ پارۂ یاقوت
ہے جو چودہ برس کا سن و سال / جون مہ چاردہ عروج کمال
راستی مین الف ہی قد اوسکا / ہی مکان رمیان جان اوسکا
جسم مین ہی بگر سیہ پوشاک / ہی عزادار اور بہت غمناک
صاف رخت سیاہ سی پیدا / ہی سیہ پوش کعبۂ دلہا
نکلے خیمہ سے جب وہ رشک پری / لگی کرنے خرام کبک دری
محو گلگشت وہ سہی بالا / پھرتی تہی باغ مین بسبب ہوا
اوس روش آئی جب وہ غیرت گل / سامنے سے نظر پڑا دلدل
دیکھ دلدل کو وہ ہوئی حیران / جانور ہے یہ خصلت انسان
خوب دلدل کا دیکھکر وہ حال / لگی کرنے وہ اپنی دلمین خیال
میرے شوہر کے بخت ہون بیدار / جو لگے ہاتھ اوسکے یہ رہوار
ہے یہ گھوڑا ضرور اے دل شاد / اشتر دیو زاد کے اولاد
مین کمر کسکے آج لڑتی ہون / جسطرح ہوا سی پکڑتی ہون
باندہ اپنے دوپٹہ کی گاتے / ہر طرف دیکھ دیکھ گھبراتے
آئی نزدیک وہ بت بیباک / پھر ہوئی خوب چست اور چالاک
چاہتی تہی عنان پہ ہاتھ پڑے / گئے دلدل نے دونون کان کہڑے
دم علم کرکے اور سر کو اوٹھا / حملہ ور شیر کی طرح جیسے ہوا
دلدل شاہ کا یہ دیکھکے حال / بس رمیدہ ہوئی وہ رشک غزال
ہوا دلدل روانہ آقا پاس / یہ لگی دیکھنے بحسرت و یاس
ہوا گھوڑا وہان پہونچکے کھڑا / دلمین وسواس اوس صنم کے پڑا
وہ پری سخت بد دماغ ہوئی / شاہ کی طالب سراغ ہوئی
آئی نزدیک درخت باصد ناز / جہان سوتا تہا صاحب اعجاز
ہو گئی شکل دیکھ نورانی / مثل آئینہ صرف حیرانی
یا تو گم کرتی تہی صید سو دلدار / یا ہوئی مثل تیر خوردہ شکار
محو یا اوسکے تھے جوان دلیر / یا ہوئی آپ صورت تصویر
رتبہ حسن دیکھ دیکھ بلند / دلمین اپنی کیا بہت سا پسند
لگے کہنے اگر نصیب ہو یار / ایسا شوہر کہان مجھے درکار
شرف اندوز ہون جو یکبار / جان و دل سے کرون پرستارے
یہ نہ معلوم اوسکو تھا اصلا / کہ یہ حیدر ہے شوہر زہرا
غیر عورت ہی مرتضے پہ حرام / جیتی جی بنت مصطفے کی مدام
دل مین یہ سوچ سوچکر گفتار / گئی خیمہ مین اپنی با دل زار
لائی ایک شیشۂ گلاب اوٹھا / اوسے رخسار شاہ پر چھڑکا
ہوا عارض کا اور حسن فزود / جیسے شبنم سے برگ گل آلود

کہون چین جبین پہ کر کے نگاہ
اسپہ ابرو کمان مژہ ہی خدنگ
آئی جب ابرو پہ زلفکی بال
لف ہوتی ہی جبکہ عرق آلود
ہین جو بوندین عرق کی زلفونپر
سو یہ گیسو شکن کہاتی ہین
ہان گئی منہ پر اوسکی پہڑک
سکہ نون اوسکی ابروی خم ہے
گل ہی گل آنکھ ہے اگر نرگس
ایسے صیاد جب ہون وہ پلکین
دم خندان جو آشکار ہوئے
اون بہونکی اگر ثنا کہیے
وسکی سیب ذقن کا وصف ہو گیا
اس نزاکت کو دیکھو تو ذرا
غبغب یار سیب باغ بہشت
وہ گلو گردن صراحی نو
کیا بر دوش اور پشت صنم
کہتے ہین جعد کو یہ طبع بلند
ہی حنا خون عاشقان جہان
کھینچون وزد حنا کی کیا تصویر
سینہ پر دو ترنج پستان ہین
یا یہ دو ہین بچشم طبع رسا
یا یہ دو ہین متاع حسن کے گنج
حسن سمٹا ہی آنکہ تن کا
دو یہ دنبل جو یہان ہوئی ہین بلند

آئینہ موج زن بہ پیش نگاہ
چشم میگون غزال دشت فرنگ
چھپ گیا بس نمیر ابر ہلال
اوس سے آتی ہی بوئی عنبر و عود
اونمین آب حیات کا ہی اثر
آگ سی بال پیچ کہاتی ہین
دل گیا صاف عاشقونکا بہڑک
فی الحقیقت کہ جان عالم ہے
اسطرف گل ہی اور اودہر نرگس
پھر بچے کسطرح سے صید حزین
موتی اون دانتو پر نثار ہوئے
برگ گل نازکی ہین کیا کہیے
ید قدرت کا ہی ترنج طلا
کہ تصور کیا تھا بوسہ کا
جیسے پایا گیا سراغ بہشت
جس صراحی کی می دل مخمور
حسن کے پشت جیسی ہی محکم
کیا لگاتا ہے دزد حسن کمند
پنجہ ہے رشک پنجۂ مرجان
سرخ صفحہ پہ نقطۂ تحریر
یا یہ دو سیب باغ رضوان مین
خیمہ سلطان حسن کے برپا
یا یہ دو ہین طلسم کے نارنج
سو ہوا ہی اوبھار جوبن کا
زرد سی ہر انھین نہین ہے گزند

ہو کے حیران کہین یہ مرد و زن
پیش چشم بتان حور لقا
اس پہ ٹپکے وہ عارض پر نور
عرق مار زہر ہے بر حق
ہوئی زلف اوسکی کیون نہو خمدار
عضو مین سر کشیدہ ہی یہی
جیم ہی زلف اوس پہ کی ٹہیک
ابروی کج ہی ایک شاخ نہال
دام ہے زلف دانہ خال آمیز
لب و دندان سے اوسکی لعل و گوہر
اوس لب لعل کا کرین جو خیال
گل وہان رنگ کب پکڑتے ہین
آب چاہ ذقن عمیق ہوا
وہ نشان ہے ہنوز زیر دہن
صبح صادق بیاض گردن ہے
کون اوس ہاتھ کی مقابل ہو
پیٹہ پر یون پڑی ہی جعد رسا
کہان ساعد کو پونہچے ساعد حور
سب کے یکدست دم نکلتے ہین
کیا بیان ہو صفای سینہ
یا وہ ہین دو انار باغ بہشت
دو یہ دریای حسن کے ہین حباب
سینہ پر ٹہیرو باد حسن ہین یہ
دن بدن اونکا دیکھو دیکھو ابھار
دل یہ کرتا ہی لطف کی تقریر

لوح سیمین مین ہو گئے ہین شکن
ہے تماشہ شکار آہو کا
عارضی مین بتای عارض حور
اوس سے جان بر کوئی نہو مطلق
ہی یہ معشوق آتشین رخسار
جسنے اسکو سکہائی خود بینی
اور الف ہی وہ بینی باریک
ہے ہر ایک شاخ مین طرفہ کمال
اوسپہ ابرو کمان ہی مژگان تیز
ہین چھپی کان بحر مین جا کر
ہو زبان شاعرونکی منہ مین لال
بات مین منہ سی پہول جھڑتے ہین
دل یوسف جہان غریق ہوا
جسکو کہتے ہین خلق چاہ ذقن
اختر صبح خال روشن ہے
ایسے گردن مین جو حمایل ہو
عنبرین مار ہے یہ لوح طلا
ہی کلائی کہ دستۂ بلور
ہاتھ کو دیکھ ہاتھ ملتے ہین
ہی شکم صاف مثل آئینہ
یا یہ معکوس ہین ایاغ بہشت
قمقمہ نور کے ہین دو نایاب
گوئی چوگان شاہ حسن ہین یہ
دل مین کہتے ہی دو پری رخسار
یہان عجیب و غریب ہی تاثیر

بند خیمہ کا در بہ پیش نگاہ / کوئی اس راز سے نہ تھا آگاہ
اوسکے پہلو مین ایک حوض لطیف / وہان گئی سید وضیع و شریف
مژدہ ای مردگان تفتہ جگر / حوض پر آئی ساقی کوثر
ہو گئے موج نور موجہ آب / جیسے پانی پہ پرتو مہتاب
چھوڑ کر گھوڑیکو برائے چرا / نخل کے نیچے آئی شیر خدا
بسکہ جاگی تھی شاہ ساری رات / پھر شغل عبادت و طاعات
جب کیا باد صبح دم نے گذار / آنکھ حضرت کی لگ گئی یکبار
دیکھ سامان خواب شاہ زمن / ہوا وہ نخل سبز سایہ فگن
ہان مگر سوی یون شہ ابرار / چشم در عین خواب دل بیدار
ایک نظر اوسکے سوی سبزہ و گل / ایک نگہ سوی صاحب دلدل

در خیمہ کے سامنے ہے مگر / تھا عجب ایک سایہ دار شجر
لب پہ ہر ایک یہ سخن لایا / خضر آب حیات پر آیا
جلوہ گر ہو گیا جو عکس امام / حلبی آئینہ تھا حوض تمام
اوتری گھوڑیسے وہ سپہر جناب / ہوئی بی نور دیدہ ہای کتاب
شاخ شاخ اور برگ برگ شجر / نخل طوبیٰ سے ہو گیا ہمسر
پشت بر نخل ہوکے جا بیٹھے / اپنی زانو پہ سر جھکا بیٹھے
ہو گیا سب مین سربلند درخت / سوئے حیدر تو اوسکی جاگی بخت
جیسے اولاد خاص کے سر پر / سایہ افگن ہو دامن مادر
تھا چراگاہ مین یہ اسپ کلحال / جسطرح وحشی رمیدہ غزال
آگی اب دیکھ ہان دل ماہر / پردۂ غیب سی ہو گیا ظاہر

داستان عجایب روزگار از خیمہ بیرون آمدن دختر ماہ رخسار و دیدن دیدار امام اخیار و بیدار کردیدن حیدر کرار و بایکدگر شدن ہنگامہ گفتار و بیان سراپای ان جویبار گلستان خوبی و چشمہ لطافت حسن آن یوسف کنعان محبوبے

ساقیا دی اگر وہ بادہ ہو / جسسے عرفان میرا تازہ ہو
عارض باصفائی حسن ازل / پردہ غیب سی جو آئی نکل
ایک صراحی سی کچھ نہووی گا / دی کوئی خم کا خم تو منہ سی لگا
ساغر خوش گوار دی مجکو / ہی رشک بہار دی مجکو
کر نشہ مین مجھے سراپا چور / کہ سراپائی تو کرون مسطور
تھی وہ ایک خیمہ سیاہ مین نہان / جیسے ظلمت مین چشمہ حیوان
اوسکا نظارہ رخ زیبا / برق جانسوز خرمن دلہا
ہی گرہ ہا گروہ لشکر حسن / کیون نہو حکمران کشور حسن
مانگ ہی یا اوسکی جادۂ ظلمات / پیش روی دہن ہی آب حیات
کہتی ہے چاند سے وہ پیشانی / ہی بلا عاشقونکو پیش آنی

جبکہ آنکھونمین مے وہ نشا چہا دے / شاہد معنوی نظر آوے
گو کہ مین ہو رہا ہون مست الست / پر نشان چاہتا ہون بالا دست
مے حب الہ پر غش ہون / مین سبو کش نہین ہون خم کش ہون
نشہ ہے مجکو حب مولا کا / ہو مین خواہان مے تولا کا
در خیمہ ہو گیا ناگاہ / نکلی ایک دختر لمع بصورت ماہ
دختر نیک اختر خوبے / آفتاب سپہر محبوبے
سامنے اوس پری کی مثل غلام / سرو ایک پانو سے کھڑا ہی مدام
ہی یہ میوی سیاہ عطر آلود / گرد سر آہ عاشقانکا دود
یا شب عاشقانکا خاکستر / ہی ادہر نصف اودہر نصف دگر
جفت ابرو کی ہین جو یہ مین طاق / قبلہ جان عاشقان مشتاق

ہو گیا سطر موج مین ترقیم
ہون بہ از سلسبیل اور تسنیم

گہ کئے گرد سفر سے شست و شو
کیا اوس نہر سے غرض کہ وضو

آئی سجادہ پر بشوق سجود
ہوئے آمادہ قیام و قعود

جب ہوا وہ جناب محو نماز
اوٹھ گئے سامنی سے پردۂ راز

درمیان سجود تھا پیدا
ذکر سبحان ربی الاعلےٰ

بعد ازین جب ہوا دعا کا خیال
کیا مقبولیت نی استقبال

آئی تسبیح کی زہے اعجاز
ہم نبات و جماد سے آواز

رہے اوس شغل مین جناب امیر
محو تقدیس ہائل تہلیل

طالب خواب ایک ذرا ہو گئے
استراحت سی آشنا ہو گئے

گئی طاعت مین جبکہ چار پہر
ہوئی مشرق سے تب نمود سحر

طلوع سحر از سپہر خضر و مشغول گردیدن حیدر بطاعت داور

چادر نور اوڑھ کر بصفا
پیر زال سحر ہوئی پیدا

دیکھکر جانماز سبز سپہر
لا رکھی آگی سجدہ گاہ مہر

ہوئی طاعت سی انفراغ جو یہین
تھام تسبیح خوشۂ پروین

ہوئی مشغول ذکر ایزد پاک
کی یوہین طی مسافت افلاک

کی نماز سحر علی نے تمام
چہ قنوت و تشہد اور سلام

مہر طالع ہوا جو گردون پر
تب اوٹھے جانماز سی حیدر

دہیان قنبر کا آگیا اوسدم
باندھ لی شاہ نے کمر محکم

خاصہ دودمان عبد مناف
کر حمایل حسام کوہ شگاف

اپنی دلدل پہ جا سوار ہوئے
ملک و انس و جن نثار ہوئے

دل آگاہ نے دی علی کو خبر
یہانسے آگی نہین گیا قنبر

بس یہی سوچ سوچکر اوس آن
نکلا وہانسے کوچ کا سامان

بس اوسی سبزہ زار کی اندر
چلا وہ اسپ چون نسیم سحر

سبزہ و گل پہ پاؤن دہرتا تھا
نہ اوسے پایمال کرتا تھا

صبح کا وقت اور چمن کی فضا
وہ نسیم سحر وہ لطف ہوا

سبزہ و گل پہ تہی جو اوس پڑی
ہر طرف تہی وہ موتیونکی لڑی

وہ برودت ہوا کی وقت سحر
شبنم آلودہ تھی تمام شجر

سنکے مرغان صبح کے آواز
دلکو ہوتا تھا ایک سوز و گداز

جب گلونکی شمیم آتی تھے
روح اوسکا مزہ اوٹھاتی تھے

تہی بجای ہوا بھری خوشبو
عطر دان تھے حباب سے لب جو

مرکب شاہ سند اعجاز
محو گلگشت اور سراپا ناز

راہ تھوڑی سی طی ہوئی جس آن
ایک خیمہ نظر پڑا ذیشان

خیمۂ اطلس سیہ برپا
آسمان دہم کہون تو بجا

تہا بہ وسعت دل سخی سے دو چند
صفت ہمت بلند بلند

حال رفعت مین ہے یہ بس اوسکا
ناف گردون مین ہے کلس اوسکا

اوسکے قبہ کو ہر کوئی کہتا
شب یلدا مین شمس ہے پیدا

اوس پہ ہی کب کسی نظر کو تاب
صورت آفتاب عالمتاب

گرد اوس خیمۂ سیاہ کی تمام
دوڑیان تھی کلابتونکی تمام

چمک اون ڈوریونکی تہی اسطرح
برق ابر سیاہ مین جسطرح

خالق نور نے کیا ہی نور
زینت دامن شب دیجور

موتی جہالر مین اوسکی سارے تہے
شب تاریک مین ستاری

اوسکی وسعت تہی صورت مہتاب
شرق سے تا بہ غرب اوسکی طناب

یون تو تھے باغ مین ہزار چمن
گرد اوس بارگہ کے چار چمن

تھا در خیمہ جسطرح کا وسیع
آگی ویسا ہی ایک صحن رفیع

وہان گرد و غبار نا ممکن
صاف تہا صورت دل مومن

آئی خیمہ کے در پہ شیر خدا
کوئی دربان نہ وہان نظر آیا

گرد خیمہ نہ تہا کوئی انسان
باغ مین ہر طرف تہا ہو کا مکان

باغ مین آمد بہار ہے آج
چشم نرگس کو انتظار ہے آج
پا بہ زنجیر موج آب سی کیون
باغ مین سرو جو بہار ہی آج
آئیگا کیا کوئی صنوبر قد
قمریون کا مگر شکار ہے آج
نکہت گل ہوئی ہی مژدہ رسان
باد کی گھوڑی پر سوار ہے آج
وصف کہ کا کیا تھا بلبل نے
گل جو اوسکے گلی کا ہار ہے آج
مینے پوچھا صبا سی باغ مین کیون
ابر نیسان گوہر نثار ہے آج
کہا باد صبا نے ای نادان
سینۂ دشمنان فگار ہے آج
شاہ دلدل سوار آتا ہے
تا فلک نور کا غبار ہے آج
کہا مینے کہ یہ سخن ہی ترا
مژدۂ جان بیقرار ہے آج
جزا مرحبا جزاک اللہ
عزت و عیش ہمکنار ہی آج
فرد شوق جمال یار کے ہاتھ
دامن و جیب تار تار ہی آج
آئی آے ضمیر مطلب پر
یہان منظور اختصار ہی آج
دن تو کل دو گھڑی رہا ہوگا
کہ ہوا وہان نزول مولا کا
لطف سی ہر طرف وہ دشت بہار
اور ڈھلتے ہوئی وہ دہوپ فرار
دیکھ شوق ورود حیدر کا
ہر طرف سی یہ آرہی تھی صدا
چھپ گیا مہر ہے شفق باقی
آپ آجا کہ ہی رمق باقی
چار سو وقت وہ سہانا تھا
مرغ جویای آشیانہ تھا
آسمان پر تو تھا طلوع شفق
اور زمین کا اودھر وہ سبز ورق
اوسکی سرخی تو اسمین پیدا ہے
اسکی سبزی یہان ہویدا ہے
تھی زمین شایق سپہر برین
اور ادہر تھا سپہر محو زمین
ایک تھا دوسرے کا جو طالب
ہوا لطف زمین غرض غالب
گئی یہانتک فلک نے نظارے
کہ وہین شام ہو گئی بارے
ہوئی تاریکی یک بیک اوٹھا
ہمہ تن چشم ہو گیا یکبار
گل گلزار دینکو وہان وسدم
نظر آیا جو گلشن خرم
اسطرح جو دلدل امام چلا
جسطرح باغ مین خرام چلا
سبزۂ گل کو دیکھتے سرو بہ
آئی اوس نہر کے کنارے پر
سایہ دار ایک درخت کری نگاہ
اوترے گھوڑے سے شاہ عالیجاہ
دیکھکر ایک شاخ نخل بفور
باگ دلدل کی باندھدی اوسمے
کھول حضرت نے پھر کمر سے ردا
اوسکا زیر درخت فرش کیا
دین دنیا کا بادشاہ ہی جو
اوسکا سامان سلطنت دیکھو
اسطرح سے جو کی ہی عمر بسر
تب ہوئی ہین وہ مالک محشر
سب اونھین اختیار دینا تھا
کیا مگر صبر اختیار کیا

آمدن شام دران مقام و قیام نمودن امام و مشغول گردیدن بعبادت ملک العلام

شام تیرہ ہوئی جو مشک فشان
نور ظلمت مین ہو گیا پنہان
بیضۂ نیلگون سے پس ناگاہ
ہوا پیدا عجب غراب سیاہ
مرغ زرین ہوا بچرخ برین
سمت مغرب کو آشیانہ گزین
پھر اوسی زاغ نے دیا فی الحال
بیضہ اوس بیضہ غرا مین ڈال
ایک بیضہ سی دیکھو تو آمنہ
ہوئی پیدا ہزار بیضہ زر
تب سہ برج حشمت و اجلال
اوس مکان سے اوٹھا باستعجال
باندھے احکام فرض حق پہ نگاہ
ہوے مستغرق حضور الہ
جب رجوع نماز ہوتی تھے
خوف سی وہ جناب روتی تھے
رعشہ اعضاے پاک پر آتا
رنگ چہرہ سی صاف اوڑ جاتا
پوچھتا تھا جو کوئی اسکا سبب
تو یہ کہتا تہا وہ امیر عرب
طاعت کردگار جل علا
دیکھون ہوتی ہی کسطرح سی ادا
خوف سی کیون نہ روح ہو تحلیل
جب کرون قرب بادشاہ جلیل
آیا القصہ وہ محیط کمال
پاس اوس نہر کے باستعجال
ہاتھ شیر خدا نے جب ڈالا
کہ تبہ اوس نہر کا ہوا بالا

شاخ پر اسطرح گلونکی بہار
جیسے دست حنائی دلدار
بوی خوش گلسے ہے رہی ہی بسعود
جیسے آتش سی ہی نمایان دود

نہین کوئی درخت طالب آب
صورت نخل شمع خود سیراب
پنکہڑی پہولونکی گر گری یکبار
نہ صبانے کیا گلے کے ہار

ابر کو دن مین ایکبار آنا
پس ادھر سے اودھر برس جانا
مثل شاہان بصد ہزار جلوہ
باغکے انجمن مین تاج خروس

کیون نہ ہر شاخ گل سی جا بجا کے
عشق پیچے کی طرح دل لپٹے
عکس گل نے جو کی ہی جلوہ گری
ابر ہے مثل کاغذ ابری

یہ جتو خیز ہے گل و گلذار
ہے رگ گل کو فکر نشتر خار
داغ لالہ مین بسکہ پیدا ہے
حسن عشق اور بھی ہویدا ہے

نرگس پیروان بضعف کمال
ہی کہڑی ہاتھ مین عصا کو سنبھال
دیکھتے حسن باغ کا عالم
رکھ کے آنکھونپہ عینک شبنم

ہر طرف ایک چشم سے نگران
محو نیرنگ بوستان جنان
ایکطرف کو وہ لطف ریحان
سبزۂ خط یار سے بہتر

کہین گلشن مین نخل داؤدی
کہین بلبل کے لحن داؤدی
کیا گل جعفری کا کیجے بیان
ہی لٹاتا چمن مین اشرفیان

کیا بیان ہو لطافت زرد ورد
گل خالص کا جیسے رنگ ہے زرد
کہین گیندے نی جوش ہی مارا
زعفران زار ہی چمن سارا

ایکطرف رونق گل نسرین
غیرت عارض بتان چین
ایکطرف یاسمین ہے سیمین فام
گل مہدی ہے اوس چمن مین تمام

ایکطرف ہی گلابکی بو باس
ایکطرف سوسن کبود لباس
جمع یکجا شگوفہ رنگین
حیرت افزای خوشۂ پروین

غنچہ گہر ہے صراحی گلفام
تو ہر ایک گل ہوا ہی صورت جام
مے شبنم کو کر کے نوشانوش
سب جوانان باغ ہین مدہوش

پہرتی ہے بہر جستجوی نسیم
لئے کاندہے اپنی بار شمیم
باغ کا دربان دیدہ وا
محو نظارۂ گل رعنا

گل ہین جتنی جہانکے اندر
ہین سب اوس بوستانکی اندر
ایکطرف حوض ہے باب و تاب
دیدۂ عاشقانکی طرح پر آب

نہین فوارہ یہان اوچہلتا ہے
حوض کا حوصلہ نکلتا ہے
اوس گلستانکی دیکھ دیکھ فضا
نہین فوارہ ہی یہ دست دعا

ابر سے آب نیچے آتا ہے
اب یہ آسمان کو جاتا ہے
رخ گل پر یہ اشک افشانی
در شبنم کیطرح غلطانی

جب لپٹ بوی گل کی اجاتی
ہدیہ بہر مشام جان لاتے
ایکطرف کو صنوبر طناز
سر بسر جلوہ و سراپا ناز

آب جوی روانسے ہی اظہار
معنی انہ تحتہا الانہار
چند برگ خزان رسیدہ اگر
جمع ہو جاتی باغ کے اندر

وہین فراش باد تند آتا
سب چمن سے اوڑا کی لیجاتا
سنبل اسطرح گرد عارض گل
جیسے رخسار یار پر کاکل

پیش رو بلبلونکے گل کا ورق
ہی گلستا بوستان کا سبق
ہمصفیران مین زمزمہ کا خروش
جسکے سنی کو گل سراپا گوش

سرو کے نیچے کر کے جلوہ گری
قہقہہ مارتی ہے کبک دری
اور ہر ایک شاخ پر بصوت حزین
مرغ تسبیح خوان چمن بچمن

نہر کے پاس پاس بوتیمار
کہین طاؤس ہین قطار قطار
ایکطرف طوطی شکر خا ہے
واہ کس کس مزہ سی گویا ہے

قمریان محو یاد حق ہر سو
کہین حق سترہ کہین کوکو
رخت خاکستری گلے مین طوق
دل و منقار صرف نالہ شوق

عندلیبونکا شاخ گل پہ ہجوم
اس غزل کی پڑہے ہوی تہی دہوم

غزل از زبان فصاحت بیان عندلیب خوش الحان آن بوستان

بر بر دبستان پھر آتا ہون ۔ سانحہ ایک نیا سناتا ہون
دست تھا صفحہ زمرد گون ۔ صاف مثل بطون صاف درون
ہو گیا عکس سے اوسی کے تمام ۔ شیشۂ آسمان زمرد فام
تھا عیان اوس نواحکے مابین ۔ اثر ارض مجمع البحرین
پس نظر کرتی تھے جہانتک کام ۔ مخمل سبز ہے بچھا تھا تمام
یہ ہوائی خوش اوسی آتی تھے ۔ روح پژمردہ فرح پاتی تھے
دل شبنم یہ چاہتا تھا وہان ۔ ہون اسی سبزہ زار مین غلطان
دلکو تھی وہ ہوای سرد پسند ۔ آنکھ بے اختیار ہوتی بند
سوختہ ہو سموم کا انسان ۔ آن پونہچے اگر وہان ایک آن
دانت سے دانت یہ بجی یکبار ۔ سب کہین جاڑیکا چڑہا ہی بخار
تھی اوسی سبزہ زار کے اندر ۔ ایک نہر روان ادہر سے اودھر
یا وہی خط کہکشان سما ۔ لاجوردی سپہر پر پیدا
اوس گلستان روح افزا کا ۔ باغبان ازل چمن پیرا
ثمر و برگ سے کوئی ڈالے ۔ مثل دست سخی نہ تھی خالی
ظاہر ارکہدیا تھا باغ کا اسم ۔ تھا وہ باطن مین باغ باغ طلسم
میوی حد شمار سے افزود ۔ فصل بی فصل کے سبھی موجود
پر ثمر ایک سو درخت ہی ہی ۔ تھی جسی نخل سیب سے بھی بہی
شاخ پر یون ترنج جلوہ نما ۔ دست سلطانمین جون ترنج طلا
تھا نہ بوئی بہا گنی کا خوف ٹرا ۔ در کو کولہ لگا ہوا تھا کھڑا
نخل سب بار دار جہومتی تھے ۔ پھل وہانکی زمین کو چومتی تھے
زیر دیوار باغ کیلے تھے ۔ سب درختونمین پر اکیلے تھے
بی ثمر تھا بگوشۂ گلزار ۔ سب درختونمین ایک درخت چنار
تھے بہی کردی باو یکبار ۔ یا الٰہی برائے فصل بہار
خوشہ جہوکی ہوا سی لیتے تھے ۔ میکشون کو نوید دیتی تھے
سرو آراستہ ہی وش ہدو شہر ۔ شکل مینائی سر بسر مدہوش

ہوئے جب قطع وادی پرخار ۔ پونہچے ایک سبزہ زار مین اکبار
تھی اوسی سبزہ زار سی اظہار ۔ سبزۂ خط گلرخانکی بہار
ایسا تھا سبزہ دل فریبندہ ۔ مردہ ہوا وس زمین پر زندہ
خضر موسی جہان ہوئے دوچار ۔ ماہئ مردہ ہو گئے جاندار
سوئے اوس سبزہ پر اگر بیمار ۔ تندرستی کے ساتھ ہو بیدار
کف پا جسنے اوسجگہ دہر دی ۔ چڑھ گئی بس دماغ کو سردی
شبنم اوس سبزہ زار کے اندر ۔ جون زمرد کے کانمین گوہر
دوپہر ٹہیک ہوا گر شلا ۔ اور ہو موسم ہو موسم گرما
جب ذرا الک چلی وہانکی ہوا ۔ پھر نہ پوچھو فور سردی کا
ایکطرف کو وہ سبزۂ نوخیز ۔ ایکطرف کو نسیم عنبر ریز
یون نظر آتی تھی وہ ضرب مثل ۔ سبز کاغذ پہ نقرئی جدول
پس اوسی سبزہ زار مین ایکباغ ۔ باغ خلد بریں کا چشم چراغ
چمنونکی عجب روش تقسیم ۔ روکش صفحۂ ریاض نعیم
سبز و شاداب تھے زمین وہ تمام ۔ تھا نہ برگ خزان رسیدہ کا نام
تھی گلونسے زمین بوقلمون ۔ ایکطرف میوہ ہای گوناگون
سیب بے خسار مہوشان ہی سیب ۔ تھا نہ جنکو خزانسے کچھ آسیب
ایکطرف بار ور درخت انار ۔ رشک پستان حور جسکی بہار
گولے جو سرخ سرخ تھے سارے ۔ نخل پر تھے ہزار انگارے
ہین شجر دہر مین جو بار آمود ۔ تھی وہ لدس باغ مین سبھی موجود
میوہ ہر قسم قسم کے شیرین ۔ چشم فرہاد مین لب شیرین
لطف خالق کا دیکھ دیکھ فزود ۔ تھی ہر ایک شاخ نخل سر بسجود
سوا اوٹھا پنجہ وہ دست دعا ۔ باغبان ازل سے کہتا تھا
تاک انگور پر یہ طرفہ بہار ۔ جیسے خمیازہ کش کوئی میخوار
ہی کبری جو درالست کے جہاون ۔ ظل طوبی ہر ایک بچونکے ٹھاون
ایک مشتاق سیر باغ پر نے ۔ دیکھو تو ایک پانونسے ہی کہڑے

چلے ہفتاد بار حلقۂ دام — سنہوا و غزال وحشی رام
عقل اس معجزہ مین حیران ہے — ہی یہ جنات مین کہ شیطان ہے
زندہ ہاتھ آئیگا نہ یہ چالاک — کر دن اب اسکو زینت فتراک
دوش سے لی کمان چاچ ایکبار — اور رلا چلہ سے لب سوفار
سنہوا تھا ابھی وہ تیر روان — کہ صدا آئی شست سے ہان ہان
ہوا پنہان رواق چرخ کبود — چشم خورشید تھے غبار آلود
مرد کیا دیو کر گردن پہ سوار — غرق آہن مسلح و خونخوار
تھی یہ مرکب پہ اوس جو انکی شکوہ — جسطرح سے دھرا ہو کوہ پہ کوہ
تھا دھرا خود آہنی بر سر — اور تھے جوشن گران در بر
ہر گھڑی زیر لب یہی تھا کلام — ہاتھ کو او اجل گرفتہ تمام
قاصد و پیک ماست آہو نیست — آنچہ تو بردہ گمان او نیست
دیکھ کر اوسکی وہ شکوہ و شان — عقل قنبر کے ہو گئی حیران
وہ یہ بولا بتاؤن اپنا نام — مین ہون ہشام دوحۂ ہشام
نام شہر مدینہ سن سنکر — اوڑ گیا رنگ عارض قنبر
یون لگا کہنے وہ یل گمراہ — ہی وہ دشمن علی ولی اللہ
لگے کہنے کہ ای بریدہ زبان — تو کجا اور کہان شہ مردان
لگا کہنے وہ کافر دغلی — ہی مگر تو ز دوستان علی
کہکے یہ وار اوس لعین نے کیا — کیا سبکدستی سی رانی پہ لیا
بندھ گیا تھا یہ نیزہ کا ہالہ — جس طرح شعلہ ہای جوالہ
نیزہ آخر کو دونو ٹوٹ گئے — ڈانڈ ہاتھونسے چھوٹ چھوٹ گئے
گرز پر گرز یون گرا آکر — جسطرح دو پہاڑ مین ٹکر
چپکے شمشیر کے بھی وار چلے — تب تو گھوڑونسے اوتر [illegible]
دونو کے یہ عرق ہوی جارے — کہ زمین ہو گئی تھی گل ساری
پر کہان دیو اور کہان انسان — سنو نیرنگی فلک کا بیان
اور کیا سوی آسمان جو بلند — گینا ہوا وہ سیہ درون خورسند

تب تو قنبر نے اپنی دلمین کہا — یہ چھلاوہ ہی آہوی صحرا
اسکا ہاتھ آنا غیر ممکن ہے — دیو ہی یا پری ہی یا جن ہے
دلمین جب ٹھن گئی یہی تدبیر — اپنی ترکش سے تب نکالا تیر
گوش تک لے بنی کھینچ کر باری — چاہا ایک تیر بے خطا ماری
ناگہان دست راست سی یکبار — ہوا آتا آسمان بلند غبار
جب ہوا چاک چاک دامن گرد — گرد سے ہو گیا عیان ایک مرد
اسکے لب پر یہی سخن دیکھا — کوہ البرز گام زن دیکھا
نیزہ در دست گرز در قربوس — دوش پر حلقہ کمان ٹھوس
بکمر تیغ و ترکش پر تیر — سوی قنبر روان ہے تشنہ دلیر
اوسطرف تیر کو روانہ نکر — تن میرے پیک کا نشانہ نکر
اوسنے جب اسطرح سے نعرہ کیا — تب تو قنبر نے ہاتھ تھام لیا
اور کہا اوسنی تیرا نام ہی کیا — اب تجھی اس ہنر سے کام ہی کیا
میرا دشمن ہی ایک مدینہ مین — اوسکا کینہ ہی میرے سینہ مین
کہا قنبر نے ای وجیہہ جوان — نام دشمن بتا مجھے اس آن
نام آقا کا اپنی سن قنبر — ہوی حیرت مین آگی سن قنبر
منہ کو مشک و گلاب سے دہو کر — لیتے ہین نام نامی حیدر
ہان تجھے ہوشیار کرتا ہون — دیکھ نیزہ کا وار کرتا ہون
نیزہ اسطرح سے نکلتے تھے — آسمان پر ملک اچھلتی تھے
رہی تا دیر بس یہ رد و بدل — ہوی اسپ سوار دونو شل
طرح تیر افگنی کی جب ڈالی — دونو ترکش بھی ہو گئی خالی
عقل گویا ہوئی کہ وقت نبرد — کوٹتی ہین عجب یہ آہن مرد
ہوئی کشتی کی یکدگر تدبیر — ایک کا ایک تھا گریبان گیر
لڑی دونو جوان نہایت خوب — زانون تک گئی زمین مین ڈوب
اوسنے ناگہہ لیا زمین سی اوٹھا — بس کمربند تھام قنبر کا
لیک قنبر کو کیا گزند ہوا — سر بلند اور بھی بلند ہوا

لوگ ہاتھونپہ ہاتھ مارتے تھے / واہ واہ سب کے سب پکارتے تھے
لوگ جو جو تھے صاحب ادراک / جنکے تھے ذہن بہر چالاک
سب نے بایکدگر یہ کی گفتار / منکشف ہم پہ ہوگیا اسرار
ہی یہ آہو غزال خلد برین / اسکو لائی ہین جبرئیل امین
گھر بجاوی رسول خالی ہاتھ / ہاں ہو تو اسونکی واسطے سوغات
ہی حقیقت یہ تحفہ احسن / لائق بازی حسین و حسن
تب رسول خدا نی دی آواز / گاہی گروہ صحابۂ دمساز
کوئی اب اسکو دستگیر کرے / زندہ اس آہو کو اسیر کرے
دیکھ اوس آہو کی وہ جست و خیز / کی تعاقب نے اوسکے سب نے گریز
قنبر باوفا ہوا ایتسار / بولی حضرت کہ ہان بگیر و بیار
کیا قنبر نے اسپ کو جولان / سر بصحرا ہوا غزال روان
جب وہ محبوب چوکڑی بھرتا / رم معشوق کو خجل کرتا
وہان یہ تھا حال آہو و قنبر / اب سنو یہان نزول پیغمبر
ساتھ حضرت کے سی ہزار سوار / ہمہ قوم و مہاجر و انصار
نیزہ تھے سربلند چرخ تلک / گویا نیزونپہ دھر لیا تھا فلک
کرتے تھے نعرۂ یا لنسے ظہور / یعنی یوم ینفخ فی الصور
گرد و پیش نبی صفوف سپاہ / جسطرح بحر موج کے ہمراہ
قلب لشکر مین جو ایا رسول امین / بیٹھے خاتم پہ جسطرح سے نگین
اسد اللہ تھی بدست یمین / دست اقدس مین اونکے رایت دین
وہ علم جسکے نور سے روشن / بجہان نخل وادی ایمن
اور رسول خدا کے دست یسار / تھا ابو ذر لئے علم بوقار
علم بوذر و سے علی کیجا / نظر آتی تھی صورت جوزا
جسم بوذر مین ایک سفید قبا / سر پہ عمامہ اور کمر مین ردا
تھی یہ باطن مین جرأت بوذر / جیسے اخگر بزیر خاکستر
شہر رؤسا کی لکھون جو اسم تمام / ہو یہان مثنوی کو طول کلام
بس اسی شان سے رسول اللہ / ہوے داخل مدینہ مین ناگاہ
اہل یثرب تمام ہو خوشحال / ہوی تھے جمع بہر استقبال
سب سے رخصت غرض رسول ہوئے / داخل خانۂ بتول ہوئے
تھا یہ معمول خاص پیغمبر / جبکہ کرتے تھے آپ عزم سفر
اور جسدن سفر سے اتی تھے / پہلی بیٹی کے گھر مین جاتی تھے
سب سے ہوتے وداع جا جا کی / بعد آتے تھے گھر مین زہرا کی
بس یہین ختم یہ حکایت ہے / اب سنو دوسری روایت ہی

کمند انداختن قنبر برای آہوی عربده جوی و شکستن کمند مانند تار موسے و گرفتار شدن قنبر از آفت ناگہانی و نزول بلای آسمانی

یہان قنبر چلے کمند بدست / کرتے آہو کے ساتھ ساتھ ہی جست
پھر صید غزال رنگا رنگ / وہان سے جا نکلے وہ کئی فرسنگ
گو وہ آہو کہین ٹھہرتا تھا / انکا گھوڑا بھی کام کرتا تھا
جب کئی تازیانہ و مہمیز / برق سان ہوگیا وہ مرکب تیز
رہ گیا جب قریب ہو خورسند / ماری آہو پہ حلقہ ہای کمند
دیکھا آہو نی پھر کے رو بقفا / اپنی شاخونکو دی تکان ذرا
اتر گئے وہ حلقے کچے سوت کیطرح / اور گئے تار عنکبوت کیطرح
جا کی قنبر نے ایک جا بارے / تین حلقے کمند کے ماری
صاف باہر نکل گیا وہ شریر / جیسے انگشتر سے نکلے تیر
ایک جا پڑھ گیا جو پھر قابو / سات حلقونمین پھنس گیا آہو
ہاتھ جھٹکی کہ ہو گیا باہر / جیسے بازی کی وقت بازیگر
دیکھ انداز آہوی طناز / بھولا بازیگر چرخ شعبدہ باز

جمع سب مومنین ہوئے یکبار | تھی ہزاروں مہاجر و انصار | وہان مصلے پہ تھے جمع خارج و ہم | معترف عجز کا محافظ و نسم
پڑھکے دونو فریضونکو وہ شاہ | خیمہ گہ مین گئے بحشمت و جاہ | ہمہ گر جیتے رہو رسول خدا | حرف زن صبح تک ہی یکجا
| یکدگر ہوتی تھی یہی گفتار | کہ عیان صبح کے ہوے آثار |

طلوع سحر و سوار شدن جناب خیر البشر سوی مدینہ منورہ و آمدن آہوی رنگین منظر و رفتن قنبر غلام حیدر جہت گرفتن آن جانور

ساقیا دی مجھے مئی توفیق | رہے توفیق جو ہمیشہ رفیق | دلی دل میں ہے نشاط انشاط | سو بچھاتا ہوں میں بساط نشاط
ہوئی سلمان بزم عیش و طرب | جمع ہوں مطرب و مغنی سب | رقص کرکے ہوا انجمن آرا | ہمہ حوران جنت الماوا
لاکے عود و گلاب کو رضوان | مشک افشان ہو بہر مجلسیان | پھر چلے دور جام دست بدست | اہل محفل تمام ہوں سرمست
جب چڑھے نشہ نشاط سرور | ساغر دل خوشی سی ہو معمور | کوئی محو صدائی نوشانوش | کوئی مخمور اور کوئی مدہوش
کہین شیشہ پڑا ہوا ہی لنڈھا | کہین وازون پڑا ہوا کانسا | کوئی چلای ہان پلا ساقی | لب ساغر کا لب ملا ساقی
کوئی میکش ہے سرکشیدہ ردا | کوئی سرمست ہی دریدہ قبا | دست رندان بعیش ہیں تلے | ہین حمایل بگردن ساقی
پای خم پر دھرا ہی ایک کا سر | ایک کا لب ہی حور کے لب پر | ایک نے سر دیا سبو پہ ٹیک | شیشہ در دست جھومتا ہے ایک
جب یہ سامان درست کر دونمین | پای ساقی پہ سر کو دھر دونمین | جبکہ یہ حوصلہ ہوا مجکو | دل نادان نے دی صدا مجکو
جب تجھی عشق مرتضے ہووی | تیرا جنت میں داخلا ہووے | کیجیو اس بزم کا قرینا تو | اور شراب طہور پینا تو
کیا چھٹی ادہم قلم کے عنان | تھا کہان اور آرہا ہوں کہان | شیعیان معجزہ عجیب سنو | دوستان قصہ غریب سنو
عابد زندہ دار شب مہتاب | اس مصلای نیلگوں پہ شتاب | رشتہ کہکشانکو لی بصفا | دانہ اختران پرونے لگا
اوسکو تسبیح کی ہی اسلئی فکر | تا کرون اپنی کبریا کا ذکر | اوسطرف سی عیان ہوا خورشید | صبح کی لیکے جانماز سفید
طالب طاعت اللہ ہوا | یعنی خود شکل سجدہ گاہ ہوا | تب پیمبر نے با خواص و عام | کی نماز سحر غرض کہ تمام
یہ خوشی پھر علی العموم ہوئے | شہر کے داخلی کی دہوم ہوئی | ہوئی تیار سب صغیر و کبیر | انتظار رسول رب قدیر
اسمین ناقہ طلب ہوا یکبار | چاہتے تھی نبی کہ ہوں اسوار | سوی صحرا نظر گئی ناگاہ | بس نظر آئے قدرت اللہ
ایک آہو تمام نقش و نگار | ایک آہو تمام باغ و بہار | ایک آہو تمام قدرت حق | ایک آہو طلسم کھینچا ورق
ایک آہو تمام سحر و فسون | شاہد حسن صنعت بیچون | قابل مرغزار خلد برین | ہی خطا گر کہون میں آہوی چین
زندہ ایک بوستان نظر آیا | بلکہ باغ روان نظر آیا | سرخ و زرد و سفید و سبز و کبود | کونسا رنگ و ہان نہتا موجود
رم معشوق اوس سے عاری تھا | دلکی رمنی کا وہ شکاری تھا | دیکھ اوسی بول اوٹھی نبی خوش ہو | یا علی قدرت خدا دیکھو

تھا مین حجرہ سے صرف ناموس کنا
متلاشی ہوئی جو خلق خدا
جب مدینہ مین آئی پیغمبر
آپ جسد سے یا رسول اللہ
مجھے حیرت ہی یا شفیع الناس
دیکھ یہ معجزہ رسول خدا
ہوئی تھے جو جو قائل اسلام
کیا ایک خطبہ فصیح شروع
سب وضیع و شریف نیک صفات
چھوڑ اپنی طرف سی ایک امین
گرد پیش اوسکے سب ہوئی جمع
ہر کوئی محو لطف آب و گیاہ
ہوا جسدم نواح شہر اظہار
جب نبی خیمہ مین فرود آئی
بڑھ گئی ہین منازل ارقام
سنو ای سامعین علم آگاہ
جب رسول خدا امی وحی الاکرام
یہ خبر شہر مین ہوئی یکبار
شادمانی سے ہوگئے مالامال
بساکنان مدینہ سب ہمراہ
ہوئی بایکدگر باہم آغوشے
پھر تو جو جو مدینہ سے آیا
یہان علی نے بھی کر دیا اظہار
اپنے والو نے پایا اذن عموم
کچھ جو باقی تھا دن سو یون گذرا

کھل گئی آنکھ ہو گیا بیدار
نہ ملا پھر کہین علے کا پتا
سنی زہرا نے یہ تمام خبر
ہوئی راہی یہان سے لیکی سپاہ
گئی کسوقت یہان سے آپکی پاس
لگے کرنے سجود شکر ادا
جمع آکر ہوئے وہ لوگ تمام
جسمین تھے مندرج اصول و فروع
ہوئی پابند فکر صوم و صلواۃ
سوی یثرب روان ہو شہ دین
جیسے پروانہ گرد عارض شمع
قطع کرنے لگے منازل راہ
بارگاہ نبی ہوئے تیار
جبرئیل اونپہ لے ورود آئی

تبسم ہوئے رسول زمان
مرتبہ کیا علی کو حق نے دیا
فاطمہ نے کہا یہ سن حالات
نہین مجھسی جدا ہوی ایک آن
اس ولایت کا وہ کرے انکار
الغرض بعد فتح ہو خورم
تب تو منبر نشین بزم حضور
ہوئی ارکان دین سے سب محرم
جب فرود آئی ختم کرکے کلام
لیکے ہمراہ نصرت و اقبال
ہوئی راہی خوشی سے ہم آغوش
ہوئی محنت جو اوس سفر کے تمام
لگے فرمانی سید عالم
ابھی یہ معجزہ ہے طول لانے

مراجعت رسول خدا سوی مدینہ و منازل قریبہ

معجزات علی ولی اللہ
آکے داخل ہوا میان خیام
کہ قریب آئی سید ابرار
مرد و زن آئی بہر استقبال
گرد انجم تھے درمیان مہ و ماہ
یاد ہجران نے کی فراموشی
اونسے دیدار مصطفے پایا
سب نفاق منافقان یکبار
تھا عجب خیمۂ نبی مین ہجوم
آئی جب شام تو رسول خدا

اس حکایت مین ایک حکایت اور
پاس یثرب کے سب یہ قافلہ تھا
صدق مین جو تھے جو شہرۂ آفاق
پھر خصوصاً امیر خیبر گیر
یہان آتے سنا جو بھائی کو
لائی خیمہ مین سید الثقلین
مرتضے سے غرض رسول اللہ
جای مذکور مین جو اوتری جب
سب جو اذن دخیل پاتے تھے
لگے کہنے بلال سے اوٹھو

کہ نظر آئے گوہر دندان
تین ساعت مین سب یہ کام کیا
سب علے کی عجیب ہین عادات
اسد اللہ سرور مردان
جسکے مان ہو زن خطا کردار
ایک منبر طلب کیا اوسدم
گیا منبر پہ بادل مسرور
ہوے اسلام اونکے مستحکم
وہان چندی کیا نبی نے قیام
چلی باصد شکوہ و جاہ و جلال
آب شیرین و تلخ کرتے نوش
پونہچا نزدیک لشکر اسلام
ہوگئے کل داخل مدینہ ہم
ہی لطیف و نفیس لاثانی
یہان پونہچ کر کیا قلم نے مقام
نظم ہوتی ہے تشبیہ ہو بغور
ایک فرسنخ کا کل مفاصلہ تھا
بہ جمال نبی ہوئے مشتاق
سوی مخیم چلے بشوق کثیر
خود نبی نکلے پیشوائی کو
جمع تھے لیک برج مین سعدین
لگے فرمانے سب حقیقت راہ
ہوئی اسود دریخ و راستی تب
چار آتے تو چار جاتے تھے
بانگ قد قامت الصلوٰۃ کو

جب گھر آیا سحاب تیرہ مرگ
سر بر سنی آگے بسان تگرگ

قتل حیدر نے جب شروع کیا
ہر فتح نے طلوع کیا

ہو گئین زور تیغ برانسے
لیگئے گوی فتح حیدر انسے

خوف شیران سے ہے اہل ضلال
سب گریزان ہیں مثال غزال

کافران گلہ گلہ رو بہ گریز
موسنان بر قفا بہ خنجر تیز

تن بی سر پڑے تھے بر سر خاک
سر بے جسم زینت فتراک

الامان گو ہوئی بقیۂ سیف
کیا حضرت نے اونکے حال پہ حیف

جب کہا لا الہ الا اللہ
رنگ گئی پس وہین نبی کی سپاہ

پوہنچا نزدیک قلعہ لشکر دین
موسنان خوش منافقان غمگین

اہل در بھی نکل شتاب آئی
چو بنی شاہ کی رکاب آئی

ہوا داخل غرض بخندہ لبی
در کے اندر در علوم نبی

لشکر دین گیا درون حصار
بت و بتخانہ ہو گئے مسمار

قلعہ جب اسطرح ہوا مفتوح
تن اسلامیان مین آئی روح

اسمین سردار مرسلین آئے
قلعہ مین خود حصار دین آئے

آیا ناگہ خزانہ دار پلید
کی سپرد ہی ہر ایک کلید

ہاتھ آئی غنیمت بسیار
پائے گنج و دفینہ غیر شمار

لعل و الماس گوہر و زر و سیم
اپنی اصحاب پر کئے تقسیم

دعا فرمودن رسول مؤتمن جہت زندگی پسر پیرزن و آمین گفتن مولانا ابو الحسن

تب علی نے کیا نبی سے خطاب
میرے مولا رسول عرش جناب

یہان سے چلی بسان غمدیدہ
سوی نعش جوان غلطیدہ

آپ تو کیجئے دعا شہ دین
اور غلام آپ کا کہی آمین

تا کہ وہ نوجوان ہو اب زندہ
نزد مین پیر زنسے شرمندہ

تب رسول خدا سوی اصحاب
ہوئی گویا بدیدۂ پر آب

لاؤ اوس نوجوان کی نعش اسجا
تا بصدق دلی کرو مین دعا

یہ سخن جب نبی نے فرمائے
نعش کو اوسکی تب اوٹھا لائی

قبلہ رو جب لٹا چکی اوسکو
تب محمد کہڑی ہوئے رو رو

آگی آگی رسول بر حق تھا
اونکے پیچھے وصی مطلق تھا

کیا سردار دین نے عریان سر
گیسوی عنبرین کو ہاتھ پہ دھر

چشم حق بین سے اشک کر جاری
یہ دعا کی بگریہ و زاری

کہ خدایا یہ تجہپہ ہی اظہار
ہی ہمیر ترا امانت دار

اسکی مان نے مجھی سپرد کیا
اوسنے مجکو تو مینے تجکو دیا

بہر دندان احمد مختار
دست اہت سی جو ہوئی افگار

تو کہ امت نی اسپہ جبر کیا
اس رضا جو نے شکر و صبر کیا

یا الٰہی بحرمت حیدر
بعبادات و طاعت حیدر

واسطہ اوسکے جان فشانی کے
واسطے اوسکے تیغ رانی کے

واسطے اوسکے سر فروشی کے
واسطے اپنی عیب پوشی کے

میرے دختر ہے خاص تیری کنیز
واسطے اوسکے ای خدای عزیز

واسطے فاطمہ کی عفت کے
واسطے فاطمہ کی محنتون کے

زینت دوش سید الثقلین
در دریای مجمع البحرین

از پے عارض زمرد گون
وز برای غریق لجۂ خون

قادر اوسکی حیات پر ہی کریم
تو ہے احیا کن عظام رمیم

یہ دعا نا تمام تھے بخدا
کہ جوان ایکدم مین اوٹھ بیٹھا

ہو دعا کیون نہ مستجاب وہین
جس دعا مین علی کہین آمین

گر ا پاؤن پہ وہ سعادتمند
با دل شاد و خرم و خورسند

ہو کے محبوب ذو الجلال خوشی
بولی تبلا کہ تجہپہ کیا گذرے

عرض کی اوسنی یا نبی مین تھا
محو گلگشت جنت الماوا

جب کہ خنجر کا اوسنے وار کیا / قلم اوسکو بھی جون خیار کیا
کسی حربہ کی جب نہی نہ ہوس / ہاتھ ملنے لگا عبث ناکس
اور لگا کہنے وہ سر کفار / حیف خالی گیا یہ گرز کا وار
گرز اوسے کوہ پر مین دھر دیتا / یہ یقین ہے کہ سرمہ کر دیتا
پھر دیا گرز دست جاہل مین / اور کہا آرزو نرکھ دل مین
گبر نے گرز کو دوبارہ تھام / مثل پیل دمان بطپش تمام
سر حیدر پہ کی دو دستی زد / کیا حضرت نے اوسکا حملہ رد
گرز خالی گیا جو اوسکا عمل / جھوک مین آرہا وہ منھ کی بل
باز اوج شرف نی کی پرواز / جیسے گنجشک اوڑی شہباز
نہوا تھا درست وہ کافر / کہ چڑہے شاہ اوسکے سینہ پر
کہا حضرت نی میر الکنا ہان / مصطفے کو رسول برحق جان
قایل وحدت خدا ہو تو / رہبر و شرع مصطفے ہو تو
بخدا ہی امان جان تجکو / تیری شاہی تجھے مبارک ہو
بولا وہ مین نہ چھوڑون گا / دین آبا سے منہ نہ موڑون گا
شہ نے حجت تمام جب کردے / ذوالفقار اوسکے حلق پر دھر دے
تب تو چرخ بلند کانپ گیا / کفر کا بند بند کانپ گیا
جب جدا ہو گیا سر بے پیر / کہی شیر خدا نے تب تکبیر
فوج اسلام کو ہوا معلوم / کہ زبون ہو گیا وہ کافر شوم
شیر حق کی جو ہین سنی تکبیر / خوش ہوی سید بشیر و نظیر
پھر نہ ٹھہرے وہ زین کے اوپر / کیا سجدہ زمین کے اوپر
آسمان و زمین جن و ملک / کرسی و منتہی و عرش تلک
سطحہ کعبہ و مدینہ و شام / سنگ کوہ صفا و رکن و مقام
لا امکان اور عالم اسباب / کرہ باد و خاک و آتش و آب
جنت و دوزخ نبات و جماد / سدرۃ المنتہی و کون و فساد
علوی و سفلی و درست و خراب / بوقبیس اور زمزم و میزاب
چہ امیر و وزیر و شاہ و گدا / سب سے آتی تھی مرحبا کی صدا
لگا فرمانے خالق اکبر / آفرین زوج بنت پیغمبر
پڑھا حوروں نے بہر دفع گزند / آیہ ان یکاد وا ینکہ بلند
مشتری ایسے لگا کے تا زہرا / ہوئے قربان شوہر زہرا

فرمان جنگ مغلوبہ باصحاب اخلاص مآب و شکست خوردن اعدا بصد اضطراب بہ فیروزی اصحاب جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم

ناگہان دیکھکر بجبر شدید / پسران و برادران یکید
ہوئی حیدر کے گرد با شر و شور / تھا سلیمان پہ یک ہجوم مور
آگ تھی ذوالفقار و دشمن خار / پیکر ناریان ہوئے فی النار
دیکھ یہ حال لشکر اظلم / سب کا سب ٹوٹ ہی پڑا اوسدم
شہ نے اونسکو زیر تیغ کیا / علف تیغ بیدریغ کیا
دیکھ کر مصطفے نے یہ سامان / جنگ مغلوبہ کا کیا فرمان
بڑھے اوسدم مہاجر و انصار / تھام کر تیغ و دشنۂ خونخوار
گوش تک چلہ کمان لائے / رخ بمیدان امتحان لائے
تھا جو انسے جوان تو پیر سے گیر / گرد سے گرد تھا گریبان گیر
چھائی تھے جسم پر یہ تیر و خدنگ / پر لگائی ہین گوئیا پی جنگ
گرز گوپان و نیزہ و خنجر / بسر و گردن و بدل بجگر
کام کرتے جہان تلک کہ نظر / نظر آتی تھے لوٹتی تن و سر
گردن اون سر کشونکی پست ہوئی / بادہ خون سے مرگ مست ہوئے
سپر ونکا جو ابر چھایا تھا / تیغ نے صاعقہ دکھایا تھا

تب تو مرکب کو اپنی کی مہمیز	ہو گیا تیز مثل آتش تیز	اوسکی آمد کا دیکھ کر عالم	اوبھر گئی صاف اکثرونکی قدم
جو کہ ثابت قدم رہے دو چار	اونسے چلنی لگے غرض تلوار	بہ تن غازیان ہسزا سہرا	بس گل زخم کھل گئے یکبار
غیر سلمان حضرت بوذر	رہا کوئے نہ نزد پیغمبر	اوس گھڑی تھی وہان رسول کبیر	غرق دریای حیرت تصویر
تھا عجب عالم شفیع الناس	رست و چپ دیکھی بحالت یاس	کیا روح الامین نے آہمین نزول	اور لگے کہنے یا جناب رسول
ہی خدا نے کہا کہ ہیری حبیب	آج تو دیکھ معجزات عجیب	آپ بیٹھی ہوئی ہین کیا مضطر	آپکا اسگھڑی ہی دھیان کدھر
ہان پڑھو جلد با کشادہ دلی	تم پہ نازل ہوئی ہی ناد علی	دو ندا مظہر العجایب کو	دو ندا مظہر الغرایب کو
ہو کرو ختم اسے بصد تعظیم	دیکھو پھر قدرت خدای کریم	جب سنا یہ زبانی جبرئیل	بس کھڑے ہو گئے بصد تعجیل
	کی نبی نے شروع ناد علے	اور ادھر سے نسیم فتح چلے	

نزول جبرئیل امین برای تعلیم رسول رب العالمین و آوردن ناد علی و آمدن آن ولی

ختم ناد علے ہوئی یکبار	کہ ہوا دشت مین پدید غبار	گرد وہ سر بلند تا افلاک	سرمہ دیدہ تمام ملک
ہر زبان وہ قریب ہوتا تھا	ہنسکے پیغمبر خدا نے کہا	لو خزان مین بہار آتی ہے	ہر طرف بوی یار آتی ہے
دامن گرد ہو گیا جب چاک	ہر طرف برطرف ہوئی وہ خاک	اوس سے پیدا ہوئی جناب امیر	جیسے ابر تنک سی ماہ منیر
شاہ دلدل سوار آپونہچا	صاحب ذو الفقار آپونہچا	ذی ملک نے فلک پہ آواز	زہی مولای صاحب اعجاز
بڑھ گئی طاقت و توانائی	تن مردہ دلونمین جان آئی	لیکہ جرات ہوئی عدو کی قوت	انکی جان آئی اونکی آئی موت
یہان علی نے کیا نبی کو سلام	پھر گلے سے لگے بذوق تمام	یون لگے اوسکھڑی گلی ہر ایک	پھر ہوئی دو نو نور ایک کے ایک
بولی احمد زہی ولایت شاہ	کہ ہر ایک جا ہی حاضر و ہمراہ	ہوی انصار دین خوش و خورم	جو نبی ہر ایک نبی علی کے قدم
بولی حیدر سنی صاحب لولاک	پسر پیر زن ہوا وہ ہلاک	کہا حیدر نے ہی مجھے معلوم	مین بھی اس مرتبہ ہوا مغموم
دیجیے رزم جنگ کے رخصت	تا مکافات خون ہوا حضرت	بولے احمد کہ ای سپہر شکوہ	ہان میرے دل سے دور کر اندوہ
شاہ دلدل سوار شیر خدا	یعنی برہم زن صف ہیجا	اپنی مرکب کے پھیرتے ہی عنان	صفت برق اوسکو کر جولان
قبضہ ذو الفقار ہاتھ مین تھام	سوی میدان چلی بطیش تمام	راوی کہتا ہی سربلند بخشم	تھی رگ ہاشمی ہیجان دو چشم
نعرہ حیدری کا سن کے غزیو	بھاگے صحرا مین ہر طرف دو دیو	سر دشمن پہ مثل برق آئے	بلکہ مثل اجل بفرق آئے
اور یہ فرمایا اہی یل گمراہ	جلد کہہ لا الہ الا اللہ	طیش مین آگیا وہ نطفہ حرام	کی حوالے سنان خون آشام
کر ید اللہ نے سبکدستی	چوب نیزہ کی بس قلم کر دی	پھر لگا تیر مارنے وہ شریر	تیغ سے شاہ نے وہ کاٹی تیر
تب لیا گرز کا سرا اونسے	کیا حملہ امیہ پر اوس نے	مرتضے نے یہ طرفہ کام کیا	ہاتھ سے اوسکے گرز چھین لیا

اور کہا دو رضا خدا کے لئے — لو یہ بازو ہی مرتضے کی لئے
جب سماجت بزرگ ہوئی احمد — تب تو لاچار ہو گئے احمد
جب سنا اوسنے مژدۂ جانبخش — سوی میدان گیا وہ آیا خوش
یہ جوان ہو کے یر ران شیر مزہ — بولا تیغ زبان کو کر کے تیز
ورنہ کردونگا مین ابھی کمال — سم مرکب تلے تجھے پامال
ہی ابھی تیرا عنفوان شباب — ہی تجھے تیری کم سنی ہی حجاب
کیون ہوا چاہتا ہی صرف بلا — آرزومند کیون جہان سے چلا
تکڑا ہی طفل طفل کردارے — اپنی مانکو ندے عزاداری
گرد سر نیزہ کو ہلا وہ گبر — آیا یون جیسے زخم خوردہ ہزبر
تب تجالت سی ہوئے تیغ بدست — آیا سوی پسر وہ کرکے جست
یکہ گر اس کمال سے لڑتے — لوگ دونو طرف اوچھل پڑتے
کہا کافر نے دیکھ بے تجربے — کیجئے کچھ فن سپاہ گری
یہ پسر مکر سے نہ تھا آگاہ — زیر قرص سپر لے اپنی پناہ
گر پڑا خاک پر قتل ہو کر — چل بسا رائی عدم ہو کر
مرغ روح اوس جوانکا بجان — درمیان ملک ہوا طیران
فرط غم سے ہوئی بس ایکبارے — اشک حضرت کے ریش پر جارے
تب مخاطب ہوئے بچشم پر آب — رحمت کبریا سوی اصحاب
میرے پاؤنپہ سر دھرینگے وہ — اپنا بیٹا طلب کرے گی وہ
اسکی ہو دم بلائین لیتی تھے — وہ تو پہلے نہ آنی دیتی تھے
یہ کہونگا مین فاطمہ سے اگر — اسکو دی ڈال اپنا ایک پسر
پر عجب اوسکا حال ہووےگا — فاطمہ کو ملال ہووے گا
نالہ دردناک کرتے تھے — گرد رخسار پاک کرتے تھے
گریۂ مصطفے کا دیکھ کے شور — قدسیون مین ہوا بکا کا خروش
تھا نتیجہ مین عالم ملکوت — انس و جن تھے غریق بحر سکوت
زندگی کو ہی سرد ہی تو اوہی ہان — یہ ہی چو کان و گو یہ ہی میدان

نہ او سنگ اپنی گر نکالونگا — یہان گلا اپنا کاٹ ڈالونگا
بولے حضرت تیری مراد ملی — جا تجھے رخصت جہاد ملی
یہ اودھر سے چلا اودھر سے گبر — آمقابل ہوئی پلنگ و ہزبر
کلمہ کو کر ہمیشہ ورد زبان — مصطفے کو رسول برحق جان
کہا کافر نے قطع کر یہ سخن — اس نصیحت کو گوش جان سے سن
چشم ہے پر لسان کو آیا — اپنی پاؤن سے سوی گور آیا
کیون وبال اپنی زندگانی ہے — جا ابھی موسم جوانی ہے
نوجوان نے روان کیا ہوا — لاف تا چند ہان بگیر و بیار
پسر پیرزن نے لیکے تبر — کاٹا نیزہ سے اوسکا بند کمر
ہوئی بایکدگر یہ رد و بدل — نہ سم کی زمین گئے تھے گندل
ہوئی رد و بدل بہتر ضرب — گھوڑے دونو کی شل ہوئے ہو دم حرب
الغرض برق سان جو کہا تلوار — لگا کہنے کہ ہان جوان ہشیار
گرگ کہنہ نے نصد ہزار دریغ — سر جھکا کر کمر پہ ماری تیغ
مئی نخوت سے گبر مست ہوئے — اہل دین مورد شکست ہوئے
وہ جوان جسگھڑی شہید ہوا — مصطفے کو غم شدید ہوا
دیہیان جب اوسکی مانکا کرتے تھے — مصطفے آہ سرد بھرتے تھے
جیتے پونہچے اگر مدینہ ہم — اسکی مان آئیگی بدیدۂ نم
یہان تو وہ ہو گیا شہید جفا — اوسکو وہان مین جواب کیا دونگا
کوئی فرزند بھی نہین میرا — کہ اوسی دون یہ ہی پسر تیرا
میر اکنبانہ رد کرینگے بتول — بسر و چشم وہ کرینگی قبول
جاکے بیٹھی زمین پہ پیغمبر — لیا سر اوسکا اپنی زانو پر
ساتھ تھے جو مہاجر و انصار — رو رہی تھے بسان ابر بہار
دیکھ حوران خلد نے یہ ملال — غرفون سے اپنی سر دیا تھا نکال
کھر رہا تھا یکبد نامعقول — پھر جنگ آئین خود جناب رسول
گم تھے انصار دینکے ہوش حواس — تھی تعدی دو دھر او دھر کو جھر آس

ہو گیا گرم عرصہ گاہ نبرد
مرد آیا مقابل ہر مرد

آہنی تیغ شعلہ ریز ہوا
گرم میدان رستخیز ہوا

محو تھے یک دگر دم پیکار
کیا مقابل ہوئی تھی جنت و نار

ہمبارزہ مبارزی پیوست
اجل از آب تیغ شد سرمست

بدم تیغ خنجر بران
تھی یلان ہر طرف بخون غلطان

بہت انصار دین شہید ہوئے
تھی سعید اور بھی سعید ہوئے

کرکے جام شہادت ایک ایک نوش
ہوا حورونسے جا کی ہم آغوش

پھر اودھر بھی بہت سے نار پرست
گئی مابین نار دست بدست

یہان ملا جام کوثر و تسنیم
وہان ملا اونکو درد ہای جحیم

صبح سے لیکے تا بہ نیمہ روز
دم تیغ یلان تھا شعلہ فروز

ہوا ذی حوصلونکا حوصلہ تنگ
رستمونمین بھی ہی نہ طاقت جنگ

صفین دونو نہ ہل سکین مطلق
جیسے تصویر جنگ کا ہو ورق

نہ رہی اسطرف وغا کی امنگ
نہ رہے اون سبھو نمین طاقت جنگ

ناگہان وہ مکید ابن عمر
اپنی صف سی نکل پڑا باہر

کر گدا نکو کیا غرض جولان
آیا میدان مین مثل پیل دمان

خویشتن را ز بہر جنگ آراست
از صف احمدی مبارز خواست

اوسکی آمد مین چھا گیا ہراس آکر
ایک کے بھی بجا رہے نہ حواس

تھے جو نام اوران یکہ بڑے
مثل تصویر تھے خموش کھڑے

گورخر پر رجز وہ پڑھتا تھا
ایک کا پر قدم نہ بڑھتا تھا

اجازت خواستن پسر پیرزال از محبوب ذوالجلال و کشتہ شدن او از دست مکید ابن عمر بمیدان قتال و تعدی نمودن اہل ضلال بدمال

ساقیا دی شراب ساغر شوق
نہو ماتحت سے ہو مافوق

ساقیا اس سے ہی میرا یہ مال
کہ نہو درد بلکہ آب زلال

قسم اعلا پسند ہو جسمین
شان ہمت بلند ہو جسمین

ہو جہان عجز کا سبھونکو مقام
وہان لگاؤن جام خون آشام

ہو مجھی کیا کسی سے خوف و بیم
ہین میری پشت پر رسول کریم

اور اگر ہو ذرا مقام ہراس
دون علی کو صدا ہوش و حواس

صاحب ذوالفقار ادرکنی
شہ دلدل سوار ادرکنی

سنکے آواز بس وہین آوین
شہ فریادرس وہین آوین

آمد شاہ جب نگاہ کرون
خاندان عدو تباہ کرون

ساقیا دی مئی فرح افزا
ساقیا دی شراب عشق خدا

ساقیا دی مئی زمرد فام
جسمین سرسبز ہو علی کا نام

ساقیا دی مئی خوشی مجکو
دی شراب عدو کشی مجکو

آج دی وہ شراب بھر بھر کر
جسمین آب حیات کا ہو اثر

ایک قطرہ اگر زمین پہ پڑے
ہون ابھی خفتگان خاک کھڑے

قصہ راستان سناتا ہون
ایک نو داستان سناتا ہون

پسر پیرزن بسان ہژبر
جل گیا دیکھکر تعدی گبر

آیا محبوب کبریا کے پاس
آیا سلطان انبیا کی پاس

عرض کی یا رسول عرش مقام
سب نی گم کی حمیت اسلام

حکم ہو مجھکو یا رسول خدا
کہ کرون اسکا بند بند جدا

کہا حضرت نی ای پسر مخروش
جنگ نا دیدہ خموش خموش

کسطرح دون اجازت پیکار
ہون تیری مانکا مین امانتدار

گر تو غلطان بخاک و خون ہو گا
حال مانکا تری زبون ہو گا

مجھسے جب وہ طلب کریگی تجھے
جز خجالت جواب کیا ہی مجھے

جب سنا اوسنی یہ نبی کا کلام
گر پڑا پاؤن پر وہ نیک انجام

ہوا ناگہ یکبیک گردان ۔ علم آفتاب جلوہ کنان
تھا زبس وہ منونکا بیم ہلاک ۔ صبح پیدا ہوئی گریبان چاک
ماہ انجم سپاہ جنگ ہوا ۔ شہ خاور سے قصد جنگ ہوا
بہ گیا ہر طرف کو خون شفق ۔ ہوگیا سرخ آسمان کا ورق
بستر خواب سی پلید پلید ۔ ہوا بیدار باغرور شدید
لہا آمادہ سب سپاہ رہے ۔ سوی میدان لگی نگاہ رہے
اپنی اسباب حرب کو منگوا ۔ غوطہ زن بحر آہنی مین ہوا
جب مہیای کارزار ہوا ۔ کرگدن پر لعین سوار ہوا
پھر تو گھوڑونپہ سبنے زین باندھا ۔ کمر کفر کو بکین باندھا
مرکبون پر لعین سوار ہوے ۔ درپئے فلک کارزار ہوے
لیکے وہ فوج قاہرہ ملعون ۔ ہوا ابواب قلعہ سی بیرون
یہ اوڑا سم مرکبانسے غبار ۔ روز روشن بھی ہوگیا شب تار
اوڑگیا صاف ایک زمین کا طبق ۔ نظر آیا نہ آسمان کا ورق
ہوئی ایسی غبار کی کثرت ۔ ہوگیا چرخ شیشۂ ساعت

نزول جبرئیل امین بحکم رب العالمین وسوار گردیدن سید المرسلین وصف آرای سپاہ ہر دین

گیا جبرئیل نے نبی پہ نزول ۔ اور کہا اے پیغمبر مقبول
ہے تمہین حکم کردگار ہوا ۔ لشکر مدینے سوار ہوا
علم دین کو سربلند کرو ۔ روسوے گرز اور کمند کرو
مرکبون کو طلب شتاب کرو ۔ پر ضیا دیدہ رکاب کرو
شاہ پیغمبران یہ سنکے خطاب ۔ متوجہ ہوے سوی احباب
اور یہ فرمایا قصد جنگ کرو ۔ تنگ گھوڑونکی اپنی تنگ کرو
اہل اسلام تھے جو تیس ہزار ۔ ہوئے وہ سب جہاد پر تیار
سب ہوئی خود آہنی برسر ۔ چار آئینہ و زرہ دربر
سب لئی گرز اور کمند وسنان ۔ ماہی بحر رزم شیر زیان
ہمہ درکف کمان و ترکش بند ۔ بکمر خنجر و بدوش کمند
ہوئی انصار جب مہیا سب ۔ مصطفے نے کیا عقاب طلب
چاہتے تھی سوار ہون وہ جناب ۔ تھامی روح الامین نے آکے رکاب
گھوڑے جب نبی سوار ہوا ۔ عرش پر اوسکو افتخار ہوا
خود تھا یون بفرق پیغمبر ۔ پارہ ابر جون بفرق قمر
تھی زرہ جسم پر کہ صل علے ۔ سفر الحقیقت کہ دام حفظ بلا
لوح تھے سینہ تن پے تحریر ۔ معنی جوشن صغیر وکبیر
دوش احمد پہ یون زرہ تھی عیان ۔ لوح محفوظ پر خط قرآن
دوش پر آئی تھی سپر خوش ہو ۔ مہر پیغمبری سے کے بوسہ کو
اور کمر مین وہ تیغ برق صفات ۔ اب سیل فنائے قصر حیات
ہو برہنہ دم عقب جنس آن ۔ ہو عیان کل من علیہا فان
زیر ران تھا وہ توسن چالاک ۔ سرمہ چشم جسکے سم کے خاک
تھی نہ ایک گام اولین سے زیاد ۔ وسعت انتہای کون وفساد
تھا ہنر بر زیان وہ جرات مین ۔ حکم پروردگار سرعت مین
اسطرح جب سوار جیت ہوئے ۔ فتح کے رکن سب درست ہوئے
ہو ہمی جبرئیل غاشیہ بردار ۔ ملک الموت بن گیا عیار
نصرت و فتح حلقہ بوس رکاب ۔ شاطرانہ روانہ پیش عقاب
بولا اقبال یون بطور نقیب ۔ ہٹو آتا ہے کبریا کا حبیب
طبل و نقارہ تھے بلند آواز ۔ طایر صور و بوق در پرواز
بسکہ پائی ونی بنای دہید ۔ گوش گردون دون اصم گردید
کی نقیبون نے جب صف آرائی ۔ بھولا رفتار چرخ مینائی
میمنہ میسرہ ہوا طیار ۔ قلب لشکر مین احمد مختار
بیچ مین یون کھڑے تھے شاہ ہدیٰ ۔ قلب مین جسطرح ہے یاد خدا
باد فراش رزمگاہ شدے ۔ ابر سقای آن سپاہ شدے
پھر میدان لشکر شہ دین ۔ لائی جاروب لیف حور عین
دو نو لشکر ہوی قریب قریب ۔ یہ صدادی اجل نے ہوکی نقیب
وقت جنگ است جنگ باید کرد ۔ گوش شہ نام و ننگ باید کرد

آغاز جنگ جوانان معرکہ خرام وشہادت رسیدن اہل اسلام وآمدن طلیعہ از صف لشکر

قلعہ تھا بسکہ سرکشیدہ بچرخ
گرد اوسکے وہ خندق پر آب
جتنی تھے خندق عمیق میں موج
اوسنے بالای فرق ڈالی جان
کہا شاہ مدینہ آپونہچا
جلوۂ نور مثل ماہ ہے یہ
یہ خبر سنتی ہی مکید پلید
پھر مخاطب ہوا سوی کفار
سخت بے عقل تھا وہ کافر دون
پھر لگا کہنے وہ سیاہ درون
تمکو ثابت نہین یہ جہود تھے ہین
کیسے کیسے حصار چرخ مثال
اب یہ آئی خیال پر میرے
لیک یہ ملک کیا بدست اوی
اوسنے دو انگلیونپہ مثل سپر
پر یہ مژدہ مجھے سنایا ہی
جلد ہون جلد سی ہزار سوار
ذرہ و خود خنجر و شمشیر
کمر کین کو استوار کرین
ہوی مصروف سب یہ جنگ و جدل
کوئی تیکی کو دی رہا تھا گرہ

کنگری اوسکے تھے رسیدہ بچرخ
خم نہ چرخ جسکا ایک حباب
تھی بروج حصار مین وہ فوج
تا بدامن گیا گریبان چاک
بجد الشکر خدا پونہچا
خیمۂ عرش اشتباہ ہی یہ
مثل مار سیہ بخود پیچید
کای جوانان کار دان ہشیار
کہ بجادو گری کیا مطعون
اسنے ہی خلق کا کیا دلخون
بت پرستونکی سر کو توڑتے ہین
سم اسپان تلی کئے پامال
ہے طمع ملک و مال پر میرے
ملک ہے میری اور شکست اوکے
لیا دم مین اوٹھا در خیبر
وہ نہین لنکے ساتھ آیا ہی
غرق دریای آہنی تیار
اور رسیان و کمان و ترکش و تیر
روی صحرا کو لالہ زار کرین
کوئی کرتا تھا رمح کو صیقل
اور کوئی تن پہ سج رہا تھا زرہ
تیغ کو زہر مین بجھاتی تھے

برج تھی اوسکے جون بروج فلک
ہو گر ایک برج مین بعید ہی کیا
دیدبان ایک تھا برج حصار
آیا نزد مکید ابن عمر
یہ دہ مولود ہی کہ زور لہت
ساتھ آئی ہین سی ہزار سوار
آمد مصطفے کو یکباری
یہ جو آئی ہین طرفہ ساحر ہین
سحر بامعجزہ چہ پردازد
دل آفاق پر محیط ہے جبر
اپنے دینکو مزید کرتے ہین
جور انکا زبسکہ شایان ہے
دور دوران کا دور دور ہوا
ایک بہائی ہے اور وہی اوسکا
ہے جو پرزور وہ سخا پیشہ
ہون نقیبان خارجی تیار
ہان در فورخانہ واکر دو
رات بھر اہتمام جنگ کرین
یہ سخن کہہ چکا جو وہ بی شرم
کوئی جوشن کو صاف کرتا تھا
کوئی چار آئینہ پہنتا تھا
آب بر روی کار لاتی تھے

پست تھا وہان سر عروج فلک
نسر طایر غریق بحر فنا
اوسنے دیکھا سپاہ دین کا غبار
کہ شہ قلعہ تھا وہ بدگوہر
طاق کسرا کو دی اسی نے شکست
ہمہ جنگ آزما ہمہ جرار
سنتے ہی آگ ہوگیا ناری
فن جادوگری سے ماہر ہین
معجزہ سحر را در اندازد
چہ نصارا و چہ یہود و چہ گبر
کفر کو ناپدید کرتے ہین
بن بنیاد کفر ویران ہے
ہمکو امر محال اور ہوا
اوسی کہتے ہی غلق شیر خدا
اوسکی شمشیر کا ہی اندیشہ
کہین ہر کہ نچہ مین بکار بکار
اسلحہ سبکے روبرو دھر دو
صبح کو فکر نام و ننگ کرین
ہوئے سب فکر جنگ مین سرگرم
کوئی خنجر فسان پہ دھرتا تھا
زور بازو پہ اپنی تنتا تھا

طلوع نیر اعظم بر آسمان و بیرون آمدن از قلعہ سپاہ کافران
و ذکر آراستگی میدان و صف آرای پیر و جوان بقصد پیغمبر آخر الزمان صلعم

سن کے محبوب کبریا کا قتال
چلے اصحاب بہر استقبال

نہیں جاتا ہی ایک گام چلا
تشنگی سے تمام خشک گلا

رنگ رخسار زردی سے سارا
سانس لینے کا بھی نہیں یارا

پاؤنمین آبلہ جو ہین سارے
آئی ہین پاؤن چوسنے بارے

آیا الفت کا جب نبی کو جوش
کیا بوذر کو زینت آغوش

دیکھ وہ ضعف اور پریشانی
چومی حضرت نی اونکی پیشانی

ضعف اعضا پہ تھا بہت طار
گر پڑے وہان پونہچکے یکبار

کہا حضرت نی اے میرے غمخوار
حال اثنای راہ کر اظہار

تھا نہ شکوا پیادہ پائی کا
ایک غم تھا تیری جدائی کا

آبلہ پاؤن پر نہین اصلا
دیدۂ شوق ہین یہ سر تا پا

کہا حضرت نی جلد پانی لاؤ
تشنۂ شوق کو میرے پلواؤ

تب ابوذر سے یون نبی نے کہا
تشنہ کیون باوجود آب رہا

گو بہت سی تلاش کی لیکن
آب تھا ہر طرف کو ناممکن

ایک سنگ سفید کے اوپر
جمع ہے آب سرد شیرین تر

جرعۂ چند سے زیادہ تھا
سو ابوذر نے اپنی دلمین کہا

نہ پیئے جب تلک رسول خدا
اپنے لب تر نکیجیو اصلا

آگیا جب یہ میرے دلمین دھیان
تشنگی بجھ گئی میری اوس آن

آپ پیوین کہ ہو مجھے سیری
تا نکل جائے آرزو میرے

دوستان رسول شاد ہوے
مدعی سخت نامراد ہوے

دوسرے دن پس از نماز سحر
وہانسے آگی روان ہو لشکر

آئی جب اوس پیادہ رو گزین
دیکھکر اوسکو دل ہوا غمگین

خلش خار سے فگار قدم
پنڈلیون تک چڑھا ہوا تھی ورم

ہاتھ رعشہ سے تھرتھراتی تھے
پاؤن چلنی سے لڑکھڑاتی تھے

خیمہ کے آئی جب قرین بوذر
پیشوائی کو آئے پیغمبر

بوذر با وفا قدم پہ گرا
کہا روحی فداک یا مولا

تھام کر ہاتھ اون کا پیغمبر
لیگئے بارگاہ کے اندر

دیکھیو التفات پیغمبر
لیا زانو پہ اپنی اونکا سر

کہا بوذر نے ای میرے محبوب
حال گذرا مرا نہایت خوب

گو نہ طاقت بدن مین پاتا تھا
پر مجھے اشتیاق لاتا تھا

اس عنایت پہ لاکھ جان سے نثار
تشنہ ہی پر ہے تشنۂ دیدار

دیکھتا ہے جو خاصۂ معبود
اوسکی چھاگل مین آب ہے موجود

عرض کی اوسنی یا رسول اللہ
راہ مین تشنہ مین ہوا ناگاہ

پونہچا ایک کوہ پر جو مین ناگاہ
دیکھتا کیا ہون یا رسول اللہ

ہی برودت مین برف سے بھی دو چند
اور حلاوت مین ہے ہمساو قند

گو کہ تو خوب تشنہ کام ہی آج
اسکا پینا مگر حرام ہی آج

سرد و شیرین ہے خوب یہ پانی
رکھ برای حبیب سبحانی

نہ پیا در میان یاد جناب
رہے چھاگل مین چند قطرۂ آب

متبسم ہوے رسول خدا
چاہ سے آپنے وہ آب پیا

یہان دلا اختصار ہے منظور
راہ مقصد ابھی پڑی ہی دور

کرکے قطع منازل پرخار
گئی فوج خدا قریب حصار

رسیدن سپاہ خیر خواہ جناب رسالت پناہ نزدیک قلعہ تبوک و رسیدن خبر بکیندا ابن عمر و اجتماع لشکر شقاوت اثر برای جنگ پیغمبر خدا صلی اللہ و آلہ وسلم

حسب حکم خدا ہی عرش برین
کھنچ گئی وہ طنابہائی زمین

جای پاکیزہ ایک پیدا کی
بارگاہ رسول برپا کے

گو کہ تھی صعب وہ مسافت راہ
جون حیات عدو ہوئی کوتاہ

جب فرود آیا لشکر دیندار
نظر آیا سر بروج حصار

دلدل ہو نام میرا واللہ
سبکے نام ونسب سے ہی آگاہ
قدرت حق سے ای نکو فرجام
نام کہدے منافقوں کے تمام
بفصاحت کھلی جو اوسکی زبان
سب بتانے لگا فلان و فلان
ہین یہ ہم عہد بست چار نفر
اور نہین چودہ ہین نزد پیغمبر
تاکہ دین اشتر نبی کو رم
پر بچاوے گا صانع عالم
کیا بعضوں نے یون علی سے کلام
کیجیے سب یہ ماجرا ارقام
تب علی نے کہا کہ پیک خدا
پیشتر سب سے جاکی پونہچے گا
گرچہ یہ سانحہ ابھی ہی طویل
پر یہین تک لکھا علی التعجیل
وہ رسول خدا شہ ذیجود
بندۂ خاص حضرت معبود
جو جگہ کھینچی تھی دامن دل
وہان کرتے تھے مصطفے منزل
مین اوسی بھی بیان کرتا ہون
رونق داستان کرتا ہون
علف دلفریب سبزہ و گیاہ
مرغزار لطیف و چشمہ و چاہ
گل ریحان ہر ایک مقام مقام
اور درختان سایہ دار تمام
لگے فرمانے دیکھکر وہ زمین
یہان کرو خیمہ ہای لشکر دین
کیا خیمونمین جا سبھون نے مقام
تاکہ ہو رنج راہ سے آرام
تھی زبس تنگدست و بی دینار
اشتر پیر پہ ہوئی تھی سوار
ناقہ چلنے سے رہ گیا اونکا
کردیا اوسکو رستہ سے رہا
سن پیری تھا اور رہ درشت
زیر بار گران خمیدہ پشت
تھا عصا ہاتھ مین بفوق طریق
دوسرے مین سن مع ابریق
زور سے جسم ناتوان خالی
اسپہ توشہ سی توشہ دان خالی
ہو نہ سکتی تھی لیکہ راہ نورد
تھی پس قافلہ وہ صورت گرد
اسی منزل مین تھے رسول امین
اور کئے تھی مقام بعد دو تین
سمت یثرب سے ہی بلند غبار
ہی پیادہ کوئی دیا کہ سوار
جب سنی یہ رسول حق نے نوید
نکلے خیمہ سے صورت خورشید
یہ زمین کا ستارا آتا ہے
یہ تو عاشق ہمارا آتا ہے

متوجہ ہوئے جناب امیر
اپنی گھوڑی سے کی یہی تقریر
زہی اعجاز شاہ با اعجاز
کہے گھوڑی نے ناشنیدہ راز
کیا اوس نام سے عرض آگاہ
اور کہا اے امام عالیجاہ
آمین گے جب رسول عقبہ پر
تب کرینگے وہ اجتماع ضرر
ہوا گویا جو اس طرح دلدل
گیا یہ ماجرا سبھوں پر کھل
کسی قاصد کو دو کہ لیجاوے
جلد جاکر نبی کو پونہچاوے
پس یہ کہکر علی ولی اللہ
ہوئی داخل مدینہ مین ناگاہ
یہان تو یہ معجزہ تمام ہوا
اب سنو داستان روح افزا
دیکھتے سیر وہ گرم جہان
تھے سوی قلعہ تبوک روان
ایک منزل کا ماجرا ہی خوب
دل ارباب شوق کا مطلوب
پونہچے ایک جا کہ جو رسول
دہانکی آب و ہوا ہوئی مقبول
نزہت انگیز تھی زمین کے صفا
خورم و دلکشائی روح فزا
وہ سہی سرو جنت الماوا
گل گلزار یثرب و بطحا
جب سنا مصطفے کا ارشاد
جا بجا خیمہ ہوگئے استاد
ناگہان وہ حبیب پیغمبر
مالک کشور رضا بوذر
تھا وہ رفتار سے شتر معذور
رہ گئی تھے بہت نبی سی دور
رکھ لیا دوش پر جو رخت سفر
چون کمان اور جھک گئے بوذر
تھی پر اوس لاغری پہ راہ نورد
چون فلک کی ہلال گرد و گرد
کوئی اسطرح چل سکے انسان
تھی فقط ساتھ قوت ایمان
تھا مگر چاہتا وہ پیر ہدا
بدرقہ الفت رسول خدا
صدقہ الیسو نپہ دل نکیونکر ہو
جان میری فدا ہی بوذر ہو
دن رہا ایکروز چار گھڑے
کہ سپاہ نبی مین دھوم پڑے
طی کئے راہ دور آتا ہے
گرد مین ایک نور آتا ہے
کی نظر آنے جو سوی غبار
لگے فرمانے احمد مختار
بوئی ایمان ادھر سے آتی ہے
روح سو سونے اوٹھاتی ہے

تو ہی سب سی فزون امانت دار
کون یہان جانتا ہی یہ حالات
جب نبی سی سنا یہ سب احوال
چاہیے حفظ مین خدا کے اوسے
نہی تقدیر بادشاہ قدیم
کیا کرے کوئی اسمقام مین غم
یا اسے تھے بحق پیغمبر
الغرض آئے اوسمکانکی قریب
جب لب چاہ آنکر پونہچا
رکھ دہن اپنا گوش حیدر پر
کیا حضرت نی ایک تبسم خوب
تو خدا کیطرف سے ہی ماجور
اپنی لطف جمیل سے قیوم
تھا جو آقا سے اوسکو انس تمام
ای میرے اسپ باوفا اس آن
سنکے یہ دلدل خجستہ سرشت
وہ زمین سخت ہو گئی چون کوہ
ٹھہر کر اوس طرف کو بر لب چاہ
پس اوسی ہی رقص مین اوٹھا گردن
ہی یہ کیا التفات ربانی
تو نیکی مین اپنے خیرخواہی ہے
متوجہ ہوئے سوئی قنبر
حسب حکم شہ زمان و زمین
جمع جو ہو گئے تھے وہان مردم
دیہین انکار کر لیا سب نے

تب تو ناموس کا کیا مختار
ہو گئے فتح تبوک کسکے ہاتھ
دل ہوا خرمی سے مالامال
آئے ہمعنان فتح ظفر
زہی عظمت زہی جلال کریم
آن مین کچھ ہے آئین کچھ اور
یا الٰہی بحرمت حیدر
تھا جہان پر منافقونکا نفیر
تب لیا پاؤن اولین کو اوٹھا
لگا کہنے سنو یہ طرفہ خبر
چہ تبسم تبسم مرغوب
اور علی ہی تیرا بہت مشکور
نہ رکھے گا کبھی تجھے محروم
نہ اوٹھا اسپ باوفا کا گام
دیکھ تو قدرت خدای جہان
یون چلا جسطرح نسیم بہشت
کہ گذر جائین وہان گروہ گروہ
مرکب باوفای شیر اللہ
رکھا گوش علی پہ اپنا دہن
کہ ہوا یون گذر بآسانی
تجھپہ بھی رحمت الٰہی ہے
لگے فرمانے ای ستودہ سیر
صاف قنبر نے کی وہانکی زمین
ہو گئے ہوش اون سبھونکی گم
ہاتھ کانونپہ دھر لیا سب نے

ای علی دیکھ تو خدا کا راز
وہان بھی شاید تیری رسائی ہو
عرض کی یا رسول مژدہ رسان
اوسطرف سید انام سے چلے
زہی قدرت زہی توانائی
ابھی کس رنج مین گئی تھی علے
دامن آرزوی دل بھر دے
ذرا دیکھو تو رتبۂ دلدل
اور گردن بلند کے اپنی
ایک کو دال ہے درست ہوا
کہا حضرت نی ای وفا کردار
کید اعدا سی دی جو آگاہی
کی علی نے غرض اوسے مہمیز
مرتضے شاہ کشور ایجاد
ہی جو بینندۂ بعید و قریب
دور سے دیکھتے تھے وہ مردم
کر گیا چاہ سے وہ اسپ غیور
مثل طاؤس ہو گیا طناز
کہا اللہ تیرا حامی ہے
کہا حضرت نی ای تمام وفا
جبکہ یہ کہہ چکے شہ مردان
ابھی ہمنے کیا جہانسے عبور
خس و خاشاک ہٹ گئی یکبار
کیا حضرت نے اون سبھو سے سوال
تب ہلایا علے نے اپنا سر

ابھی کیا کیا کری وہ بندہ نواز
طرفہ ایک معجزہ نمائے ہو
آپ ہون جلد اوسطرف کو روان
سوئے یثرب او دہر امام چلے
زہے نیرنگ چرخ مینائی
اور ابھی کس خوشی سی رخصت کے
یون ہی مجکو بھی شادمان کر دے
گیا یہ ماجرا سب او سپر کھل
تا بگوش سوار جا پونہچے
بہر صید و شکار شیر خدا
کیا حق دوستی کا کیا اظہار
بخدا کے مری ہوا خواہی
اور کہا ہان روان ہو مرکب تیز
اوس سے کرنے لگے یہ تب ارشاد
آج ظاہر کرے گا امر عجیب
کہ پڑے اوس مکانپہ چارون سیم
جون نکلجائے چشم کورسی نور
ہمہ تن جلوہ سراپا ناز
تو بھی کیا بندۂ گرامی ہے
تجکو دیگا جزائے خیر خدا
پھیر دی تب اوسیطرف کو عنان
خار و خس کو کر وہانسے دور
دہن چاہ ہو گیا اظہار
تمہی معلوم ہے کچھ اسکا حال
کہا دیکھو گے قدرت داور

مگر اس مرتبہ علی سے ضرور
اوڑتے اوڑتے خبر یہ جا پہنچے
کہا قنبر کو سنکے یہ حالات
ہو مسلح امیر خیبر گیر
نعل ہوا اوسکا گر فلک کا ہلال
اپنی سایہ سے پھر وہ بھاگی وہ
گیا جب باب علم پیغمبر
ہم سے علی کو اگر ہلاک کرین
سنکے ابلیس کا وہ مکر و فسون
وہان پہ کھودا غرضکہ چاہ عمیق
پھر جو ایسے چاہ مین لا کر
تب کمین گاہ سی نکل کے ضرور
کر چکے قطع جب مسافت راہ
تب خدا کا کہا سلام و درود
دیکھتے کیا ہین اپنے دلدل اسپ
شہ نے چومی رکاب پیغمبر
دل پہ ہے نشتر زبان ہر دم
ہون مین برہم ز ضعف بیجا
لگے کہنے حدیث لاترضی
صاحب تاج و آل من والا
مصطفے کو وصی ملا جیسا
کوئی ہوتا نہ وہ زخمی مطلق
ہین عدو جو حوالی یثرب
پر جہان مرتضے سا والی ہو
بہر الواح جب چلی موسے

ہین مکدر رسول رب غفور
تا بگوش جناب مرتضوی
لا تو دلدل کو ای خجستہ صفات
ہوے راہی سوی رسول کبیر
طی کیے دم مین عرصہ سال
جسطرح سے نقیض سایہ نور
در شہر مدینہ سے باہر
تو غموں سے دلونکو پاک کرین
ہو گئے شاد شاد سب ملعون
قدر پنجاہ درعہ تھا تحقیق
کئی ہین کے رکہے گئے پتھر
چاہ کو سنگ سے کرین معمور
تو نمایان ہوا غبار سیاہ
بعد ظاہر کیا علے کا ورود
چلے آتی ہین سلامتی کو شہ
دیا بوسہ نبی نے ماتھے پر
طعنہ دشمنان خدا کی قسم
نہ رہونگا مین بیچ رمیان نسا
مدعے لا نبی بعدی کا
مالک تخت عاد من عادا
نہ کسو کو سبب ملا ویسا
نہ جہنم کو خلق کرتا حق
وہ کمین گاہ مین ہین بیٹھے سب
پر نہین غم جو شہر خالی ہو
اپنا ہارون کو جانشین کیا

چہ زن و مرد اور چہ خاص و عام
سنکے اہل نفاق کا یہ مقال
قنبر با وفا یہ سن کے کلام
اوسکے مرکب کا کیا بیان ہو خرام
اوسکے سایہ پہ ای پر از مایہ
سایہ پھر ڈھونڈھتا پھری اسطرح
یہان منافق ہوئی وہ جمع تمام
آیا شیطان بشکل پیر کبیر
جمع ہوائی وہان وہ اہل غرور
اوسی خس پوش کر دیا بالکل
خود ہوئی گوشہ گیر اور مخفی
یان تو اس فکر مین تہی وہ عدو
پس وہین جبرئیل بھی ناگاہ
یہان رسول خدا شفیع امم
جب نبی و علی دو چار ہوئے
کہا حیدر نے ای رسول کریم
متقاضی نہین ہے میری جرات
خاتم انبیا شہ لولاک
ہی علی مجھسے مین علی سے ہون
ہون مین نازان بجال مرتضوے
ہوتا اجماع خلق ای حیدر
نہین تو اس سفر مین جو ہمراہ
اگر تجھے ساتھ لیچلون مین آج
تیرے رہنے سے بچ رہا وہ دیار
پس اسیطرح سے یہان بھی نبی

شہر مین ہر طرف یہی تھا کلام
ہوا حضرت کو سخت رنج و ملال
لائے دلدل کو باشکوہ تمام
جس کا محکوم ابلق ایام
گر پڑے تازیانہ کا سایہ
مرغ گم کردہ آشیان جسطرح
گئے آپ اسمین بیٹھ کر یہ کلام
سبکو تعلیم کے یہی تدبیر
ہو گا جس راہ سے علی کا عبور
کہ نہ جان بر ہو صاحب دلدل
کہ گرین جبکہ دشمنان علے
وہان شیر خدا شہ خوشخو
وہی لائی سوی رسول اللہ
لگے پھر پھر کے دیکھنے اوسدم
مصطفے جا کے ہمکنار ہوئے
ہوا بندہ کو آج رنج عظیم
کہ مدینہ مین رہون حضرت
وہ شیر منازل افلاک
یکہ گیر مثل موسی و ہارون
بازو پشت ہین تجھسے قوی
بخدا اگر یہ تیری محبت پر
یا علی اس سفر سے ہو آگاہ
تو کرین شہر کو ابھی تاراج
نہ اکیلا علے نہ اور مرا آل
جانشین اپنا کر چلا ہے علے

سوار شدن رسول ﷺ مع المؤمنین و حاضر شدن پسر پیرزن بہمراہی رسول صف شکن

تھی یہ ہمسایۂ نبی اک زال
حسن مین وہ سبہو نسے دو نا تھا
قاری بے بدل تھا نام خدا
تا بہمرایت کمر بندم
کہا حضرت نے چل بخانہ خویش
عرض کے اوس جوان نے یا حضرت
لا سب اسباب حرب کو گھر سے
کہا ما نے مجھی ہلاک نکر
ماں کے پاؤن پہ رکھدیا سر کو
دی مجھے رخصت و رضا جہاں
آئی پیغمبر خدا کے پاس
رہے تا دیر سوچ مین وہ جناب
سجہا اور رسول نے پردہ
غل ہوا جا بجا مدینہ مین
اور کہا تم وصی برحق ہو
کہا حیدر نے با دو دیدہ تر
سایہ جو آپنے نہین پایا
مصطفے سنکے آب دیدہ ہوئے
یون جدا ہو گئے وہ نور خدا
ہوا راہی غرض کہ لشکر دین
ہوا جاری یہی سخن یکبار
کیا اہل نفاق نے یہ کلام
کونسا تھا جہاد عند اللہ

زن فرتوت اور بزرگ سال
اوسکا یوسف بھی اک نمونا تھا
جزو کل حافظ کلام اللہ
بمیان تیغ تیز تر بندم
تا تیری والدہ نہو دلریش
مین نچھوڑونگا دامن دولت
جاکے رخصت طلب ہوے مادر سے
اپنی فرقت مین سینہ چاک نکر
اور کہنے لگا یہ مادر کو
ساتھ جاؤن نبی کے با دل شاد
اور لگی کہنے یا شفیع النار
پھر کیا پیرزال سے یہ خطاب
گئی وہ پیرزن دل افسردہ
کو سن رخصت ہو مدینہ مین
تم میری جان نشین مطلق ہو
میرے ماں باپ ہون فدا تمپر
ہون مگر مین جناب کا سایہ
یکدگر در بغل کشیدہ ہوے
جان و تن ہو وین جسطرح سے جدا
تھا کئی منزلون وہ کشور کین
بلسان مہاجر و انصار
ہی علی سے خفا رسول انام
کہ علی تھے نہ حاضر و ہمراہ

تھا پسر اوسکا نوزدہ سالہ
سب مین مشہور وہ قبول خدا
اوسنے لی تھام مصطفے کی رکاب
آرزو ہی کرون یہ جانبازی
تجھسے مانوس ہے بہت وہ ملک
جب کہ از حد برون ہوئے اصرار
گیا مادر کے پاس با سرعت
تیری رخصت تو رخصت جان ہے
تجھے دامان فاطمہ کی قسم
تب تو لاچار ہو گئے مادر
یہ امانت سپرد کرتے ہون
اپنے بیٹی کو کر سپرد خدا
ہو لیا ہمراہ رکاب جوان
ہوئے اوسوقت احمد مختار
اب میری جا رہو مدینہ مین
گرچہ یون چاہتا ہو جی میرا
کب گوارہ ہی ہون حضور سے دور
فاتحہ پڑہ کے احمد مختار
تن نبی تھے تو روح حیدر تھے
چھپ گئی گرد کاروان نبی
گئی بہر وغا رسول کبیر
گر نہوتے ملول پیغمبر
احد و بدر و خندق و خیبر

بہ خط و رخ عیان مہ و ہالہ
پسر خوندہ رسول خدا
اور کہا یا نبی مراد ریاب
صف دشمن مین جا بسر اندازی
تیری دوری نہو اوسکو قبول
کی جناب نبی نے یہ گفتار
اور چاہی جہاد کی رخصت
رخصت جان بتا تو آسان ہے
اور تجھے جان فاطمہ کی قسم
تھام کر پیرزال دست پسر
جسطرح دون اوسیطرح سے لون
گر وہ چاہے تو زندہ آویگا
با دل شاد خرم و خندان
متوجہ بہ حیدر کرار
قلب ہو جسطرح سے سینہ مین
مثل سایہ نہون قدم سے جدا
مرضی حق سے ہی علی مجبور
ہوئی رخصت علی سی با دل زار
جسم حیدر تو جان پیمبر تھے
آئی یثرب مین تب علی ولی
ہین مدینہ مین شاہ خیبر گیر
آج کرتے اونہین شریک سفر
انہین تھی نام مرتضے پہ ظفر

جسکو پی کمو داع ہوش کرون	خدمت پیر مے فروش کرون	فارغ از جوش العطش کردی	جرعہ کش ہون قرابہ کش کردے
مثل مستان دماغ گرم رہے	پر بہکنے سے مجکو شرم رہے	ساقیا گو کہ شوق ہی غالب	مئی انگور کا نہین طالب
مالش دست سے نہو سر و کار	ید قدرت نی ہان دیا ہو فشار	مئی عرفان سے کام ہے مجکو	یہی شرب مدام ہے مجکو
نہ خرابات کا خرابی ہون	کنج عزلت کا مین شرابی ہون	ہی میرا پیر مے فروش علی	شاہ مستان سبو بدوش علی
کیون نہو دلکو اوسکے مشتاقی	ہی شراب طہور کا ساقی	اوسنے بخشا یہ نشۂ ادراک	کہ میرا ذہن ہوگیا چالاک
ہان سنو میکشان جام شعور	ہان سنو ساقیان بزم حضور	لکھتا ہی خامۂ زبان آرا	معجزات نبی و شیر خدا
بروایات بوزر و مقداد	خامہ کرتا ہے یہ حکایت یاد	احمد پاک بعد مغرب کے	وارد مسجد مدینہ تھے
موعظہ تھا زبان سے جاری	سلک تقریر سے گہر بارے	جملہ اصحاب شائق گفتار	ناظر روی احمد مختار
اسطرح گرد تھا نبی کے ہجوم	بدر ہو جس طرح میان نجوم	روی اصحاب خاص تھے رخشان	ذرہ اوس مہر کے تھے جلوہ کنان
ناگہان پیک کردگار جلیل	محرم راز مصطفے جبرئیل	ہمدم انبیا سپہر خرام	سدرۃ المنتہی ہے جسکا مقام
شاطر خالق زمان و زمین	وحی لائی سوی رسول امین	ہی خدا نے تمھین سلام کیا	بعد اوسکے ہی یہ پیام دیا
ہو سوئی قلعہ تبوک روان	تاکہ بنیاد کفر ہو ویران	اور مدینہ مین چھوڑ حیدر کو	صاحب ذو الفقار و قنبر کو
صبح کو ہو روان بصد تعجیل	دیکھہ تو قدرت خدای جلیل	فارغ اس وحی سے ہوی جب رسول	کہی وہ وحی اور شان نزول
جو ہوا فق تھے خوش ہوئے وہ کمال	اور منافق اسیر دام ملال	اوٹھ گئے اپنے اپنے گھر اصحاب	تاکرین سب درستی اسباب
حجرۂ خاص مین رسول آئے	اور پے رخصت بتول آئے	بسکہ فانوس تھے رسول انام	رات کے فاطمہ کے گھر مین تمام
جب ہوا چرخ پر طلوع سحر	سوی مسجد نبی چلے اوٹھ کر	جب ہوئے جمع اغنیا و گدا	کی نماز سحر نبی نے ادا
تھی ابھی سب سے خضوع و خشوع	کہ ہوا قرص آفتاب طلوع	علم آفتاب نکلا جب	فوج انجم ہوی گریزان سب
شہ خاور سپہر گرد ہوا	رونق تخت لاجورد ہوا	ہوئی میدان چرخ سے یکبار	مہ انجم سپاہ رو بفرار
کیا فوج نبی نے جنگ کا ساز	ارکیوار کیو کی تھے آواز	ناقہ مطلوب بار بار ہوا	شاہ پیغمبران سوار ہوا
تھے زرہ پوش دو ہزار سوار	زیر خفتان و خود فرق تھے بار	ہمہ ور تن قبای زنگار رنگ	ہمہ جویای جنگ شیر و پلنگ
ہمہ جانباز زیر ران شبدیز	ہمہ ہنگام جنگ آتش خیز	ہمہ چون کوہ با ہزار شکوہ	ہمہ زیر علم گروہ گروہ
ہمہ جنگ آزما نہنگ شکار	صورت موج قلزم ذخار	موزہ چکمہ دار و خود بفرق	آب فولاد مین سراپا غرق
ہمہ اصحاب زیب عرصۂ جنگ	بحر ہستی کے تھے تمام نہنگ	نیزہ در دست تھی جوان سمند	آسمان سے تھی ایک نیزہ بلند
نیزہ دارون کو شوق جولان تھا	راہ رو یک قلم نیستان تھا	سایہ افگن تھا پہلوانون پر	علم خاص فوج پیغمبر
	نہوا تھا روان خدا کا حبیب	کہ ہوا اور ماجرای عجیب	

وہ لگے کہنے ہو مین پر خرد
ہی نگر رام پور مین ایک نواب
جب تفنگ اپنی وہ اوٹھاتا ہے
جب وہ شیر زیان بگڑتا ہے
اور ہمت کا کچھ نہین ہے حساب
مالک منصب فراوان ہے
دیکھ اوسکی شکوہ وقت نبرد
مال و زر کون یون بھلا دیوے
وہ ہے خلق عظیم کا مالک
اوسکے ایمانسے نبی راضی
نام خطبہ مین اوسکا جلد ملا
لایا ہون اوسکا نام نیک صفات
زینت نامۂ نام نامی ہے
نام کو تیرے اس لئے لایا
یا الٰہی بروح پاک رسول
اسکی دولت کو ہو سقدر طول
یہ امام زمانکے ساتھ رہے
بہرہ مند انسے کائنات رہے

تیرے پاس آیا ہون برآمد
بسو وہ نواب ہی ہلال رکاب
اسد چرخ کانپ جاتا ہے
شیر کو ہاتھ سے پکڑتا ہے
ہند مین تو نہین ہے اوسکا جواب
نام پاک احمد علی خان ہے
رستم زابلی کا ہو منہ زرد
قبل جو مدح کی صلا دیوے
ہی وہ لطف عمیم کا مالک
فاطمہ راضی اور علی راضی
وہ ہی اس مثنویکا دیگا صلا
تاکہ تزئین پائین یہ ابیات
اس صحیفہ مین اسم سامی ہے
کہ یہ مضمون خیال مین آیا
یہ دعا کر ضمیر کے مقبول
کہ کرین صاحب الزمان جو نزول
اسکا دامن ہمارے ہاتھ رہے
اور ہر شب شب برات رہے
لکھ چکا اپنا مطلب دلخواہ

نہین اس شہر مین کوئی ایسا
جب وہ عزم شکار کرتا ہے
بسکہ شیر خدا کا ہے وہ غلام
اوسکی توصیف مین لکھون جو تمام
جب فقیرونکو مال و زر دیوے
فی الحقیقت نہنگ بحر و غا
دیکھکر اوسکی تیغ کوہ شگاف
عدل جب اوسکا یاد کرتا ہے
فرق پر اوسکے ہی میان جہان
جبکہ ذکر حسین ہوتا ہے
سنکے ناصح سے یہ نصیحت و پند
ہو مخاطب حضور مین اس آن
ہی ترا نام پاک ای ممدوح
یہ صحیفہ جو پائدار رہے
رونق نامہ نام ہے جسکا
اونکے ہمراہ یہ جہاد کرے
عیش و عشرت سے یہ سعید رہے
دوست جو اوسکا ہو وہ شاد رہے
ہان قلم کر شروع بسم اللہ

نام خطبہ مین لائی تو جسکا
نسر طائر فلک پہ ڈرتا ہے
شیر سب اوس سے کانپتے ہین مدام
ہو جدی ایک مثنوی ارقام
جھولیان اون سبھونکی بھر دیوے
ہی وہی شیر بیشۂ ہیجا
بھاگے اسفندیار روز مصاف
اپنے سایہ سے شیر ڈرتا ہے
مہدی دین کا سایۂ دامان
کیا وہ خوش اعتقاد روتا ہے
مین ہوا اس شرف سے فائدہ مند
مین یہ کرتا ہون عرض اندیشان
باعث افتتاح گنج فتوح
نام تیرا ابھی یادگار رہے
تو ہمیشہ معین رہ اوسکا
روح خیر النسا کو شاد کرے
اسکو ہر روز روز عید رہے
اور بدخواہ نامراد رہے

آغاز داستان ندرت بیان مشتمل بر معجزات امیر مومنان و معجزات پیغمبر آخر الزمان صلوات اللہ الملک المنان و شروع ساقی نامہ فیض شمامہ

ہان پلا ساقیا وہ ساغر نور
ساقیا ابتدا ایسہ مست ہو نہین
ہو مجھے قرب بزم جانانہ

جسمین پرتو فگن ہو عارض حور
می کش شیشۂ الست ہو نہین
لیلے پیمان ہوینگا پیمانہ

ساقیا دور اولین ہے یہ
دی مگر مے کہ نشہ بالا ہو
ہون سبا وس مے سی ایسے آلودہ

مجلس خاص عاشقین ہے یہ
طلب وصل حق تعالی ہو
کہ رہون دیر گاہ آسودہ

اب جہان ہا مجلس موافق ہے   مجمع دوستان سابق ہے
ہی غضب بزم دوستان اہل   اور کفارۂ یمین ہے سہل
کیا کہون کچھ کہا نہین جاتا   آہ چپ بھی رہا نہین جاتا
اب یہ ٹھہرائی ہے مگر تدبیر   پڑھیے وہ شی کہ ہو ثواب کثیر
جسمین سر تا بپا غرایب ہون   مظہر العجایب ہون
ہو وہین آگاہ جس سے کم احباب   ہان مگر ہو جسے عبور کتاب
ایک ورق کا جو کوئی دید کرے   اپنے ایمان کو وہ مزید کرے
ہی تجھے شوق داستان جو فزود   رزم اور بزم اسمین ہے موجود
اسمین اپنا نہین تصرف ہے   ترجمہ کا فقط تکلف ہے
یہ دعا حق سے صبح و شام کرون   جلد یہ مثنوی تمام کرون
کلک اصلاح سے بنا دینا   دامن عفو سے چھپا دینا
ہی کیا اسہل ممتنع ارقام   تاکہ محفوظ ہون خواص و علم

ہر طرف ہی یہی بلند صدا   کچھ تو فرمایئے برائے خدا
جب زیادہ کوئی ستاتا ہے   میر کا شعر یاد آتا ہے
بے کہے کب نجات پاتا ہون   کچھ نکچھ اونکو پڑھ سناتا ہون
کیجیے ایک مثنوی ارقام   معجزات علی ہو جسمین تمام
اب مین ایک معجزہ کرون مرقوم   جسکے پڑھ جائی جن و انس مین دھوم
آدمی پھر نہ کوئی کام کرے   نہ اوسے جب تلک تمام کرے
جو پڑھے اوسکو ہو حصول ثواب   جو سنے اوسکو ہو امان عذاب
گر تو ہی مایل ترانہ عشق   اسمین موجود ہے فسانہ عشق
ہی جو یہ معجزہ کیا مرقوم   فارسی مین بھی ہو چکا منظوم
سنو ای گوش مردم دانا   غلطے اسمین اگر کہین پانا
بلکہ جو شخص اسکی سیر کرے   حق مین میرے دعای خیر کرے
وجہ تالیف ہو چکے ارقام   اب سنو والسلام والاکرام

زیب نامہ نامی و رونق صحیفہ گرامی مدح جناب مستطاب کائنات مالک الرقاب کیوان جناب برجیس احتشام قمر رکاب نواب احمد علیخان بہادر دام اقبالہ الی یوم الحساب

لکھ چکا جبکہ باعث تالیف   تب لگا دل مین سوچنی یہ نحیف
تحفۂ بزم شاہ کرتے ہین   اور صلہ پر نگاہ کرتے ہین
یہ کلام لطیف ہے جیسا   ملے ممدوح بھی کوئی ایسا
ہر طرف مین نگاہ کرتا تھا   نہ نظر مین کوئی ٹھہرتا تھا
شبکو بستر پہ مین پڑا تھا حزین   تھی یہ فکر محال دل سے قرین
تھی وہ شب بے شک زلف حور العین   سرمۂ دیدہ ہای آہوی چین
تھا اوسی فکر مین مگر احقر   کہ بجایا کسی نے حلقۂ در
دیکھتا کیا ہون ایک پیر کہن   ہمہ تن نور نور ہے روشن
بر مین ہے ایک قمیص جنس نفیس   جسکے خیاط حضرت ادریس
رخ انور کے گرد ریش سفید   ہی خطوط شعاعی خورشید

ہی یہ معمول شاعران قدیم   جبکہ کوئی کتاب کی ترقیم
مجھکو گرچہ نہین صلہ پہ نگاہ   یہی ہے فکر دلمین شام و پگاہ
جسکا پر نور دیدۂ دل ہو   نام خطبہ مین اوسکا داخل ہو
پر سنو اب یہ ماجرای عجیب   نقل ہے یہ ز نقلہای غریب
تھا نہ کوئی انیس بزم افروز   شمع بالین پہ تھی مگر دلسوز
لیلۃ القدر انس و جان کہیے   شب معراج عاشقان کہیے
سن صدا اوٹھ کھڑا ہوا مین شتاب   جاکے در پر کیا جو فتح الباب
تاج بر فرق اور ردا بر دوش   ہے عصا ہاتھ مین مگر خاموش
سر پہ ہے چتر سایۂ یزدان   پا مین نعلین موسی عمران
مینے جھک کر کیا تب اونکو سلام   عرض کی ہے جناب کا کیا نام

ماتم ترا ای حسین تجھپہ فدا
ذبح پیاسا کیا کنار فرات
جو ہمین یہ سمان نظر آیا
کی غرض آنکہ جو پاس نگاہ
مینے یہ سانحہ سُنا جسدم
اوسی عرصہ مین ایکروز سعید
ہادی اس امر مین نحیف کی ہین
معدن علم و فضل و جود و سخا
ختم ہے اونپہ گریہ و زاری
آپ مینے سُنا کہ شاعر ہین
اوسمین پرشش پڑیگی روز حساب
تب وہ بولی کہ ہوتی ہی اسجا
الغرض جب دوشنبہ آپونچا
جب ہوئی بزم مجمع سارے
سنو یہ عرض اے شہ دلگیر
الغرض مرثیہ شروع ہی کیا
مرثیہ جبکہ زور پر آیا
گو کہ باقی کئی تھے مرثیہ خوان
کردن ابیات کا جو آج شمار
طرز یہ مرثیونکے ٹھہرائی
ابھی تعریف ہوچکی بس بس
آسوی مطلب ای خجستہ خصال
بزم احباب مین بحسن کلام
ذکر تاریخ و قصہ ہای عجیب
گو وہ اشغال اب نہین یکسر

باز آئے نہ ظلم سے اعدا
چھوڑ عریان بخاک خون سے ہات
بجد البت تلک جگر آیا
ہے ہمینے جز یاس کچھ نہ پایا آہ
بس اثر کر گیا حسین کا غم
ہوی الحق یہ دوسری تائید
بھائی مرزا علی شریف کے ہین
صاحب زہد مالک تقوے
ختم ہے اونپہ تعزیہ داری
بلکہ اس فن مین خوب ماہر ہین
اسمین حاصل ہزار اجر و ثواب
ہر دوشنبہ کو شہ کے بزم عزا
مین بھے بہر ثواب جا پونچا
آئی بعد ایک کے میری باری
آج پڑھتا ہے پہلے روز ضمیر
اوسمین تھا حال فاطمہ صغرا
قلزم گریہ شور پر آیا
پھر کسینے نہ واکیا جزدان
ہو نگے البتہ سی و چار ہزار
کہ سراپا ہوا و صف آرائی
ہان دلا ہے مقام ضبط نفس
تا کھلے تیری گفتگو کا حال
تھا غزل خوانیونسے مجکو کام
ہم حکایات و نقلہای غریب
طبع احباب ہی مگر خوگر

بفرات و بجت عطشانا
جبکہ وہ بی بیان یہ سنتین صدا
تھمکو سر کا یا اسلئے اوسدم
نور سا ہر طرف چمکتا تھا
یا کبھی تھی رباعی و نہ سلام
ہوا ایکروز وقت چاشت گذر
مالک رتبۂ عظیم ہین وہ
حاجی و زائر حجستہ صفات
مجکو جب اوس جناب نے دیکھا
اگر اوسکے عوض کہین تو بجا
عرض کرنے لگا تب اونسے نحیف
ابکی مجلس مین آئیگا شتاب
دیکھتا کیا ہون ہی ہجوم کثیر
الغرض مینے کر خدا کے رجوع
نہ تو پہر مرثیہ کا لونگا نام
ہوا از بس دلونپہ غم طاری
عش کا عالم ہوا نہ کس کسکا
نرہا شغل مجکو پھر کوئے
ہی ولے صد ہزار شکر خدا
پایا میرے کلام نے یہ رواج
مشک خالص ہے کہ خود بوید
رہا مدت از بسکہ یہ رنجور
گہہ قصیدہ کبھی مخمس و فرد
قصص عشق جب سناتا تھا
اب بھی جب انجمن مین آتے ہین

بتراب طرحت عُریانا
کہتی تھے یا حسین یا آقا
تا کرین پاس سے زیارت ہم
اور خوشبو سے گھر مہکتا تھا
یا کئی مرثیہ کئے ارقام
میر امیر زا لطف علی کے گھر
عالم و فاضل و حکیم ہین وہ
ہر جمع مومنین او سادات
یون باخلاص مسکرا کے کہا
مرثیہ ہائے سید الشہدا
مینے ہین مرثیہ کئے تصنیف
آپ بھی کیجئے گا کسب ثواب
ہین سبھی جمع ذاکران کبیر
کہا شہ سے ابعد خضوع و خشوع
ورنہ کرتا ہون آج سے مین سلام
اشک مطلع پہ ہوگئے جاری
ہو گیا خاتمہ ہے مجلس کا
ہو گیا صرف مرثیہ گوئے
کہ میرا ظرف ہی سبھونسے جدا
کہ نہین کچھ بیانکا محتاج
نہ کہ عطار مدح اد گوید
شعرا مین بشاعری مشہور
مثنوی ہای پر فسانہ و درد
کبھی ہنستا تھا گہ رلاتا تھا
لب پہ ذکر گذشتہ لاتی ہین

نیک و بد درمیان بیم و امید　　اور سوا نیزہ ہو کھڑا خورشید
ایک طلاطم صفوف محشر مین　　علم احمد کا دست حیدر مین
ہوگی میزان معدلت تیار　　مسند حکم پر شہ جبار
تب مین جاؤنگا مصطفے کی پاس　　اور کہونگا کہ یا شفیع الناس
تھا میرے گھر مین تعزیہ برپا　　اور ذاکر مجھے کوئی نہ ملا
یہ جو سید ہی اور تیرا فرزند　　اس سے کی مینے التجا ہر چند
یو نہین عاشورہ کی کٹی وہ رات　　نہ سنا مرثیہ مگر ہیہات
جب کیا اوسنے بار رکنے یہ کلام　　تب لگا کانپنے میرا اندام
مجھپہ حالت عجب ہوے طاری　　اشک آنکھونسے ہوگئی جاری
مرثیہ اوسمین تھا گدا کا خوب　　تھا باداب اور بہت مطلوب
فاتحہ پڑھ کے با خضوع و خشوع　　کیا منبر پہ مرثیہ وہ شروع
وہان پہ منظور تھے کچھ اور سے بات　　ہاتھ آتی تھی یہ سبیل نجات
بس کسی مین رہا نہ باقی ہوش　　گیا تا گوش قدسیان وہ خروش
نہ کسیکو رہی کسیکی خبر　　دو پہر تک رہا یہ غم کا اثر
اب کرو بند و بست ہان جلدی　　بی بیان بیٹھنے کو آوین گے
باہر اوس بزم کے غرض آئے　　تھے جو بیہوش اونھین اوٹھالائے
بعد ایک دیر کے وہ شور و بکا　　ہوا کچھ کم تو مینے یہ پوچھا
تب سبہون نے کہا قسم کھاکر　　تم جو پڑھ کر گرے تہ منبر
ایک بی بی بہت بصدق و صفا　　بخدا چون شکوہ عرش خدا
جسم مین اونکے رخت کالا تھا　　چہرہ پر نور حق تعالی تھا
وہ بھی دونو سیاہ رخت ببر　　شکل اندوہ و درد سر تا سر
رتبہ کیا اونکے آگے حور کا تھا　　گویا کل عضو عضو نور کا تھا
تھی جو ایک بی بی خجستہ مقام　　گئی منبر پہ وہ بہ حزن تمام
دونوکے عارضونپہ گرد پڑے　　زیر منبر ہر ایک خموش کھڑے
واہ کیا معجزہ دکھایا یہ　　کہ ہماری سمجھ مین آیا یہ

خلق جویای رحمت بیچون　　شفع بخشے گا کچھ نہ فال زبون
سب فراموش سرکشونکا لاف　　سامنے خلد و وہ دوزخ و اعراف
سب نبی درمیان ہول عظیم　　فکر امت مین ہر رسول کریم
ہو جیو آج اے پناہ امم　　میرے اور اونکے درمیان حکم
سب خواتین رہین بشیون نشین　　گھر مین آیا جو وہ عزای حسین
سوی منبر قدم نہ انکا بڑھا　　نہ پڑھا مرثیہ مگر نہ پڑھا
پس یہ کہئے کرونگا جب تھا کل　　آپکے جد کو ہوگا کیسا ملال
سنکے یہ گفتگوی جان فرسود　　سر سے پا تک ہوا عرق آلود
ہاتھ سے اونکے اوس بیاض کو تھام　　مین لگا کرنے انتخاب تمام
ایکبار اوسکو دیکھکر فی الفور　　گیا منبر پہ مین غرض ہر طور
کبھی مجلس مین تھا پڑھا نہ سلام　　رعب سے جسم کانپتا تھا تمام
نصف تھا مرثیہ پڑھا نہ ہنوز　　ہوئی رقت جو انجمن افروز
بخدا ایک کو رہا نہ قرار　　مین بھی منبر سے گر پڑا ایکبار
تھین پس پردہ جمع جو عورات　　اونمین سے ایک نے کہی یہ بات
مرد مین سامنے انھین سرکاؤ　　ہین جو غش مین انھین اوٹھا لیجاؤ
اسطرح بیٹھین بی بیان بہ وفور　　ایک نمونہ تھا جسکا شور نشور
صاحبو کچھ کرو تو ہمسے بیان　　سبب اضطراب پردگیان
بی بیان ہمکو آئین تین نظر　　کہین خورشید یا مہ انور
اوسکا رخ جسطرف کو پھر جاتا　　پرتو مہر کا سا گر جاتا
اوسکے رخت سیاہ سے پیدا تھا　　نور ظلمات سے ہویدا تھا
نور ماتھے سے آشکارا تھا　　بلکہ عفت کا وہ ستارہ تھا
چاک دامن تلک گریبان تھا　　گیسوے عنبرین پریشان تھا
ایک بی بی ادھر تو ایک ادھر　　ماہ کے پہلو مین وہ دو اختر
بیٹھ ایک مرثیہ بطور عرب　　پڑھا خاتون اولین نے تب
صارت الام یا حسین فداک　　لم یدع سوءة علیک اعداک

بس فقط ہی یہ آرزو میرے — جانی پادی نہ آبرو میرے
کیجئے مت مجھے پریشان وش — کسی نامرد کو کا منت کش
ہو جو زر نذر والدین کرون — دائمی مجلس حسین کرون
مرثیہ گوئی مین ہو نہین صرف — لب پہ آوی نہ اور کوئی حرف
مدح مین اوسکے ہو زبان گویا — جسمین ہو جو دہون صفا و ثنا
کیا عنان سخن چھٹے یکسر — تھا کہان اور آرہا ہون کدہر

ہین جو ارباب حق چہ شیخ و چہ شاب — سبکی خدمت کرون بکسب ثواب
دلمین ہو جمع مال کے نہ ہوس — دی بقدر کفاف دیگر بس
شہ کے ماتم مین پر خروش ہون — اوسکے غم مین سیاہ پوش ہون
نرہون مثل شاہدان جہان — بامید فلان و ابن فلان
کس و ناکس کے پر نہ مدح کرون — بلکہ ایسو نپہ رد و قدح کرون
ہان کمیت قلم روانا ہو — رہ مقصد کا آ ٹھکانا ہو

سبب تالیف این نسخہ شریف و ذکر سوانحات عہد نوجوانی و شوق شغل شعر خوانی و بازہ ہدایت یافتن این کمترین بمداحی سبط ختم المرسلین بہ معجزہ آئمہ معصومین

ہی جو یہ نسخہ لطیف و شریف — اب سنو اسکا باعث تالیف
سنو ای مردم سراپا ہوش — ہمہ تن چشم اور ہمہ تن گوش
شعر کہنے کا اسکو شوق ہوا — سن دہ سالگی سے ذوق ہوا
غزل پر معانی و رنگین — پڑھ کے ہوتا تھا مورد تحسین
ذاکری کا خیال و ذوق نتھا — مجھے کچھ مرثیہ کا شوق نتھا
رہتے تھے میرے ایک قریب مکان — مومن پاک صاحب ایمان
میر باقر تھے ایک مرد غیور — سو یہ پالیدہ اونکا تھا مشہور
تھا وہ مومن مطیع امر خدا — تعزیہ دار سید الشہدا
تعزیہ خانہ بسکہ تھا نزدیک — بندہ بھی ہوتا تھا عزا مین شریک
اوس مکان پر ہوا میرا بھی ورود — اور بھی مومنین تھے وہان موجود
صاحب خانہ سخت گھبرائی — ہو کے لاچار میرے پاس آئے
اور لگے کہنے مجھسے جوڑ کے ہاتھ — آپ مانین تو مین کہون ایکبات
مرثیہ ہین کتاب مین مرغوب — آپ پڑھ دین تو ہی نہایت خوب
مینے یہ عرض کی کہ مشفق مین — مرثیہ خوانی کا جدا ہے فن
گو بہت سی اونھونے کی تکرار — مین کیا ہی کیا غرض انکار
میر صاحب یہ بات رکھنا یاد — کہ خدا جب کریگا روز معاد

سنو ای دوستان و خیل عزیز — سنو ای صاحبان عقل و تمیز
ہی جو یہ بندۂ فقیر و حقیر — کمترین ذاکر حسین ضمیر
جا کے بزم مشاعری مین مدام — پڑھا کرتا تھا عاشقانہ کلام
اوسی اثنا مین کی درست تمام — مثنوی نسخہ محبت نام
پھر سنو اب یہ واردات عجیب — معجزہ ہے ز معجزات غریب
نام تھا اونکا جو غلام علے — تھے ہمیشہ فدای نام علے
تھا مگر اسقدر سعادتمند — جسپہ صدقے کئی تھے سو فرزند
سال بھر مین جو کچھ کماتا تھا — سب محرم مین وہ لٹاتا تھا
اتفاق ایکشب ہوا یہ عجب — شب عاشورہ تھی مگر وہ شب
جستجو کے بہت مگر اوس رات — مرثیہ خوان کوی نہ آیا ہات
ہاتھ مین ایک بیاض اوسمین تمام — مرثیہ تھے حسین کے ارقام
شعر پڑھنا ہی آپکا مشہور — کوئی ایسا پڑھے تو کیا مقدور
مین کہ اس سے کبھی نہ تھا آگاہ — مرثیہ کا ہی کیا طریق و راہ
مجھکو کچھ اس سے رسم و راہ نہین — اسمین بندہ کو دستگاہ نہین
جبکہ دیکھا کہ مانتا ہی نہین — تب یہ کہنے لگے وہ ہو کی حزین
بعد ہنگامہ ہای نفخۂ صور — ہونگے سب بندگان حق محشور

کہان سہراب و رستم گرد
جب کہ آوی گا موسم پیری
گر جوانی مین طاعت معبود
ہو گئی خشک جب تو فایدہ کیا
بسر مزرع امل گیاہ نماند
بر لب از فرط ضعف آہ نماند
ہی تواریخ مین یہ ہے مرقوم
ایک مدت ہوئی ہین گئی جو گذر
ہوا پانی کا اسقدر جو عبور
مشورت دی سبھون نے یہ اوس آن
ہمہ تن ہو گیا ہی طعمہ مور
وہان پہ گذرا غرض کہ حسنا دل
ہی یہ وہ ہاتھ اُنہی صغار و کبار
بذل کر بذل پیشہ اپنا مدام
جو امیرونکے عیش خانے ہین
تو نہ دنیا سے سر فرو لانا
چند ابیات یہ ہوئی جو تمام

مرد ہر کس کہ ہست خواہد مرد
آپ دنیا سی ہو دل گیرے
ہوگا پیری مین کاہلی کا ورود
جز شکستن نہین علاج اوسکا
ہیچ مو بر تنت سیاہ نماند
کہ ترا طاقت گناہ نماند
لکھتے آئی ہین صاحبان علوم
قبر بھی کہنہ ہو گئی یکسر
کہ ہوئی آب بردہ چند قبور
کہ کرین استخوان کو نقل مکان
داہنا ہاتھ ہے اوسی دستور
منعقد تھی جہان کہ یہ محفل
جس سے بخشی ہین درہم و دینار
بعد مرگ آئیگا نہین کچھ کام
چغد کے اونمین آشیانی ہین
ہی یہ نازک مقام ای دانا
عبرت الناظرین ہے انکا نام

یہ اگر تو کریگا دلمین خیال
کیا یہ سمجھا ہوا ہے تیرا دل
چوب تر کو کرے درست اگر
سوچ دلمین ذرا جو ہی شدبد
کی یہ کیا تونے ناجوان مردی
ہو سکے اب تو کچھ سخاوت کر
مر گیا جب کہ حاتم طائی
اتفاقاً اودھر کو آئی سیل
تھا جو حاتم کا ایک رشید پسر
جب ہوئی نبش قبر کے تدبیر
مرد و زن تھے کھڑے ہوئی حیران
اوسنے ہنسکر دیا سبھونکو جواب
ہاتھ تابوت کیون نہ رہ جاوے
ساتھ جاویگی حسرت و افسوس
پیش ازین تھے جو یہان بزرگ
فرق نقطہ کا ہوا اگر حاصل
ہان کمیت قلم لگا مت دیر

ابھی باقی ہین عمر کے مہ و سال
ہی جوانونکے مرگ سی غافل
راستی ہے بہ اختیار بشر
یک سر مو دولت سفید نشد
ای حسن تو بہ آن سامان کردے
بخدا اسمی کچھ نہین بہتر
گوشہ قبر مین جگہ پائے
سیل نے کی اوسیطرف کو میل
یہ اوسی دی کسینی جا کی خبر
دیکھتے کیا ہین سب صغیر و کبیر
ناظر قدرت خدای جہان
صاحبو کیون تمہین ہے استعجاب
کریم دست کرم کیون کھووی
نہ عمارات اور نہ یہ ملبوس
چھوڑ دولت چلی گئی یکبار
ایک ہو جائے عادل و عاذل
اب مناجات کیطرف رخ پھیر

دیگر مناجات سوالات

کردگارا بکبریائی خویش
بہر سردار اولیا کی لیے
شاہ مسموم خستہ تن کے لئی
بہر جسم طپیدۂ عباس
بہر پیکان خنجر اصغر
تجھی زینب کے آہ کی سوگند
دار ہا قید درد و غم سے مجھے

بہر منصوبۂ خدائی خویش
فرق مجروح مرتضے کی لیئے
دل صد پارۂ حسن کے لیئے
بہر دست بریدۂ عباس
روزن سینۂ علی اکبر
حسرت آگین نگاہ کی سوگند
اور تہیدستی کے الم سے مجھے

بہر دندان احمد مختار
بہر زہرا و جان خستۂ او
بہر لب ہای خشک و دیدۂ تر
بہر قاسم شہید تیغ جفا
بہر بیماری اسیر بلا
بنت شاہ مدینہ کا صدقہ
ہو نہ اتنا بھی مال و زر کا وفور

ہوئی جنگل میں عترت پیغمبر
وز پئے خاطر شکستۂ او
حلق مذبوح سبط پیغمبر
گل در خون طپیدۂ زہرا
زیور آہنی ز سر تا پا
رخ زرد سکینہ کا صدقہ
کہ مجھی ہو خیال کبر و غرور

کوئی نعمت کو کرتا ہی پامال
ہی گرسنہ پڑی کسیکے عیال

کوئی بزم طرب کا بانی ہے
کہین ماتم ہے نوحہ خوانی ہے

ہی کسی گھر مین تو بتونکی ہجوم
کہین سینہ زنی کا شور ہجوم

ہین ہی خواہان حشمت دنیا
تشنہ قلزم سراب نما

اسکی شربت مین زہر ہے سود
نوش ہے اسکا نیش آلودہ

اسکے خاطر برادران عزیز
ہوی آپسمین طالبان ستیز

ہی یہ دنیا وہ کہنہ گرگ کہ آہ
لاکہ یوسف گرائی ہی یک چاہ

کونسا گل نہ سایہ دہر خراب
کہ نہ کھینچا فلک نے اوسکا گلاب

اس خرابہ مین کسنی پایا گنج
جوکہ ہن بعد ہو نہ لایا رنج

ہی یہ دنیائی دو رنگا سر رشتہ
شہد ہے اسکا زہر آغشتہ

حدیث شریف من کتاب بحار الانوار از فضائل شاذان ابن جبرئیل قمی جہت عبرت و تنبیہ خفتگان خواب غفلت

کی ہے یہ ابن بابویہ نے نقل
ہی پسندیدہ نزد صاحب عقل

گویا ایک شخص کے کھو مین طناب
باندھ کر ڈالی ہین کوئی مین شتاب

کرے وہ قعر چاہ مین جو نظر
منہ کو کھولے دکھائی دی اژدر

جب نظر وہ کرے سوئے بالا
بلب چاہ تب وہ دیکھی کیا

ہین سفید و سیہ دو موش دراز
کاٹتی ہین طناب کی دمساز

اور ہین شہد و خاک کل اندود
اوسی دیوار چاہ پہ آلود

ہی مگس کا اوسی عسل پر جوش
نیش عقرب ہے جسکے آگی نوش

مگس شہد سے نہین ڈرتا
اپنا شیرین ہے کام جان کرتا

نفس امارہ پر کرو تو نگاہ
چاہ مین بہی ہے اسکو شہد کی چاہ

پس یہان عاقلون نے ہی یہ کہا
ہی وہ چاہ عمیق یہ دنیا

ہی جو مار دہن کشودہ مہیب
موت ہی دن بدن جو ہوئے قریب

ہی بتایا یہان بہ تمثیلات
ریسمان کمر ہے اسکی حیات

روز و شب ہین وہ موش لیچاہ
رسن عمر کرتے ہین کوتاہ

اور عسل ہے جو خاک مین مخلوط
ہین وہ لذات دہر نام مربوط

مگسان عسل پہ جو ہین بوفور
سو ہین ابنائی جنس وہ زنبور

گرے پڑتے ہین بسکہ بوالہوسان
ایک پر ایک صورت مگسان

بلکہ گر دلپہ نیش کھاتی ہین
نوش سے ہاتھ کب اوٹھاتی ہین

دھر نے کب ثبات ہے پایا
ہی یہ گویا درخت کا سایا

جنکو دنیا سے پونہچی ہے تنبیہ
خواب سی دیتے ہین اسی تشبیہ

جب کھلی آنکھ کچھ نہ تھا موجود
بخدا یہ نمود ہے بے بود

لذت ناتمام ہے گویا
خواب کا احتلام ہے گویا

نہو دنیا سے اسقدر دلخوش
ہی یہ ایک پیرزال شوہر کش

اس عجوزہ کا دیکھ دیکھ نفاق
دئے ہین مرتضی علی نے طلاق

کس سے اس بیوفا نے یاری کی
کس سے دنیا نے پایداری کی

کہان شداد وہ بہشت آرا
اس چمن کا کرے جو نظارہ

کہان اب کیقباد و کی کاؤس
لی ہوکے فرصت افسوس

کھولدے آنکھ ہو ذرا بیدار
مستی دنیوی سے ہو ہوشیار

آج کر لے گذشتگان پہ نظر
ہو گا کل تو بہی عبرت دیگر

کہان بہرام اب جو زور کرے
آکی شغل شکار گور کرے

گئی اونے شکار گور ہزار
گور نے اب کیا ہی اسکو شکار

گو سکندر بہی شاہ عالی تھا
جب گیا تھا تو ہاتھ خالی تھا

اب کہان ہی خزائن پرویز
کہان فرہاد کا وہ تیشۂ تیز

اب کہان آرزوی شیرین ہے
کہان شیرین وہ جوی شیرین ہے

کہان افراسیاب شیر شکار
لیا روباہ آسمان نے مار

کہان بیژن ہی اور کہان بہمن
کہان اسفندیار روئین تن

زال کو زیر رشتہ تقدیر
زال گردون نے کیا ہی اسیر

لیک مین شاہ عدل پیشہ تھا   خلق پر مہربان ہمیشہ تھا
چاہتا تھا کہ لاؤنمین ایمان   مگر ای وای حسرت و حرمان
کام تھا خوردی سے غمسے فراغ   دل میرا ہو رہا تھا صورت باغ
جسم ہونے لگا میرا تحلیل   رہا چند روز اسطرحسے علیل
آئی میری روح اسطرحسے نکال   جسم سے جسطرح اوتارین کھال
نہ ابھی چند روز گذرے آہ   جسم مین کرم لگ گئی ناگاہ
تھے طمع پر جو میرے دندان تیز   گرگئے سبکے سب وہ ہانسے گریز
رہگیا بس یہ ایک کاسہ سر   خاک ہو خاک مین ملا یکسر
ہی میرا سر ہر ایک ٹھکراتا   ہو نہین لوگونکی ٹھوکرین کھاتا
رویا پھر اسطرحسے زار و نزار   کہ ہوا شور گریۂ حضار
سنکے اوس جمجمہ کے گفت و شنید   رویا وہ شاہ کشور تجرید
ہی یہ دنیا غرض فنا کا مقام   دیکھو دنیا کا ہی یہی انجام
بھول مت دیکھ دیکھ آرایش   نہین دنیا مقام آسایش
سیر ہے ایک ایک طالب قوت   ایک کو تخت تختۂ تابوت
کہین شادیکا خوب سازو برگ   ہی کہین سربلند شیون مرگ
ہی کہین شادی جنابندان   ہی کہین شور مرگ فرزندان
بحر حیرت مین عقل کیون نہو غرق   ہی زمین اور آسمانکا فرق
کہین چوتھی ہے اور چالا ہے   کہین انفصال حق تعالی ہے
جامۂ سرخ مین کوئی خوشتر   کوئی رخت سیاہ ہے در بر
ہی وہان محو نور دیدہ پدر   یہان گریبان دریدہ ہے مادر
کہین سامان غسل صحت ہے   کہین ترتیب غسل میت ہے
ایک کو صبح صبح شادی ہے   ایک کو شام نامرادی ہے
کرتے ہین یہان عمارتونکو بلند   جہان پونہچے خیال کے نہ کمند
قصر بنوا کے ہو گئے شداد   قبر کی کوٹھری نہین ہے یاد
ایک جویای وصل دلبر ہے   ایک کا حلق زیر خنجر ہے

ہوئی جسدن نبی جہان افروز   کنگرہ قصر کے گرے اوس روز
ایکدن بزم تھی میری رنگین   حیرت افزای بزم خلد برین
ناگہان درد سر ہوا اظہار   ساتھ ہی ساتھ درد سر کے بخار
ملک الموت آئی یکبارے   کیا ندامت ہوئی مجھی طاری
مینے دخمہ مین جب جگہ پائے   ہائے تاریکی اور تنہائے
رہے جو عضو عطر مالیدہ   وہ ہوی خورش جیفہ گندیدہ
مدتون تک مگر یہ چشم وہان   رہی حیرت سی ہر طرف نگران
باعث عدل گو نہین ہے عذاب   ہی مگر اسطرحسے حال خراب
کر چکا جسگھڑی نصیحت و پند   ہوئی ناگہ صدای گریہ بلند
خاک لے لیکے سب اوڑاتی تھے   پای حیدر پہ سر جھکاتی تھے
یہ ہوا جوش گریۂ حیدر   کہ ہوئی ریش آنسوؤنسے تر
ہان دلاکر نظر بدیدۂ غور   دیکھ دنیائی بی ثباتکا طور
ایک کو تخت پر ملا آرام   دوسریکا ہوا خرابہ مقام
ایک تو صبح کو امیر ہوا   شام کو دوسرا فقیر ہوا
کوئی تو کتخدای تازہ ہے   اور کہین دوش پر جنازہ ہے
ہی کسیکا دماغ تا افلاک   کوئی ناشاد ہی بہ بستر خاک
ایک دولہن سے دوچار ہوتا ہے   ایک کنار لحد مین سوتا ہی
اور کہین خلق کے حواس ہین گم   کہین تیجا ہے اور کہین چہلم
کوئی فکر زفاف مین دلشاد   وقف تابوت کوئی نوشاد
کہین ہوتا ہی قطع پیراہن   کہین مردم کو ہی تلاش کفن
کوئی تخت روان پہ جلوہ نما   کہین مردہ وبال دوش ہوا
کہین قاقم مین دلکو چین نہین   اور کہین ستر عورتین نہین
ورنہ بہر قیام گھر ہووے   قصر ہے نام مختصر ہووے
عمر جون گل ہنسی مین کھوتی ہین   نہین شبنم کی طرح روتی ہین
کوئی دلشاد واہ واہ مین ہے   کوئی بیمار آہ آہ مین ہے

الغرض آئی وہان علی حیدر دم / تھا جہان قصر خاص شاہ عجم
اوسی لاؤ یہان بصد تعجیل / گئی اکثر معقربان جلیل
ہی سفید اور بڑی بڑے ابرو / دو نو رخسار پر پڑے ابرو
تب اوسی لائی شاہ وہان او سدم / تھی جہان عیش گاہ شاہ عجم
یہان پہ کسرا کو تھا یہ شغل اور کام / اور یہان تھا فلان فلان کا مقام
جب سنے مرد پیر نے یہ کلام / لگا کہنے کہ مین فدائی امام
تو تو مجھسے زیادہ ہے اگاہ / بخدا لا الہ الا اللہ
پھر کہا آپ نی کہ زیر شجر / ہی پڑا ایک کہنہ کاسہ سر
تھا عجب استخوان بوسیدہ / بسر خاک عجز غلطیدہ
حسب فرمان شاہ عالی جاہ / لا رکھا طشت آب کو ناگاہ
جب کہا وہ میان طشت پر آب / لگے کہنے یہ جمجمہ سے جناب
کون ہین ہم جن یہ پہلی کرو اظہار / پھر بتا مجکو اپنا نام و دیار
السلام اسے وصی پیغمبر / السلام ای امام جن و بشر
شعرای جہان کا تھا ممدوح / تھی کئی شہر چار سو مفتوح
تھے ہزارون رئیس زرین تاج / تنگہ التفات کے محتاج
مین سواریمین بانٹتا تھا سدا / اہل دریوزہ کو برنج وطلا
جبکہ کرتا تھا تخت پر مین مقام / ہوتے تھی گرد پیش چار غلام
مشک سودہ لئی تھا ایک غلام / ایک ساغر لئے زمرد فام
جبکہ مجلس مین لاکی دھر دیتا / تخت کے پاس نصب کر دیتا
دیکھنے مین تو تھا وہ سر تا پا / در و یاقوت لعل و مرجان کا
پر و بال اسطرح ہوئی لرزان / کہ ہوئی اہل بزم سب حیران
ہو گیا محو جس سے سبکا دل / بلکہ سرمست ہو گئے محفل
اگر اوسمین پھر بذوق تمام / تھا جو معمور بید مشک سے جام
وہانسے پھر آنکر ہوا غلطان / مشک سودہ کا تھا پیالہ جہان
کی وہان اوسنے بال جنبانی / ہوئی مجلس مین عطر افشانی

کہا حضرت نے یہان جو ہین دیہات / ایک پیر کہن ہے اوسمین حیات
آیا حضرت کے پاس پیر ضعیف / دیکھا حضرت نے ہی کمال نحیف
کہا حضرت نے پیر با اخلاص / تو ہی نوشیروان کا خادم خاص
پھر ہر ایک طاق کو بتاوہ جناب / کہتے تھے اسمین تھا یہ کچھ اسباب
دیکھو تو تخت گاہ شاہی یہ / اور کسرا کی خوابگاہ ہی یہ
تو نے اسطرح سے بتایا اب / گویا دیکھا تھا اپنی آنکھ سی سب
جہان کسرا کا تھا نشیمن خاص / وہان بیٹھی علی با اخلاص
سنکے خادم یہ حکم حیدر کو / ڈھونڈ کر لائے کاسہ سر کو
تب علی نے کیا سبھو سے خطاب / جلد لے آؤ ایک طشت پر آب
کہا حضرت نے جلد کاسہ سر / ڈال دو طشت آب کی اندر
اوسکے دیتا ہون مین قسم تجکو / مالک ملک بی زوال ہی جو
زہی اعجاز فاتح خیبر / تب یہ گویا ہوا وہ کاسہ سر
کیا کہو مین کہ کون ہم جن کیا ہون / مین تو نوشیروان و کسرا ہون
نسل شاہانسے تھی ہزار ہزار / دختر باکرہ میان کنار
تھی ہزارون ہزار خاص غلام / ہمہ زرین کمر بوقت خرام
قیصر روم غاشیہ بر دوش / اور خاقان چین تھا حلقہ بگوش
اونکا انداز حسن روح کا قوت / غرق دریائی گوہر و یاقوت
بزم مین تیسرا غلام آیا / ایک نخل مرصعے لایا
وہانپہ جو تھا غلام جب آتا / جانور ایک طلسم کا لاتا
جب درخت مرصع پہ رکھا / رقص اوس مرغ نے شروع کیا
پھر تو اوس مرغ کی کھلی منقار / ہوئے نغمہ عیان ہزار ہزار
جبکہ وہانسے اوڑا وہ خوش آواز / طایر ہوش کر گیا پرواز
اوسمین غلطیدہ جب ہوا یکبار / اور پر و بال ہو گئے سب تر
عنبر آلودہ جب ہوا سارا / آکے پھر تاج پر میرے ٹھہرا
رات دن تھا مجھی یہی اشغال / غم و درد و الم سے فارغ بال

چھوڑ جاوینگی درہم و دینار — جاییگا سب نشا او تر یکبار
نظر آویگا شاہد عقبی — کیا حسین و لطیف و رعنا

کیا انھیں انفعال ہوویگا — تب یہ دلمین خیال ہوویگا
زال دنیا سے کیون نہ منہ موڑا — حیف اوسکے لئی اسی چھوڑا

ہو جو دنیای دون زر احمر — اور رہو آخرت سفال اگر
لیگا اہل نظر مگر وہ سفال — کہ وہ باقی ہے اور اوسکو زوال

نقل سوم ہمین مطلب

ایک دیوانہ وضع تھا عاقل — مثل بہلول پر وہ دانا دل
تہا مقابر ہمیشہ اوسکا مقام — کاسئہ سر وہ ڈھونڈہ تا تھا مدام

جہان قبر شکستہ پاتا تھا — استخوان ڈھونڈ ڈھونڈلاتا تھا
رکھکے پس جمجمہ کو کس کس طور — وہ اوسے دیکھتا بدیدۂ غور

ہوا ایک شخص کا وہان جو گذر — دیکھا ہے اجتماع کاسئہ سر
کہا اوس شخص نے کہ ای نادان — کاسئہ سر یہ کیون دھرے ہین یہان

وہ ہمای بلند سے تفہیم — اور وہ ناظر عظام رمیم
اس سے کرنے لگا یہ ہنس کے کلام — مجکو اس امر مین ندی الزام

شغل میرا نہین ہے بیحاصل — ہی ہزارون فکر سے اوٹھاتا دل
کاسئہ سر کا مین جو ہون ناظر — سو فقط امتیاز کے خاطر

ہے امیرونکا کون کاسئہ سر — اور فقیرونکے کون کاسئہ سر
فرق کچھ بھی نہ درمیان آیا — مینے دونونکو ایکسان پایا

جبکہ سایل نے یہ سُنی تقریر — گرگئی اوسکے دلمین ایکتاثیر
ہاتھ دنیا سے اپنا دھو بیٹھا — تارک مال و جاہ ہو بیٹھا

دیکھو ای صاحبان بینائی — ایک حدیث عجیب یاد آئی

حکایت ظریف و نقل لطیف جہت عبرت طالبان دنیا و گرفتاران محبت این دشمن پر جفا

یعنی وہ مرتضے میر امولا — بادشاہ دیار فقر و فنا
پھر کے صفین سے جو ہین آیا — درمیان مداین کسرا

پایا حضرت نی حال شہر خراب — قصر خالی پڑے تھی بی اسباب
تھی مکان صورت شکستہ دلان — در کھلے مثل دیدۂ حیران

تھے جو بازار مین بلند مکان — پست تھی مثل ہمت دونان
جہان ہوتا تھا مردوزن کا ٹھہراو — اب اوسی ہزار ہا مین قبو یہ

تھی جہان نظم سلطنت کے اسرار — دنکو ہوتا ہی ان شپر کو ہراس
طاق کسرا مین آئی جب حضرت — نظر آئی کچھ اور ہی صورت

تھی ہمہ لاجورد جو دیوار — اوسمین رخنہ پڑی ہزار ہزار
تھی جو سقف منقش و رنگین — ہی ابابیل آشیانہ گزین

گیر وافاختہ کا پیراہن — ہی سر کنگرہ پہ کوکو زن
شاخ پر بلبل حزین یکسو — کر رہی ہی صدائے افاعتبروا

بوم کو بر فراز بام سرا — ہی سبق اینما تکونوا کا
خوان نوشیروان نہ ہی ریز گو — ہر طرف ہی نوا سے کمتر کو

کوس و از و نسے آرہی ہی صدا — نوبت دیگران ہی ای کسرا
ہو اطوغ و علم سے اب یہ ثبوت — نخل ماتم ہے برسر تابوت

یہ جو دنیا مین سب ہین مال و منال — بے ثباتی دہر پر ہین دال
مصر کو ہی عزیز مصر کے یاد — اور کہان ہی خلیفۂ بغداد

غرق بحر الم مین رہتا ہے — دجلہ اشکونکے طرح بہتا ہے
ہے مداین کی خشت کہنہ طلق — آئینہ بہر عبرت آفاق

جو ہی شیرین بدیدۂ عرفان — ملک خسرو پہ ہی خط بطلان
کیا ہی ویران ہکو وہ کہنہ رباط — تھی جہان رات دن بساط نشاط

بیٹھی اودن نرسیون پہلی غذا
شیشۂ مے اودھر کو زینت طاق
ایکطرف رقص گلرخانکی بہار
درودیوار پر چراغان تھا
جسگھڑی وہ عروس ماہ لقا
حال نوشاہ کا سنو تو ذرا
سروپا کا ہنوش تھا باقی
لڑکھڑاتا ہوا جو آنا نہ
تھا یہ معمول اون مجوسونکا
ہمہ دیبائے روم اور حریر
وہان گلدستونکی کمین تو بہا
جب یہ سامان جمع کرتے تھے
ایک دخمہ مین تازہ آئی تھے
دیکھکر اوس مکانکا سامان
گوکہ وہ دخمۂ مجوسے تھا
گاہ مردہ کو پیار کرتا تھا
محفل عیش تھا وہ مونکا گھر
وہان پھرتے تھے جستجو مین تمام
جب ہوئی صبح ہو گیا بیدار
ہی اوداسی سرایکطرف چھائے
گیا جیب شکیب صبر کو چاک
انہ سب مین یہ شرمسار رہے
ہی پدر با حشم کھڑا در پر
ان ہیم آتش فنی سے مرا یہ مال
عقی کسو وہ عروس حسین

شاہ و شہزادگان عالی قدر
ایکطرف ساقیان سیمین ساق
ایکطرف کو نوائی موسیقار
ہمہ تن بلکہ چشم ایوان تھا
ہوئی خلوت مین آ سر آرا
ایک خلوتمین تھا سبھو نسے جدا
آپ ہی رند آپ ہی سنتے
شیشہ در دست اور مستانہ
کہ بناتی تھے ایک مکان جدا
مخمل و پرنیان بروئی سریر
کھین آئینہ رونق دیوار
لاکے مردیکو اوسمین دھرتے تھے
موت پابند کرکے لائی تھی
ہوا بشاش خورم و خندان
پر نہین حجلۂ عروسی تھا
گاہ بوس و کنار کرتا تھا
کبھی شیشہ تھا اور کبھی ساغر
صاحبان و مصاحب و خدام
نشہ جاتا رہا ہوا ہشیار
قبر تاریک اور تنہائے
تھا ندامت سے وہ قریب ہلاک
تا قیامت یہ ننگ و عار رہے
ہو گیا سرنگون حیا سی یہ
اہل دنیا کی ہے یہ ٹھیک مثل
جل کے اوسکے اب تلاش نہین

تھے مغنی لئے سب اپنا ساز
ایکطرف عود ایکطرف چنگ
نغمۂ دلفریب ہوتی تھے
وہان دلہن کا بہت جلوس کیا
گیا جب نیر خوشی نے طلوع
تھا وہان اوسکو شغل مے نوشی
کچھ اوسی نشہ مین جو آیا دہیان
یوہین جانکلا الغرض کہ وہان
اوسکو کرتے منقش و رنگین
شمع کافور صاف خوش اندام
سارے دخمو نمین تخلیونکا وفور
سنو نیرنگ آسمانکا حال
شاہزادہ بھی کرکے مے نوشی
پس یہ سوجھی میان نشہ لئے
مردۂ پیر زال کو افسوس
کبھی آغوش مین سلاتا تھا
متنبہ ہوا نہ کچھ سیہات
کی بہت سی تلاش پر اصلا
جبکہ دیکھا مقام وحشت خیز
مردۂ خشک زینت آغوش
سوچ کر یہ اوٹھا بنالہ و آہ
بس اسی فکر مین وہانسے اوٹھا
متفحص ہوئی جو خلق اللہ
نشۂ مال و جاہ کے مخمور
تمام غفلت کے سب وہ لا تعقل

ایکطرف مطربان خوش آواز
ایکطرف کو سرود اور مردنگ
مرد و زن ناشکیب ہوتے تھے
رونق حجلۂ عروس کیا
ہوئی نوشاہ کی تلاش شروع
غم و شادی سے ہی فراموشے
ایکطرف کو روان ہوا وہ جوان
تھی کئے دخمۂ مجوس جہان
خوب تیتے تھے فرش سے تزئین
جسکے تھے عنبرین فتیلہ تمام
اور چراغانکا ہر طرف کو نور
کہ قضارا عجوزۂ صد سال
ہوا دار دسیان مدہوشی
کہ یہین بزم بزم شادی ہے
اسنے دلمین کیا خیال عروس
لب سے لب کو کبھی ملاتا تھا
پس اسیطرح اوسنے کاٹی رات
اثر اوس خفتہ بخت کا نہ ملا
اور وہ دخمۂ ملال انگیز
ہوش مین آکے ہو گیا بیہوش
ہو نہ اس راز سے کوئی آگاہ
در دخمہ پہ دیکھتا ہی گیا
اس فضیحت سی ہو گئی آگاہ
اس عجوزہ سے گو نہین مسرور
جبکہ دیکھین گئے روی صبح اصل

جب ہوا صرصر خزاں کا دور
یہ گلستاں نہیں ہے قابل سیر
کیا نہیں صرصر خزاں کا بیم
واسطہ زر کے تو ہوئی ہے زرکش
نہیں اسکے متاع داشتنی
اسپہ لاتا ہوں میں یہ اور دلیل
ہست چون مار گرچہ زینت دہر
زردی رومی درہم و دینار
کونسا تھا جلیل بلکہ اجل
دیکھ کودک فریبی دنیا

خاک ویرانی لگی نسیم سحر
کرے اللہ خاتمہ بالخیر
ہونگے درپیش گریہ ہای عظیم
مثل بوتہ ہی نعل در آتش
دم رحلت ہی سب گذشتنی
اے معشوق سے ہی دی تمثیل
نرم و رنگین و اندرون پر زہر
سبب زرد رومی زردار
جسکا بستر ہوا نہ خاک اجل
ہی یہ دشمن و لیک دوست نما
سوی اصحاب یوں نبی نے کہا

ایسے اندوہ میں گرو جو فنا
گل نے اندوختہ کیا ہی زر
نقش ہے جب زر تیرے دل پر
مت اسی جا نیو نگارستان
نخل دنیا ز بے ثمر کا ثمر
اسکے خواہاں ہیں یکدگر اغیار
شکر و شہد نعمت و دینار
آئینہ نقش پا کا دیکھہ دلا
نزد ارباب عقل ہے مہ و سال
راہ میں دیکھہ جیفۂ ناپاک
غافلو فانظروا الی الدنیا

گل سوسن کا ہی کبود لباس
خندہ زن ہی اسی سے آٹھ پہر
زر پہ جس طرح سے ہو سکے زر
ہی یہ دار غرور خارستان
ہے فقط دشمنی ہے ایک دیگر
کہیں اغیار بھی ہوئی ہیں یار
باعث تلخ کامی غفار
روی حال گذشتگان ہے کھلا
پھر صبح کمال و شام زوال
ٹھہرے ایک کوچہ میں شہ لولاک

نقل در ذکر بیوفائی دنیاء غدار و شرح قبایح این عجوزہ شوہر خوار

تھا کوئی شہر بلخ میں بقال
مرد بقال نے بسادہ دلی
تھا خریدار جو شکر کا کھرا
دل میں بقال پھر ہوا خندان
جسقدر گل ہوئی ادھر کو کم
نعمت بی ثبات کھاتی ہیں
دوسرے نقل ہے یاد عجیب
یہ کیا دل میں بادشاہی غور
دختر نیک اختر مرغوب
جمع با جہد و کد خدا لئے ہو
در گنجینہ کھل گیا ایک بار
تخت نوشاہ کا کیا برپا

اور متاع جہاں سے مالا مال
گلی وزنی بنا رکھی تھی گلی
گل خوریکا تھا اوسکو ذوق بڑا
نہ پے جست جو ہوا چندان
اوس کمی نے کیا شکر کو کم

آیا اوسکی دوکان پہ وقت سحر
رکھا وزنے بہ پلہ میزان
چشم بقال سے بچاتا تھا
کھایہ شخص بے خرد ہی کمال
پس اسی طرح مردمان جہان

ایک آیا پے تلاش شکر
اور شکر تولنے لگا وہ جوان
وزنے کو توڑ توڑ کھاتا تھا
نہیں نفع ضرر کا جسکو خیال
کچھ سمجھتے نہیں ہیں سود و زیان
دہانکی لذتسے ہاتھ اوٹھاتے ہیں
تھا خلف اوسکا ایک غیرت ماہ
اور سلاطین کے دو دمانوں سے
اور وزیروں کو پھر یہ حکم دئے
سب نے کی بزم عیش کی تدبیر
کیا بزم نشاط کا سامان
چار سو کرسیئے مرصع کار

نقل دیگر در ضمین مطلب

بس اسے ہی اگر خرد سی نصیب
کہ اسے کد خدا کروں ہر طور
ہم حسین و عفیفہ و محبوب
تا کہ سلطان کد خدائی ہو
کئے تقسیم درہم و دینار
نصب تھے جسمیں لعل بیش بہا

تھا کوئی بادشاہ عالی جاہ
بادشاہوں کے خاندانوں سے
کی مقرر مواصلت کی لیئے
تھے خلافت مآب جو کہ وزیر
ہوئی آراستہ کئی ایوان
پہلوی تخت کی یمین و یسار

پا آگے پر از گناہ ہون مین
فرط عصیان سے روسیاہ ہون مین

کہین مین روسیہ اگر ایکدم
ناصیہ سا ہو ابسان قلم

اثر معصیت ہوا یہ آہ
کہ وہ صفحہ ہوا تمام سیاہ

شاہد معصیت دوچار رہا
مجھسے خلوت مین ہمکنار رہا

کور کو جس طرح سے صبح و مسا
شوق وصل عروس نازیبا

کر عطا میرے دل کو اپنا ورد
دی مجھے اپنی غم مین عارض زرد

دلکو یا رب نصیب داغ تیرا
ہو میری سیرگاہ باغ تیرا

تیری رحمت کا ہو ہمیشہ ورود
کر مجھے گرد کعبۂ مقصود

رکھ سدا طالب رضا مجھکو
عین ہستی مین کر فنا مجھکو

کھولدے میرے دیدۂ ادراک
لوث عصیان سے لوح دل ہو پاک

حب تیری میرے آب و گل مین ہو
تیرا مسکن رواق دلمین ہو

ماسوا اپنی سب سے کر مہجور
پاس ہون تیری اور سب سے نفور

ہو نہ مین فہرست عاشقانمین فرد
زر خالص ہو میرا عارض زرد

خواب و خور سے ہو طبع کو انکار
خواب مین ہین تو دل ہی بیدار

جسطرف کو نظر کرون یکبار
رہی پیش نظر تیرا دیدار

ہو تیرا میرے آب و گل مین نور
سر مین سودا ہے تو دلمین شعور

ہو سویدا سے کچھ فزون نہ سواد
رہے آئینہ سان بہ لوح فواد

ہو اعضا پہ کلہلے کا ورود
نت رہون مایل رکوع و سجود

آرزو ہو نہ مال دنیا کے
خواستگاری نہ زال دنیا کے

نہ رہے فکر بالش و بستر
وقت خفتن ہو سنگ بالش سر

گم ہو دنیا مین گو سراغ میرا
عرش پر ہو مگر دماغ میرا

بیٹھون روی زمین پر ہو کر گرد
بیر اوٹھاؤن نہ منت نامرد

[illegible]
دل ہوا امید و بیم کے درمیان

ہو جو شادی تو دل نہو خورم
غم اگر ہو تو کچھ نہو بے غم

شکر کا ہے [illegible] جو ہو ٹھہرا ملین
کام جان کو ہزار لطف ملین

ہو زمستان مین گر برہنہ تن
ہو نہین جو پائی گرسنہ گلخن

نظر آوے جو کوئی دل رنجور
صاف ہو میرا شیشۂ دل چور

دل ہو آئینہ رخ دلدار
میرا سینہ ہو مخزن اسرار

ہون جو پیدا اخصایل ملکوت
نت کرون سیر عالم لاہوت

ہو مقابر کے سمت کو جو گذر
موت چھائی رہے بہ پیش نظر

کوی جو شان ہے نی خروشان ہے
واہ کیا مسکن خموشان ہے

اشعار عبرت خیز و وحشت انگیز مباحثہ نفس ثانیہ

ہان دلا ہے متاع دہر قلیل
ہی مگر زاد راہ صبر جمیل

اب سنادی مجھے وہ چند اشعار
جو کہ ہون عبرت اولوالابصار

کیا اثر بخش داستان ہی یہ
حسرت حال رفتگان ہی یہ

گر کرے اوسپہ اہل دل عمل
اونکے ایمانمین نہ آوی خلل

جس سے تاثیر چشم و گوش کو ہو
تازیانہ سمند ہوش کو ہو

عاقلان باغ یہ نہین دلکش
جسکو دیکھو وہی پریشان وش

اس چمن کے ہوا ہی بہمن و دے
آستین زن چراغ جان پر ہے

خاک جب ہو گیا قد رعنا
تب ہوا سرو خوش نما پیدا

لالہ رو دلپہ لگ گئی جب داغ
تب ہوا لالہ زیب مجلس باغ

جب مٹی میکشان محفل درد
جعفری نے دکھایا تب رخ زرد

جب ہوی خاک صاحب کاکل
تب نظر آئی گیسوی سنبل

مر گئی جب ہزار غنچہ دہان
ہوا گلشن مین ایک غنچہ عیان

جب ہوا گل چراغ عارض یار
تب گلستانمین ہوا اظہار

نرگسی چشم مین جو دفن یہین
چشم نرگس جھلکی ہین سے زمین

شاخ پر سیب ہے جو زیب چمن
کسی محبوب کا ہی سیب ذقن

عندلیبونکی ہی یہی الحان
غالمو کل من علیہا فان

غالمین گل رخان جو سوتے ہین
باغ مین آب شار روتے ہین

دیکھکر بے ثباتی عالم
ہمہ تن اشک ہو گئے شبنم

	مدح کیا اوسکی ہوسکے مرقوم	اوسکا رتبہ خدا کو ہی معلوم	

فی المدح دو گوہر دریائے مجمع البحرین سبطین سید ثقلین امام حسن و امام حسین

ہین جو اوس سیدہ کے نور العین	گوہر گوش قدسیان حسین	ہے نبوت کا جو بلند سپہر	دونو ہین اوس سپہر کے وہ مہر
سبز رنگ ایک زہر نوش ہوا	دوسرا خون سے سرخ پوش ہوا	ایک کا قصر ہے زمرد فام	قصر یاقوت دوسرے کا مقام
لئے دنیا مین ای خجستہ سرشت	پہنے ہین بر مین حلہ ہای بہشت	اونکو یہ مرتبہ دیا حق نے	ایک موتی کو دو کیا حق نے
اونکو کاندھے چڑھا چڑھا ہر بار	اونٹ بنتی تھے احمد مختار	پھول دونو وہ ایک ہی گلے ہین	نور وہ ایک ہی چراغ کے ہین
بادبان دونو ایک سفینہ کے	پاسبان دونو ایک مدینہ کے	حکمران دونو ایک گھر کے ہین	وہ ثمر دونو ایک شجر کے ہین
سبکی انکھونکے نور ہین دونو	سبکے دلکے سرور ہین دونو	دونو اختر وہ ایک برج کے ہین	دونو گوہر وہ ایکدرج کے ہین
دونو سرو ایک بوستانکے ہین	دونو مہ ایک آسمانکے ہین	واقف جان ناتوان ہین وہ	توان بشکل جسم جان ہین وہ
	نزد اہل خرد چہ صبح و چہ شام	اوسپہ گر ہے درود اوسپہ سلام	

واقفان رموز اولین و آخرین مقبول درگاہ رب العالمین حضرت آئمہ معصومین

بعد حیدر امام با ترتیب	ہی حسن پہلے پہر حسین غریب	بعد شبیر سید سجاد	لِعَلِیٍّ لِکُلِّ قَوْمٍ ھَاد
بعد عابد محمد ابن علی	باقر معنی خفی و جلی	جعفر صادق اوسکے بعد امام	خلق کا سوی درود و سلام
موسی کاظم اوسکے بعد امیر	بحدِ امر مرجع صغیر و کبیر	پہر رضا جوی حق امام رضا	ہو گیا جسپہ اختتام رضا
پہہ محمد تقی رضا کا خلف	اختر برج آسمان شرف	پھر نقی علی حبیب اللہ	گل گلدستۂ رسول اللہ
عسکری وہ کہ جسکے در کا غبار	سرمۂ دیدۂ اولوالابصار	خاتمہ اوصیا جو ہی مہدی	حکم پروردگار سے مخفی
اوسکے رتبہ کا دیکھیو تو فور	حق نے اپنی طرح کیا مستور	ای خوشا جبکہ وہ خروج کرے	طالع مومنا عروج کرے
یا امامِ انام اور کیتے	شہ گردون خرام اور کیتے	دلکو تجہہ بن ذرا قرار نہین	اب ہمین تاب انتظار نہین
میری مولا ابھی دکھادی جمال	جلد وہ تیغ انتقام نکال	کیا اوٹھایا ہی ظالمون نے سر	مدد ای ابن ساقی کوثر
میری مولا تجھے خدا کی قسم	تجھے اقبال مصطفی کی قسم	پہر خیر النساء پی حیدر	پہر شبیر و حضرت شبر
پہر سجاد و باقر و جعفر	پہر موسی پی رضا سرور	از برای تقی علی نقی	عسکری کا تصدق ای مہدی
	میری حرمت کو آہ تو رکھ لے	اس زمانہ مین آبرو رکھ لے	

مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات واکثر سوالات

لون یہانسے عنان توسن فکر
ہی وہ ممدوحۂ خدای قدیر
امۃ خاص کبریا ہے وہ
یون مصابیح مین یہ ہی تحریر
دوستونکو ہوئی خوشی یہ کمال
وہ محلہ تھا نزد اہل شعور
اوسکے اندر کھڑا ہے پیر کبیر
اور وہ تھا مرجع اناث و ذکور
پھر یہ ہنس ہنسکے مجھسے گفتار
تجھسا دنیا مین بزم خواہ نہین
ہی ہنر بہر دہندہ گاہ مصاف
پدر زوجہ پاس دام نہین
تیری در سے لگا ہے در تک
یہ مہیا مین تجھکو کردینا
مرتبہ عزت و شرف مین ہے
یہ سخن اسکا مت پسند کرو
زیر عرش آیا ایک نظر میدان
وہ قطارین اودھر سی آتی ہین
اوسمین کیا کیا جواہرات دھرے
اوپر ہی ایک غلام حور نژاد
ہین ہزارون ملک قریب اوسکے
کنجیان سبکے جبرئیل کے پاس
دیکھا یہ ماجرا علی نے جو ہین
چاہتے تھی علی کہین یہ بات
تب علی نے یہ فاطمہ سے کہا

کچھ کرون بنت مصطفے کا ذکر
ہی وہ خاتون حجلۂ تطہیر
بضعۃ پاک مصطفے ہی وہ
اسکے راوی ہین خود جناب امیر
ہوئی اعدای دینکو رنج و ملال
منہحلات اغنیا مشہور
گرد اور اغنیا بصد توقیر
اغنیای مدینہ سے مشہور
کای مددگار احمد مختار
تیری شمشیر کے پناہ نہین
دوحۂ بوستان عبد مناف
چاشت گر ہوی پھر شام نہین
لی میرے گھر سے اور تیری گھر تک
گھر تیرا موتیونسے بھر دیتا
مال تو معرض تلف مین ہے
یا علی سر ذرا بلند کرو
جسکے حد خارج از حد امکان
اور ادھر سے اودھر کو جاتی ہین
سبکے سب نور کبریا سے بھرے
پیچھے ہر ایک شتر کے بادل شاد
ہاتھ مین اون سبھونکی برق نور
اونکے اوپر جڑا ہوا الماس
رو دیا فرط خورمی سی وہین
اسمین وہ بانوی خجستہ صفات
ہی بلند اس سے مرتبہ تیرا

مورد صد ہزار درد و ہموم
نور عینین سید عالم
کیا بیان فاطمہ کے شان کرون
ہوئی زہرا سے جب میری شادی
رخت شادی ہنوز تھا در پیش
اوسی اثنا مین دیکھتا ہون کیا
اوسکے اطراف مین کئی خدام
مجھپر اوس شخص کی پڑی جو نگاہ
تو ہی مشہور درمیان عرب
تو ہوا ہی جہان مین ای ذیجاہ
ہو یقین اس امر مین مگر حیران
گر تو جویای مدعا ہوتا
ہوتی دو راستہ شتر کی قطار
سن چکا یہ سخن جو شیر خدا
کہہ رہے تھی یہ حیدر کرار
سر علی نے کیا بلند شتاب
خالی اس در پر نہین ہے ذرا
جل زربفت مین ہین سب غرق
ہر شتر کے ہی موتیونکی مہار
سبکے سب پانو سی نہ تا پا فرق
جو کہ صندوق ہی شتر پر دھرا
ہی منادی کی یہ ندا کا حصول
آئی دولت سرا مین خوشحال
مسکرا کر علی سی کہنے لگی
لیس جو ہو سطر حکی مخدومہ

مادر پاک یازدہ معصوم
باعث افتخار صد مریم
ادنا ایک مرتبہ بیان کرون
کی عطا حق نے خانہ آبادی
کہ ہوا میرا ایک جگہ پہ گذر
ایک دروازہ ہی بلند او سجا
روبرو دست بستہ چار غلام
تو بلایا مجھی بعزت و جاہ
معدن فضل و جود علم و ادب
رایج لا الہ الا اللہ
کہ خدا تو ہوا ہی جاکے کہان
میری دختر سے کتخدا ہوتا
دو دو صندوق ہر شتر پہ بار
خندہ زن ہو کے زیر لب یہ کہا
کہ ندا آئی عرش سے یکبار
ہو گیا سامنے سی رفع حجاب
ہی وہ اقطار شتر انسے بھرا
ہر شتر پر دھری ہین دو صندوق
اوسے تھا بنے ہی جو زہرہ رخسار
در یاقوت بی محیط مین غرق
سب مین قفل مرصع ہی لگا
دیکھ ہذا جہیز بنت رسول
فاطمہ آئین پھر استقبال
تمنے دیکھی شکوہ فاطمہ کے
یعنی مظلومہ اور معصومہ

مسند انداز محفل افلاک
جسکے رتبہ کا ای خجستہ مزاج
مصطفے پاسپان امت ہی

تارک افراز افسر لولاک
پای اولین ہے ایک معراج
پدر مہربان امت ہی
بعد گو آئی پر نخست آئی

مظہر فیض حضرت معبود
سبب ابتدای موجودات
انبیائی سلف کا گنج فتوح
دیر آئی مگر درست آئی

سایۂ حق محمد محمود
مرشد ہادی سبیل نجات
امم سابقہ کا ہی ممدوح

دلیل عدم سایۂ قالب باکرامت آنحضرت سرو جوئبار شفاعت

تیرے سایہ نہونیکی کیا خوب
وہ تیری انس مین جو یکتا ہی
صل یا ربنا علی الاحمد

وجہ ہی ای اللہ کی محبوب
کب وہ سایہ کو دیکھ سکتا ہی
اشرف الخلق مصطفے الامجد
وعلی آلہ سفینہ نوح

عدم سایہ یا رسول اللہ
کس سے نعت اوسکی ہوسکی اظہار
خاتم الانبیا شفیع امم
کل ما فی السما لاحت نوح

عشق پروردگار کا ہی گواہ
جسکا نائب قسیم جنت و نار
افتخار الانام والعالم

منقبت شہسوار عرصہ لافتا سزاوار ورود ہل اتی یعنی علی مرتضے

اولا صدر زمرۂ الشرفا
علی عالی گہر شہ آفاق
ہی طہارت پہ اوسکی لیکے گواہ
راہ حق مین دیا سہ روز طعام
ہی یہ مضمون حدیث مین مسطور
ہی جو قرآن مین امام مبین
جو پھرا اوس سے مصطفے سے پھرا
مرشد جبرئیل و ماہ نجف
مسند آرای کشور جبروت
قاسم نار و جنت و کوثر
ہوی قرطاس سب نے مین یکبار
ملی مہلت بھی اسقدر بوفور

افضل الاوصیاء و الخلفا
جانشین نبی باستحقاق
آیہ انما یرید اللہ
گو گرسنہ تھی اہلبیت تمام
ثلث مصحف مین ہے قصص مذکور
ہی امام مبین وہ سرور دین
مصطفے سی پھرا خدا سے پھرا
حاکم سلسبیل و شاہ نجف
محرم راز خلوت لاہوت
صاحب سیف و دلدل و قنبر
اور قلم ہون جہانکے سب اشجار
آج سے لیکے تا بروز نشور

صاحب تاج لافتی در رزم
بندۂ خاص حق علی ولی
رہا بھوکا امیر کل اسیر
آسمان سے کیا بجنس اصول
ثلث مین امر و نہی سبحان ہے
وہ محمد کا ہے وصی برحق
رہنمای جہان علی ولے
باپ شبیر و والد شبر
ہی وہ مسند نشین بزم حضور
ہمسے کب ہوسکے ثنای امام
ہو وی صرف مداد بحر تمام
از کمالات شاہ خیبر گیر

مالک تخت لو کشف در بزم
ہی وہ ناجی جو ہے دلی سے علی
بہر مسکین دیگر یتیم و اسیر
سورۂ پاک ہل اتی نی نزول
لوح مین اوسکے ثلث قرآن ہے
وہ پیمبر کا نائب مطلق
محرم لامکان علی ولے
زوج زہرائی بنت پیغمبر
ساقی ساغر شراب طہور
ہی یہ مضمون حدیث مین ارقام
انس و جن گرم ہون پئے ارقام
ایک فضیلت نہوسکے تحریر

بمدح حجلہ نشین پردۂ عصمت و مخدومہ سراپردہ عفت جناب خاتون قیامت

بسم الله الرحمن الرحیم

احمد الله جل اکرامه	اشکر الله عم انعامه	وله الحمد فی جمیع فعال	وله الشکر فی تمام الحال
وله الکبریاء والجبروت	وله الاقتدار والملکوت	وله الملک کائنا ما کان	وله الامتنان والاحسان
احسن الحمد فی اعتراف عبید	بقصور اللسان من تحمید	کیف یثنی علیه ہذا القال	کیف یحصی ثناءه بمقال
لیس فی وسعها ثناء الحق	فاعتراف الوری ہو الیق	ایک شکر اوسکا ہوسکی کس سے	انتظام دو کون ہو جس سے
زہی لطف و زہی عنایت و جود	دی ہی توفیق شکر بعد وجود	کسنے حمد و ثنا مین مارا دم	کہ تسلسل نہو کیا منضم
وصف کا اوسکے جب خیال کیا	حیرتون نے زبانکو لال کیا	اوسکی صنعت کو کسنی پایا ہی	خاک کو نور کر دکھایا ہے
کی ہین کیا کیا نہ صورتین ایجاد	بہمین آب و خاک و آتش و باد	ہی شب و روز مین بقدر ضرور	انتظام ظہور ظلمت و نور
انتہا اوسکی پا سکین کیا ہم	آدمی کو حدوث اوسکو قدم	گو کرے قصد ناطقی کی ہوس	جای ضبط نفس ہے دیگر بس
عقل کو یان نہین ہے نطق کا حکم	خیر و عقل کل ہی صم بکم	مشت خاک اور دعوی ادراک	ابتدا خاک انتہا ہی خاک
کسنی عرفان کا اوسنے دم مارا	کسنے اوس راہ مین قدم مارا	تھا جو وہ نور اولین احمد	ما عرفناک ہان ہوا سر زد
	عجز کا جب وہ اعتراف کرے	کیا کوئی معرفت کا لاف کرے	

در نعت مہر سپہر نبوت و سپہر مہر فتوت خاتم انبیا محمد مصطفی صلعم

اے کمیت قلم نہو درپے	وادی کنہ حق نہو گا طے	سوی میدان نعت کر جولان	گو کہ وسعت ہی اوسکی بی پایان
وہ نبی جسکا مظہر اقدس	کہ آدم ہی نسخہ ہنر اوسکا	تھا پئی ذکر کردگار جلیل	تھی تقدیر اور گہی تعلیل

بعون صانع مکین و مکان خالق زمین و آسمان

این مثنوی فیض محتوی حاوی معجزات مظهرات امام واﻻمقام

امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیه السلام المسمی به

مثنوی

Zamir Muzaffar Husain

مظهر العجائب

Masnavi mazhar al-'ajaib

سنه ۱۳۱۱ هجری

یکی از تصنیف شاعر بے نظیر اوستاد جناب مرزا دبیر صاحب مرحوم
عالیجناب سید مظفر حسین صاحب متخلص به ضمیر مغفور

بمقام لکهنؤ محله فراشخانه وزیر گنج بتاریخ ۱۲ - اپریل سنه ۱۸۹۴ع

در مطبع مظهر العجائب باهتمام سید عباس علی دهلوی طبع شد

باسمہٖ سبحانہٗ تعالیٰ

مثنوی مظہر العجائب

اس مثنوی مین معجزات عجائب و تمثیلات غرائب نظم کیے گئے ہین اور قصۂ جنگ تبوک اور قصۂ علقمہ اور مقابلہ با امیر مومنان کرنا اور اعجاز کا ظاہر ہونا اور ایمان لانا اوسکا اور جنگ عشام بدکردار با جناب حیدر کرار اور عجائبات ایسے ہین کہ جسکے دیکھنے سے دیدۂ دل مومنین منور ہون گے ۔

لکھنؤ

مطبع مطبع اثنا عشری